

مجالسِ تراپی

جلد ششم

عنوانِ عشرہ: توحید اور شرک

علامہ رشیدِ تراپی

ترتیب و تدوین

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

مرکز علوم اسلامیہ

فلیٹ نمبر آئی۔۴، نعمان ٹیرس فیز۔۳، یونیورسٹی روڈ،

گلشن اقبال، بلاک۔۱۱، کراچی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	:	توحید اور شرک (عشرہ مجالس)
تقاریر	:	علامہ رشید ترابی
تالیف	:	علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی
ناشر	:	مرکز علوم اسلامیہ
		I-4 نعمان میرس، فیز-III، گلشن اقبال، بلاک-11، کراچی
		فون: 4612868
مطبع	:	سید غلام اکبر
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار
سال اشاعت	:	2007ء
قیمت	:	Rs. 100/=

نوٹ : ”مجلس ترابی کی اشاعت ڈاکٹر ضمیر اختر نقوی اور علامہ رشید ترابی کے صاحبزادے جناب نصیر ترابی کی اجازت سے کی گئی ہے۔ کوئی صاحب بغیر اجازت یہ مجلس شائع کریں گے تو ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔“

پبلشر

فہرست

۵	مجلس اول	۱۔
۲۱	مجلس دوم	۲۔
۳۵	مجلس سوم	۳۔
۴۹	مجلس چہارم	۴۔
۶۱	مجلس پنجم	۵۔
۸۲	مجلس ششم	۶۔
۹۴	مجلس ہفتم	۷۔
۱۱۱	مجلس ہشتم	۸۔
۱۲۸	مجلس نہم	۹۔
۱۴۶	مجلس دہم	۱۰۔

مجلس اول

”توحید اور شرک“

- ۱۔ محمدؐ عربی سے پہلے کسی نے بھی لا الہ الا اللہ نہیں کہا
- ۲۔ قرآن کی دو آیتوں کو ملایا تو کلمہ طیبہ بنا۔
- ۳۔ معبود کے ساتھ عبد کا بھی احترام لازم ہے۔
- ۴۔ مسجد ضرار کو گرانے کا حکم۔
- ۵۔ محمدؐ عربی سے بگڑنے والے کی گواہی قبول نہیں۔
- ۶۔ درود کا ورد توحید ہے۔
- ۷۔ اللہ نے بندے کی ذکر کو بلندی عطا کی ہے۔
- ۸۔ مدینے سے امام حسینؑ کی رخصت
- ۹۔ حضرت زینبؑ کی سواری کی شان

یکم محرم ۱۳۹۲ھ - ۱۷ فروری ۱۹۷۲ء
(نشر پارک کراچی)

مجلس اول

موضوع:- ”توحید اور شرک“

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شہد اللہ انہ لا الہ الا هو و الملائکتہ و اولوا العلم قائما

بالقسط۔ لا الہ الا هو العزیز الحکیم ☆ (سورہ آل عمران آیت ۱۸)

”خدا نے خود اس بات کی شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور تمام فرشتوں نے اور صاحبان علم انبیاء و اولیاء جو عدل پر قائم ہیں یہی شہادت دی ہے کہ اس حکیم کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہی عزیز و حکیم و غالب ہے۔“

ایک ہزار تین سو بیانوںے ہجری ۱۳۹۲ھ کے آغاز پر۔ آج ہم پھر سے ایک مرتبہ تجدیدِ عمد محبت و ولا کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں۔ اور اس اجتماع کا واحد مقصد یہ ہے کہ آغاز سال ہجری کے ساتھ ساتھ اس تذکر کو بھی باقی رکھیں۔ اس یاد کو بھی قائم رکھیں جو کہ تذکر اور جو یاد ہماری زندگی کا واحد سرمایہ ہے۔ اور ہمارا وہ وعدہ ہے جس کو ہم نے نسل ”بعد نسل پایا اور جس کو ہم نسل ”بعد نسل چھوڑ جائیں گے۔

پہلی مجلس نشر پارک کی اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ اس عنوان کی حامل ہے کہ صحیح طور پر ہم ایک درست اندازہ قائم کریں توحید اور شرک کا۔ اس عنوان کا اعلان کیا گیا اور یہاں کی ان مجلسوں کے لئے یہی عنوان قرار پایا۔ دونوں لفظ آپ کے لئے نئے نہیں ہیں۔ صرف اتنا ہی ہے کہ ایک، ایک کی ضد ہے۔ نور اور ظلمت کو سمجھنے والے۔ دن اور رات کو جاننے والے۔ بصارت اور بے بصیرتی کا اندازہ کرنے والے علم اور جہل کا فرق سمجھنے والے اور رات اور دن کی حقیقت کو جاننے والے توحید اور شرک کو پوری طرح سے جانتے ہیں۔ یاد صرف اس لئے دلانا پڑتا ہے کہ زمانے کا

تقاضا یہ ہے کہ یا توحید کی صحیح تعریف ہو جائے تاکہ شرک سمجھ میں آئے یا شرک کی صحیح تعریف ہو جائے تو توحید سمجھ میں آجائے۔ کچھ حدود ایسے ہیں کہ جہاں یہ گفتگو تعریف کی مشابہ ہو رہی ہے اور وہ اس طرح سے کہ ہر منزل پر ہر عمل کو ہر عقیدے کو ہر فعل کو ہر فاعل کو شرک قرار دینے کی عادت۔ جہاں پیوست ہو جاتی ہے وہاں توحید کا مفہوم اتنا محدود ہو کر رہ جاتا ہے کہ انسان پھر سے اندازہ نہیں لگا سکتا کہ ہم صحیح معنوں میں اس اصطلاح سے کیا مراد لے رہے ہیں اور اس کا صحیح مفہوم کیا ہے۔ میں اس حقیقت کو پہلے سے واضح کر دوں کہ توحید فقط عقیدہ نہیں ہے توحید چاہتی ہے اطلاق، توحید کا تقاضا ہے انتباہ، توحید کا منشا ہے (APPLICATION) توحید کا مقصد یہ ہے کہ یہ عقیدہ عمل پر اس طرح چھا جائے کہ وحدت الہی کی جو اس عقیدے کے انطباق سے وحدت افکار بھی پیدا ہو وحدت کردار بھی پیدا ہو اور انسان ایک ایسی وحدت فکر کے ساتھ زندگی بسر کرے جہاں انتشار عقائد میں اور انتشار اعمال میں نہ ہو۔ آپ پھر توجہ فرمائیں کہ یہ عقیدے کی حد تک توحید کو محدود رکھنے میں اسلام کی وہ نورانی صورت کہ جس کی نقشہ کشی دست پیغمبرؐ سے ہوئی تھی۔ وہ حجاب میں آ جاتی ہے پھر اسلام اسلام نہیں رہتا ہم آج وقت کے اس تقاضے کو پورا کرنا چاہتے ہیں کہ وحدت فکر ہو۔ وحدت عمل ہو۔ وحدت ملی ہو۔ مسلمان اس عقیدے کی وحدت کے ساتھ اپنے افکار میں وحدت پیدا کریں اور جہاں جہاں عالم اسلام ہے وہ پھر غور کرے کہ منشاء توحید الہی کیا ہے کہ جس پر اتنی سختی سے حکم دیا گیا کہ ختمی مرتبت ارشاد فرماتے ہیں کہ ”کسی نے مجھ سے پہلے اور میں نے کبھی نبوت سے پہلے اس ترکیب کو نہیں پیش کیا تھا جس ترکیب کو میں کلمہ بنا کر پیش کر رہا ہوں کہ لا الہ الا اللہ“ ایک عجیب بات یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے نہیں اسلیلؑ نے نہیں کسی عربی بولنے والے پیغمبر کی زبان سے یہ جملہ نہیں نکلا اور قرآن میں کل

دو مقام پر یہ جملہ ہے۔ ایک ہے سیستیسویں ۳۷ سورہ میں اور سینتالیسویں ۴۷ سورہ میں۔ سورہ ”صافات“ اور سورہ ”محمد“ میں لا الہ الا اللہ ورنہ پورے قرآن پر ستر مقام سے زیادہ لا الہ الا ہو ہے مگر کلمہ کا یہ جزو اپنی تکمیل کے ساتھ کل دو مقامات پر ایک سورہ ”صافات“ میں جو سیستیسویں ۳۷ سورہ ہے ایک سورہ ”محمد“ میں جو سینتالیسویں ۴۷ سورہ ہے لا الہ الا اللہ سورہ ”صافات“ ابتدائی وحی کا دور ہے۔ سورہ محمد کا آخری زمانہ ہے مکہ کا کہ جب ہجرت ہو رہی تھی تو یہ سورہ آیا کہ آغاز لا الہ الا اللہ انجام لا الہ الا اللہ مگر یہ لا الہ الا اللہ اولین و آخرین میں کسی کی زبان پر نہیں آیا اور کسی کو زیب ہی نہیں دے سکا کہ بجز ایک انسان کے کہ جب اس نے کہا لا الہ الا اللہ تو قدرت نے آواز دی محمد رسول اللہ ——— سورہ ”صافات“ اور سورہ محمد میں ہے لا الہ الا اللہ دیکھئے تاریخ ہے لا الہ الا اللہ کی کہ ختمی مرتبت سے پہلے کسی نبی کی زبان پر یہ جملہ نہیں آیا ہر نبی موحّد تھا مگر لفظوں کی یہ ترکیب نہیں تھی خود نبی فرماتے ہیں کہ نبوت سے پہلے میں نے نہیں کہا لا الہ الا اللہ مگر میں ہمیشہ یہ کہتا رہا ہوں خدا ایک ہے مگر نفی کے بعد اثبات یہ اس وحی کی بنا پر تھا کہ جہاں ختمی مرتبت انتظار کر رہے تھے کہ میری ملت کے لئے اب کوئی ایسا جامع فرمان آئے کہ ملت اگر اس جملے کا ورد کرے تو نجات پا جائے۔ لا الہ الا اللہ اگر ملت پر طاری ہو جائے تو آگے بڑھتے ہوئے قدم پیچھے نہ ہٹیں لا الہ الا اللہ اگر ملت پر طاری ہو جائے تو خواص لا الہ الا اللہ انسان پر محیط ہو جائے صداقت بنی صداقت رہے نور ہی نور رہے روشنی ہی روشنی رہے۔ علم ہی علم رہے حیات ہی حیات رہے بشرطیکہ وہ کلمہ طاری ہو جو ختمی مرتبت نے سورہ ”صافات“ اور سورہ ”محمد“ سے لیا لا الہ الا اللہ اور پورا کلاوی قرآن میں آیا محمد رسول اللہ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء و علی الکفلاء (سورہ فتح آیت ۲۹) دوسری آیت ہے لعلم انہ لا الہ الا اللہ (سورہ محمد

(آیت ۱۹)

یہ بھی پوری آیت ہے پوری آیت کا ٹکڑا ہے دونوں آیتوں کو ملایا تو کلمہ طیبہ بنا اب اگر کوئی (MATHEMATICIAN) یہاں موجود ہے اور یقیناً ہے پہلے غور تو کرے کہ مختلف (ENTITIES) کو جمع نہیں کیا جاتا یہ صحیح ہے کہ دو اور دو چار ہیں مگر یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ یہ دو کون ہیں؟ اور وہ دو کون ہیں؟ یہ حسابی اصطلاحات ہیں اور اس پر آئن سٹائن کی ایک بسیط بحث ہے کہ جب تک آپ (ENTITIES) کو معلوم نہ کریں اشیاء کی حقیقت کو معلوم نہ کریں اور جمع نہ کریں بلکہ ہر ایک کو اپنے مقام پر رکھیں۔ قرآن مجید میں ایک خواب کے سلسلے میں گفتگو کی۔ بہت آسانی سے یہ کہا جا سکتا تھا کہ تیرا ۱۳ نجوم سماء مجھے سجدہ کر رہے ہیں مگر چونکہ (ENTITY) میں فرق تھا اس لئے یوسفؑ نے یعقوبؑ سے کہا۔۔۔۔۔

انی رایت احد عشر کو کبا والشمس والقمر را بہتم لی ماجلین ☆ (سورہ یوسف آیت ۴)

بابا میں نے دیکھا کہ گیارہ تارے آفتاب و متاب مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ تارے اور ہیں، آفتاب اور ہیں، متاب اور ہیں، اس لئے الگ الگ کرنا پڑتا ہے کہ ستاروں میں کہیں متاب نہ آئے اسی لئے قرآن نے الگ کیا کما گیارہ تارے آفتاب و متاب مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ یعنی علیحدہ علیحدہ کر دیا بالکل اسی طرح کلمہ طیبہ میں ایک خالق کل ہے ایک مالک مطلق ہے ایک حنی حقیقی ہے۔ ایک قدیم لم یزل ولم یزال ہے ایک صاحب جادہ مطلق ہے ایک عین علم ہے، عین عدل ہے، ایک عین حق ہے، عین قدرت ہے اور دوسرے جملے میں عین معجز ہے عین اکسار ہے۔ وہاں وجوب ہے یہاں امکان ہے وہاں قدم ہے یہاں حدوث ہے۔ تو اس طرح سے چونکہ (ENTITIES) الگ ہو گئی تو اس طرح سے کلمے میں کوئی دو نام لے تو شرک نہیں ہے۔ تو اب آپ

نے دیکھا میں مقدمات پر بحث کر رہا ہوں۔ کوئی ہے مسلمان جو خود اپنے کلمے کو شرک کہے۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ نہیں کیوں؟ اس لئے کہ وہاں ایک تہذیب کے معبود کا ہے اور ایک گفتگو عبد کی ہے۔ اب یہ معبود سے پوچھو کہ اپنے نام کے ساتھ اپنے بندے کے نام کو متصل کیوں کر دیا تو معلوم ہوا کہ اتصال عبد معبود۔ معلوم ہوا کہ ذکر عبد معیت معبود میں یقیناً زیادتی ایمان کا باعث ہے اسلئے کلمہ پہلے تو خالق کل کی گواہی ہے پہلے اس قدیم حی و علیہ وقدید ولم یزل ولم یزال کی طرف اشارہ ہے اب پھر اس کے ایسے بندے کا ذکر ہے جو اس کی طرف سے صاحب پیغام ہو کر آتا ہے تو ظاہر ہے وہ بندہ عبد ہے اور وہ خالق کل معبود ہے معبود نے لازم جانا کہ میرے ساتھ میرے بندے کا نام رہے اب اگر کوئی معبود کا احترام کرے اور عبد کا احترام نہ کرے اب اگر کوئی معبود کے لئے تو دل میں محبت پائے اور عبد کے تصور کو توحید کے منافی جانے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنے ہی اصول حقائق سے واقف نہیں ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ پیغمبر اسلام نے جو فرما رہا ہے کہ لا الہ کوئی پرستش کے قابل نہیں ہے تو کس چیز کی نفی کی جب نفی کی لاج رکھی تو کس کی نفی ہوئی اللہ کی نفی ہوئی خدا کی نفی ہوئی اللہ کی نفی ہوئی لا الہ اب اس استثناء کے بعد اسم ذات جلی و الم کا تذکرہ کیا کہ کوئی اللہ نہیں مگر اللہ تو کلمہ نفی اللہ سے شروع ہوتا ہے اور استثناء کے بعد اللہ پر ختم ہو جاتا ہے تو اگر کلمے کی قوت چاہتے ہو تو نفی کرو تم بھی نفی کرو۔ معبودوں کی نفی کرو۔ جن کی پرستش کی جا رہی ہے ان کی نفی کرو۔ جن کو خالق سمجھا جا رہا ہے ان کی نفی کرو۔ جن کی عبادت ہو رہی ہے ان کی نفی کرو۔ اللہ کی نفی کرو۔ انسان کی نہیں۔ دیکھئے لا الہ ہے، میں چاہتا ہوں خصوصاً میرے نوجوان بھائی کہ جن کو میں بہت زیادہ عزیز رکھتا ہوں اور جو اس طرح سے شیعہ مجلس میں پروانہ وار آتے ہیں ان کے لئے لازم یہ ہے کہ وہ ایک ایک لفظ کو بہت غور سے سنیں۔ اس لئے کہ قیامت کی

ہوائیں تند ہو رہی ہیں۔ بجھکڑ پہ بجھکڑ آ رہے ہیں۔ کہیں قدم نہ ”ڈگے“ کہیں تم مضحل نہ ہو جاؤ۔

زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی
آج کیا ہے فقط اک مسئلہ علم کلام
اور آخری شعر:-

قوم کیا چیز ہے قوموں کی امامت کیا ہے
اس کو کیا سمجھیں گے بیچارے دو رکعت کے امام
تو۔ توحید ایک قوت تھی۔ توحید کو اب بھی ایک قوت ہی رہنا چاہئے مگر شرط یہ ہے
کہ توحید واضح ہو جائے کہ نفی کس کی ہے ہم کہیں دھوکے میں نہ چلے جائیں اور ذرا
ذرا سی بات پر ہم کسی کا دامن نہ تھامیں۔ ذرا ذرا سی بات پر ہم کسی سے شکوہ نہ کریں
دیکھئے یہ شرک ہو گیا۔ بھی کہاں ہے شرک کہاں ہے یہ لا الہ ہے نہ ”لا محمد“ تو
نہیں ہے۔ خدا کوئی نہیں ہے مگر خدا۔ الہ کوئی نہیں ہے مگر اللہ۔ اور محمدؐ کے لئے تو
نفی سے شروع نہیں کیا نہ دیکھئے کلمے میں تو نہیں شروع کیا۔ ممکن ہے کسی اور مقام پر
جلال بندگی کو بتانے کے لئے کہا ہو و ما محمد الا رسول ”نہیں ہے محمدؐ مگر رسول“
کسی مقام پر ممکن ہے کہا ہو مگر کلمے میں نفی نہیں کی فقط اس لئے کہ کہیں قلب
مریض کو دھوکا نہ ہو۔ کہ وہاں بھی نفی کی یہاں بھی نفی کی تو کہا نہیں ایک کلمہ اثبات
ہی اثبات کے ساتھ کہ محمد اللہ کا رسول ہے۔ لا الہ الا اللہ۔ نہیں ہے کوئی اللہ مگر اللہ
تو اب کلمہ طیبہ کے دو جز ہیں۔ ایک طرف توحید ہے۔ خالق کل۔ مالک علی الاطلاق
اور دوسری طرف ایک بندے کا ذکر جو زمان و مکان کی حدوں سے کسی ایک مقام پر
آیا جو ازل میں نہ تھا۔ جو ماضی میں کہیں نظر نہیں آیا۔ کسی مقام پر تاریخ نے اس کے
چہرے سے نقاب کو اٹھانے کی کوشش کی اور پھر اس کے چہرے پر نقاب کو ڈال دیا

گیا۔ مگر کس نے اس کے نام کو باقی رکھا۔ کہ یہ ہے میرا بندہ جس کو قدیم ہونے کی ضرورت نہیں۔ جس کو ”قادر کل“ ہونے کی ضرورت نہیں جس کو مختار علی الاطلاق ہونے کی ضرورت نہیں۔ صرف مجھ سے نسبت ہے۔ مجھ سے نسبت ہے اور ایسی نسبت کہ پھر اتنا کوئی نزدیک نہیں ہے۔ اس لئے اس بندے کو مت بھولو اپنے کلمے میں۔۔۔۔۔ کیوں؟ آنے والی تقریروں میں یہاں بھی اور رات کو ۹ بجے خالق دنیا ہال میں آپ ایک دوسرے عنوان کی صورت میں سنیں گے۔ ایک عجیب دقیق بحث یہاں شروع ہو جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر اعلان کیا جائے کہ لا الہ الا اللہ تو دل نے کہا ”زبان نے کہا“ اعضاء نے جوارے کے وجود نے کہا ”سراسر زندگی نے کہا لا الہ الا اللہ۔ سننے والے کو تو یقین کر لینا چاہئے نہ کہ یہ کہہ رہا ہے یہ کہہ رہا ہے اور یہاں تک کہا کہ من قال لا الہ الا اللہ۔۔۔۔۔ کہ لا الہ الا اللہ کے اور عارف ہو۔ اور رب نے کہا عارف ہے لا الہ الا اللہ کا توجہ واجب ہے۔ معصوم نے کہا لا الہ الا اللہ حسنی لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جو میرے قلعے میں آئے عذاب سے بچ جائے گا تو اتنی اہمیت کے اس جملے کو متصل کر دیا۔ تاریخ کی ایک فرد سے۔ کہ تاریخ کے کسی گوشے میں کہیں آپ کے علم و فہم و دل و دماغ سے میں مستفہم ہوں۔ کہ یہ دونوں کا ربط کیا ہے؟ اس قدیم کو اس حادث سے۔ اس قادر کل کو اس عاجز سے وہ کیا ربط ہے کہ مالک نے یہ چاہا کہ میرے نام کے ساتھ یہ نام رہے اور پھر وہ جان توحید بنے۔ دیکھئے بہت اہم گفتگو ہے۔ جان توحید بنے۔ کلمے کو نہ سمجھنا ہی انسان کو ان دشواریوں میں مبتلا کرتا ہے کہ وہ شرک و توحید کے حدود کو آج تک نہ پہچان سکا۔ ذرا ذرا سی بات۔ ذرا ذرا سی بات پر یہ کہہ دینا کہ یہ شرک ہے۔ جبکہ وہ کہہ رہا ہے کہ خدا ایک ہے اور خداوند علی اعلیٰ کہتا ہے۔۔۔۔۔ یہ آل عمران کی آیت ہے یہ عنوان ہے ان تقریروں کے لئے ”شہد اللہ انہ لا الہ الا هو“ ”اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ ایک ہے“

بہت غور سے سنئے و الملا نکتہ و اولوا العلم قائما بالقسط لا اله الا هو العزيز الحكيم ”اور ملا کہ گواہی دیتے ہیں۔“ و اولوا العلم اور صاحبان علم گواہی دیتے ہیں قائما بالقسط ”جو عدل پر قائم ہے“ اللہ کے نزدیک ایک ہونے کی گواہی یا وہ خود دے یا ملا کہ دیں۔ یا صاحبان علم دیں کہ جو عدل پر قائم ہیں۔ اشہد ان لا اله الا الله انما نہیں ہے۔

خدا شہادت دے رہا ہے کہ وہ ایک ہے و الملا نکتہ اور یہ ملا کہ گواہ ہیں و اولوا العلم اور صاحبان علم گواہ ہیں فقط یہی نہیں۔

علم کے ساتھ عدل کی شرط ہے۔ جو عالم و عادل کی گواہی دے اور خداوند علی اعلیٰ عزیز الحکیم ہے اور وہ شہادت دے رہا ہے کہ میں ایک ہوں یہ میری تقریر کے آخری اجزاء ہیں بات ختم کی وہ جو شہادت دے رہا ہے کہ میں ایک ہوں آل عمران میں تیسرے سورہ میں اور تیسٹھویں ۶۳ سورہ میں شہادت دے رہا ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم شروع کیا جاتا ہے اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے۔ افا جاءک المنافقون ”جب تیرے پاس منافق آتے ہیں“ قالو کتے ہیں نشہد انک لرسول اللہ کہتے ہیں کہ ”ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو اللہ کا رسول ہے۔“

واللہ یعلم انک لرسول اور ”حالانکہ اللہ کو علم ہے کہ تو اس کا رسول ہے“ واللہ بشہد ”لیکن خدا شہادت دے رہا ہے۔“

ان المنافقون لکاذبون ”کہ منافق جھوٹے ہیں“ جو اپنی توحید کی شہادت دے وہ منافق کہ جھوٹے ہونے کی بھی شہادت دے۔ اب اس اہمیت کو دیکھئے کہ بحث کیا رہی کہ یا اب اپنی توحید پر گواہی دے یا یہ کہے کہ ہر ایک جو تجھ سے آکر کہے ”سلسلہ تقریر آپ سمجھ گئے میں پھر دہرا رہا ہوں یعنی خدا کی توحید پر شہادت دینے کے لئے عدل کی ضرورت ہے یہ بحث تھی۔ شہد اللہ انہ لا اله الا هو و الملا نکتہ و اولوا العلم

قَاتِمًا بِالْقِطْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ اور پیغمبرؐ کی رسالت پر گواہی دینے کے لئے زبان و دل کی اس ایک ”ایک رنگی“ کی ضرورت ہے کہ جہاں جو زبان کہے وہ دل کہے منافق تیرے پاس آئے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں۔ نشہد انک لرسول اللہ ”کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ تو اللہ کا رسول ہے۔ اللہ کو علم ہے کہ تو رسول ہے۔ یعنی خدا یہ نہیں کہتا کہ اللہ بھی شہادت دیتا ہے۔ یہ نہیں کہتا کہ اللہ بھی شہادت دیتا ہے کہ تو رسول نہیں اللہ کو علم ہے کہ تو رسول ہے۔ مگر میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ جھوٹے ہیں۔

ان المنافقين لکاذبون (سورہ منافقون آیت ۱)

یہ منافق جھوٹے ہیں یہ کس مقام پر گفتگو ہوئی۔ جہاں نبی کی شہادت تھی اپنی شہادت نبی کی شہادت ایک تیسرا مقام آپ کے دل و دماغ پر زیادہ بار نہیں ہوگی یہ تقریر۔ تیسرا مقام سورہ توبہ نواں سورہ اور وہ ذکر یہ ہے کہ اللہ کا نام لے لے کے کلمہ پڑھ پڑھ کے ایک مسجد بنائی۔

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضَرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۰۷﴾ (سورہ توبہ آیت ۱۰۷)

”جن لوگوں نے ایک مسجد بنائی مگر رنج پہنچانے والی کفر پیدا کرنے والی سورہ توبہ کی آیتیں ہیں۔ یہ قرآن ہے۔۔۔۔ حدیث نہیں ہے۔۔۔۔ وہ لوگ جنہوں نے مسجد بنائی ضرار جس میں کفر بھی ہے تفریق بھی ہے۔“

وَارْصَادُ الْمَن حَارِبُ اللَّهِ وَرَسُولِ مِّنْ قَبْلِ ﴿۱۰۸﴾ اور اس مسجد کو ایک پناہ گاہ بنانے کی کوشش کہ ان لوگوں کے لئے جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑ رہے ہیں۔ ایک مقام پر اپنی ذات کی گواہی دی۔ ایک مقام پر رسول کے لئے گواہی دی کہ تجھ پر گواہی دینے والے جھوٹے ہیں۔ اب تیسرا مقام ہے۔

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَارْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ
اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ ☆ (سورہ توبہ آیت ۱۰۷)
وہ پناہ گاہ بنا رہے ہیں کمین گاہ بنا رہے ہیں اللہ اور اس کے رسولؐ سے لڑنے والوں
کے لئے۔

----- وَلِيَحْلِفْنَ -----

”اور قسم کھا کھا کر کہتے ہیں۔“ ان اردنا الا الحسنی (سورہ توبہ آیت ۱۰۷)
”اور ہم نیکی کی طرف لے جا رہے ہیں۔“ مسجد بھی بتائی نام اسی کا ہے کسی اور کا گھر
نہیں ہے۔ مسجد بتائی ہے نام اس کا ہے عبادت کرنے کی نیت ہے اور کہتے ہیں قسم کھا
کے

وَلِيَحْلِفْنَ ان اردنا الا الحسنی وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اَنَّهُمْ لَكَافِرُونَ ☆ (سورہ توبہ آیت ۱۰۷)
خدا شہادت دے رہا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں اور یہ تیسری آیت استدلال میں کہ شہادت
الہی اب دونوں کے دشمن کے لئے ہے ایک تو اپنی ذات کو شہید دوسرے نبیؐ کے لئے
شہید کو جو شہادت دے رہا ہے وہ جھوٹی ہے۔ ذرا سا جملہ پر غور کیجئے۔ یعنی دوسروں
کی شہادت پر شہادت دینا تو یہ جھوٹی شہادت ہے۔ یہ دوسری آیت اور تیسری آیت یہ
کہ یہ مسجد بنا رہے ہیں کہ یہ کفر و تفریق و ارصاد ہے۔ اس لئے حبیبؐ لا تقہم بہدا
ہدا (سورہ توبہ آیت ۱۰۸) ادھر نہ جاؤ۔ جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں مسجد کو گرا دیئے
کا حکم جو رسولؐ کے نام سے نہیں بنی تھی۔ اللہ کے نام پر بنی تھی۔۔۔۔ اور اللہ نے
حکم دیا کہ ڈھا دو۔ اور اس لئے ڈھا دو کہ جو تم سے بگڑ کے میرا گھر بنائیں جو تمہاری
دشمنی کی بنیاد پر میرے گھر کی عمارت رکھے جو تم سے اعلان جنگ کر کے میرا نام لینا
چاہے اس میں ضرر بھی ہے کفر بھی ہے اللہ اور اس کے رسولؐ سے دشمنی بھی ہے۔
تو اب آئیے گلے کی طرف۔ اب گلے کی بات آئی ہے تو ذرہ برابر بھی اگر محمدؐ رسول

اللہ سے دل میں کبیدگی ہے تو لا الہ الا اللہ کو منہ پر مار دیا جائے گا۔ اگر ذرہ برابر محمد رسول اللہ سے دل میں کبیدگی ہے تو لا الہ الا اللہ کو رو کر دیا جائے گا کہ یہ قبول نہیں ہے لا الہ الا اللہ ازیٰ ہے۔ قدیم ہے و جب ہے محمد رسول اللہ حادث ہے ممکن ہے۔ مخلوق ہے مگر مخلوق کا اتنا پاس کہ اگر تیرا ذکر نہیں تو پھر ان کو حق نہیں ہے کہ میرا نام لیں۔ آپ سمجھ رہے ہیں، ہم نے مبادیات پر گفتگو کی ہے۔ یہ اہم ترین گفتگو ہے اسے یاد رکھئے ختمی مرتبت سے اگر تعلق خاطر نہیں ہے ان کا احترام نہیں ہے۔ ان کی عظمت دل میں نہیں ہے۔ اگر ان کی حیات طیبہ پر نظر نہیں ہے اگر ان کے آثار پر ایمان نہیں ہے تو پھر ارشاد یہ ہوتا ہے کہ ان سے کہہ دو کہ وہ اپنے لئے کوئی اور خدا ڈھونڈ لیں۔ کہیں اور جائیں۔ ہماری رزاقیت سے نکل جائیں۔ ہماری خلافت سے نکل جائیں۔ کہیں اور جائیں اگر تم کو نہیں مانتے تو ہم کو تو ضرورت ہی نہیں ہے محمد، کوئی مانے کہ نہ مانے۔ ہم کو تو ضرورت ہی نہیں۔ ان سے کہہ دو کہ وہ تم کو مانیں۔ تم کو مانیں گے تو خود ہم کو مانیں گے۔ اور اگر جیسے جیسے تمہارا احترام کریں گے۔ ویسے ویسے توحید کو سمجھیں گے۔ تو بندہ اس شان کا۔ بندہ اس شان کا ہے۔ میرا نہیں کہتے ہیں:-

معراج میں جو شہ کو ملا رتبہ اعلیٰ
وہ رتبہ کسی اور پیہر نے نہ پایا
اللہ سے جو قرب محمد تھا کہوں کیا
توسین کا ہے فرق جہاں رتبہ ادنیٰ
جبریل امین کو بھی نہ واں دخل کی جا تھی
یا احمد مختار تھے یا ذات خدا تھی
دیکھئے اس قرب سے پایا ہے۔ اس منزلت سے پایا ہے۔ یہ توحید کی تعریف ہے۔ یہ

توحید کی تعریف ہے کہ تو واحد و یکتا و یگانہ ہے۔ تیری احدیت کہ ظاہر ہے اس کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا۔ مگر مالک اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ احرام محمدؐ شرک بن جائے۔ اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اگر ختمی مرتبتؐ کی کوئی عظمت اگر بیان کرے تو دنیا سمجھے کہ حدود بندگی کو توڑ رہا ہے۔ کیا خیال ہے بھی گواہی دی اپنی ذات پر ملا کہ گواہی دیں کہ وہ ایک ہے صاحبان علم گواہی دیں جو عدل پر قائم ہے وہ ایک ہیں۔ مگر ایک منزل آئی جہاں اپنا بھی نام لیا۔ ملا کہ کا بھی نام لیا۔ صاحبان علم کی جگہ صاحبان ایمان کا نام لیا۔ اور کہا

ان الله و ملائكتہ يصلون على النبي يا ايها الذين امنوا صلوا عليه وسلموا تسليما ☆
(سورہ احزاب آیت ۵۶)

اللہ اور اس کے ملائکہ نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ صاحبان ایمان تم بھی اس پر درود بھیجو۔ تو درود اگر مسلسل بھیجا جائے اور اس شان سے بھیجا جائے کہ جہاں درود ختم ہو۔ کیونکہ نام آ رہا ہے پھر درود بھیجیں۔ اور اس طرح سے یہ سلسلہ مرتے دم تک بھی ختم نہ ہو تو وہ توحید ہے شرک نہیں ہے۔ گفتگو کہ خداوند رحمت کو نازل کر۔ یہ سورہ احزاب کی آیت ہے آیہ درود سورہ احزاب میں ہے۔

صلو عليه وسلموا تسليما

تو اب احرام ختمی مرتبت حیات مسلم ہے۔ مسلمان کی زندگی ہے جب تک دل میں وہ احرام نہ ہو۔ توحید کی طرف رخ نہ کرنا۔ توحید کی طرف رخ نہ کرنا آپ توحید کو نہ سمجھ سکیں گے آپ آئے والی تقریروں میں سمجھیں گے۔ کہ یہ احرام کیوں نازل ہوا۔ کس نے بتلایا کہ خدا ایک ہے۔ کس نے سمجھایا کہ خدا ایک ہے۔ کس نے کہا صفات ذات کیا ہیں۔ کس نے کہا ”صفات حال“ کیا ہیں۔ کس نے کہا کہ ”صفات ثبوتیہ“ کیا ہیں۔ کس نے کہا کہ صفات سلبیہ کیا ہیں۔ کس نے کہا وہ قدیم ہے۔ وہ

ازلی ہے وہ ابدی ہے۔ کس نے کہا وہ بے پرواہ ہے۔ تو اللہ نے کہا اے بندے تو نے میرا نام اس عظمت سے لیا ہے اس لئے حبیبؑ ہم نے تیرے ذکر کو بھی بلندی دے دی ہے۔ ولعنالک ذکرک

ہم نے تیرے ذکر کو بلند کیا۔ رفعت دے دی۔ تو مقام رفعت میں ہیں ختمی مرتبتؑ۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ مرکز عالم ہیں۔ مرکز کائنات ہیں۔ مرکز اہل ایمان ہیں۔ تو تم جب مرکز اہل ایمان ہو تو یقیناً مرکز آل محمدؑ بھی ہوں گے۔ مرکز آل محمدؑ بھی ہوں گے اور یہی وجہ ہے کہ جب ۶۰ھ رجب کی اٹھائیسویں تاریخ کو حسینؑ مدینے سے نکل رہے تھے۔

نانا کے روضے سے رخصت ہوئے۔۔۔!!

ماں کی قبر پر آخری سلام کیا۔۔۔۔!!

اور اب تیاری تھی سفر کی۔۔۔۔!!!

تو پوری رات ۲۸ کی۔ تو پوری رات اٹھائیس کی یعنی پورا دن ستائیس کا گزرنے کے بعد پوری رات اٹھائیس کی حسین نے نانا کے روضے میں گزار دی۔ ختمی مرتبتؑ مرکز ہیں آل محمدؑ کے۔ آپ نے روضے کو تھام کے آسمان کو دیکھ کے کہا۔

”پروردگار یہ تیرے نبی محمدؑ کی قبر ہے۔ میں تیرے نبیؑ کی بیٹی کا بیٹا ہوں۔“

”پروردگار وہ وقت آگیا ہے جس کا تجھے علم ہے۔“

پروردگار مجھے اس بات کے لئے پسند کر لے جس میں تیری خوشی ہو تیرے رسولؐ کی خوشی ہو۔ یہ کہہ کے نانا کی ضرب پر رخسار کو رکھ دیا۔ اور آہستہ آہستہ کہنے لگے نانا۔ حسینؑ کو اپنا بچپن بھی یاد ہے۔ نانا حسینؑ کو آپ کا دوش بھی یاد ہے نانا جس طرح سے حسینؑ کو آپؐ لئے لئے پھرتے تھے وہ سب یاد ہے نانا کیا یہ اچھا نہ ہو گا کہ حسینؑ کو اس وقت بھی آپؐ اپنی قبر میں چھپالیں۔ نانا کے لئے احترام کے کلمات بجا لاتے

ہوئے نانا پر سلام کرتے ہوئے۔ روتے ہوئے صبح کی نماز کے بعد جب اٹھائیں کو روئے سے باہر نکلے اور گھر میں پہنچے تو دیکھا کہ دروازے ہی پر زینب کھڑی ہوئی ہیں کہا۔۔۔۔۔ بہن کیوں؟ یہ تمہاری آنکھیں سرخ کیوں ہیں؟ یہ تم کیوں مائل رہی ہو؟ کہا آقا رات بھر آپ تو باہر رہے۔ بھلا زینب کو کیسے نیند آتی۔ اس انتظار میں تھی کہ بھائی کیا طے کریں گے۔ تو زینب اختیار کامل تم کو ہے۔ اب ہم جائیں گے۔ اب تم انتظام سفر کرنا۔ ہم سے نہ پوچھو کہ کون چلے گا۔ کون رہے گا۔ ہم سے نہ پوچھو کیا ساتھ جانا ہے اور کن چیز کو چھوڑ دینا ہے۔ اور یہ کہہ کر باہر آ کے کرسی پر رونق افروز ہوئے۔ اور ادھر عباسؑ ملدار نے سواریاں حاضر کیں۔ سامان سفر بار ہوتا چلا۔ پہلے وہ ناقے آئے جس پر پانی سے بھری ہوئی مشکیں لدی تھیں۔ اور وہ ناقے آگے بڑھے۔ تو پھر وہ سواریاں آئیں کہ جن پر کنیزوں اور غلاموں کو سوار کیا گیا۔ پھر وہ سواریاں آئیں جن پر اصحاب اور اصحاب کے ناموس سوار تھے۔ پھر وہ ناقے آئے جن پر بنی ہاشم کی بیسیاں سوار تھیں اور آہستہ آہستہ ناقے آتے اور بیسیاں اور بچے سوار ہوتے اور وہ آگے بڑھ جاتے۔ سارے مدینے نے نجوم کر رکھا تھا۔ کہ شاہ حجاز جا رہے ہیں۔ مدینے کا بادشاہ جا رہا ہے۔ محمدؐ کا نواسہ جا رہا ہے۔ اب کاہے کو پھر آئے گا۔ اب کاہے کو پھر آنا ہو گا۔ کہ ایسے میں ایک ناقہ قریب آیا۔ اسے بٹھایا گیا۔ محل کے پردے کو کسی نے الٹا۔ کسی نے اپنے زانو کو تہ کیا۔ ایک بی بی کنیزوں کے حلقے میں نکلی۔ جوان بیٹے نے بازو تھام لیا۔ ایک نے پردے کو اٹھایا۔ بی بی سوار ہوئی۔ لوگوں نے پوچھا کون۔ کہا ام لیلىٰ۔ مادر علی اکبرؑ۔ دوسرا ناقہ آیا۔ اسی شان سے ایک بی بی سوار ہوئی۔ پوچھا کون ہے۔ کہا حسنؑ کی بیوہ ام فروہؓ قاسمؑ کی ماں سوار ہو رہی ہے۔ تیسرا ناقہ آیا۔ ایک اور بی بی سوار ہوئی کہا کون ہے۔ کہا ام کلثومؓ فاطمہؓ کی بیٹی سوار ہوئی۔ یہ ناقہ بھی اٹھا آگے بڑھا۔ عباسؑ آئے اور حسین ابن علیؑ کے گوش

اقدس میں کچھ کہا۔ حسینؑ ابن علیؑ بہ نفس نفیس کھڑے ہو گئے۔ تاتے کے قریب آئے۔ پردہ حمل کو اپنے ہاتھ سے اٹھایا۔ ایک بی بی سات کینروں کے حلقے میں نکلی عباسؑ نے زانوؤں کو خم کیا۔ حسینؑ ابن علیؑ نے ایک ہاتھ سے بازو کو تھاما۔ علی اکبرؑ نے سر کو جھکایا۔ بی بی سوار ہوئیں۔ مدینے والوں نے کہا ایسا جلال ہم نے نہیں دیکھا۔ کہ یہ کون بی بی ہے۔ کہا محمدؐ کی بڑی نواسی۔ زینبؑ سوار ہو رہی ہے۔ یہ ۲۸ رجب کی سواری تھی اور گیارہ محرم کو یہی زینبؑ کھڑے ہوئے کر بلا میں پکار رہی تھی۔

آؤ عباسؑ --- آؤ علی اکبرؑ

ختم شد

مجلس دوم

”توحید اور شرک“

- ۱۔ سورہ توحید محکم ہے اس کے تیس نام ہیں۔
- ۲۔ متا شہادت کی پیروی دلوں میں کجی کی نشانی ہے۔
- ۳۔ ید اللہ، جنبہ اللہ، اذن اللہ اور مکان سب نسبتیں ہیں، ان کو احد، صمد، لم یلد کی روشنی میں سمجھنا پڑے گا۔
- ۴۔ خدا ولی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ کسی اور کو ولی نہیں بنا سکتا۔
- ۵۔ آخری خطبے میں ولایت کا اعلان، ایک ولایت ظاہر دوسری غائب،
- ۶۔ حلت و حرمت کو بدلنے والا مجرم ہے۔
- ۷۔ حضرت امام حسینؑ سے ابن عباس کی ملاقات۔ اور امام کی مکہ سے روانگی۔

۲ محرم ۱۳۹۲ھ - ۱۸ فروری ۱۹۷۲ء

(نشر پارک کراچی)

مجلس دوئم

موضوع:- توحید اور شرک

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو۔ و الملأ نکتہ و اولو العلم

قائما بالقسط لا الہ الا هو العزیز الحکیم ☆ (سورہ آل عمران آیت ۱۸)

توحید اور شرک کے عنوان پر دوسری تقریر آپ سماعت فرما رہے ہیں۔

ظاہر ہے کہ اس موضوع پر جو اپنی اہمیت کے اعتبار سے منفرد ہے۔ اور کج رجحانیاں کی باتیں چنداں اہم نہیں۔ مگر میں آپ کی حسن سماعت کا معتقد ہوں۔ کہ آپ نے یہ طے کیا کہ جو کچھ بھی کہا جائے اس کو توجہ سے سنیں اس پر غور کریں اور --- اپنی حد تک اس اعلان کے ساتھ آج کی تقریر کو شروع کر رہا ہوں۔ کہ دل و دماغ میں کبھی کسی وقت بھی یہ آن واحد کے لئے خدشہ نہیں ہے۔ کہ کوئی چیز چھپائی جا رہی ہے۔ یعنی (MENTAL RESERVATION) نہیں ہے تحفظات دماغی سے گفتگو نہیں ہو رہی ہے۔ جو ایمان ہے وہ عیاں ہے۔ جو چھپا ہوا ہے وہ ظاہر ہے۔ جو دل میں ہے وہ زبان پر ہے۔ لا الہ الا اللہ حیات مومن میں وجود مسلم ہے۔ حقیقت دین ہے۔ روح مذہب ہے۔ فقط یہی نہیں بلکہ ارساد حاصل کا واحد مدعا اور شرائع و نواہی سے الٹی کے ہم تک پہنچنے کا واحد منشاء توحید الہی ہے۔ رسول آئے اس لئے کہ ہم اس کو ایک جانیں۔ کتابیں آئیں اس لئے کہ ہم اس کو ایک مانیں۔ لیکن گفتگو صرف یہی ہے کہ ہم کہیں توحید کی تعریف کرتے ہوئے اپنے آپ کو اتنا محدود نہ کر لیں کہ ہر گام پر اور ہر سانس پر ہم کو شرک کا دھوکہ ہو۔ اس لئے اس دھوکے سے بچنے کے لئے لازم ہے کہ بہت ہی واضح اور مبرم طور پر عقیدہ توحید آپ کے دل و

دماغ میں پیوست ہو جہاں کوئی آواز اگر کہیں سے بھی بلند ہو کہ دیکھو یہ شرک ہے۔ تو وہاں آپ پہچان سکیں جواب نہ دیں۔ آپ پہچان سکیں کہ کہنے والے کی نیت کیا ہے۔ کس چیز کو روکنا چاہتا ہے اور حقیقت توحید کیا ہے دنیا جانتی ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ ختمی مرتبت کے تشریف لانے کا مقصد واحد یہ تھا کہ انسانیت موحد ہو۔ وہ مقصد پورا ہو گیا۔ یہ ہزاروں پتھر کی مورتلوں کو پوجنے والوں سے اگر پوچھو کہ تمہارے اتنے خدا ہیں۔ تو وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ نہیں یہ اس ایک کے آثار ہیں۔ نصرانیوں سے پوچھو تمہارے تین خدا ہیں تو وہ کہیں گے نہیں ---- (UNITY) ہے۔ (UNITY) میں (TRINITY) ہے۔ توحید ہے مگر توحید میں تثلیث ہے تو ایک ہی۔ یہودی، مجوسی، نصرانی یعنی چھوڑ کر ان کو جو منکر خدا ہیں چھوڑ کر ان کو جو صالح کے وجود ہی کو نہیں مانتے۔ کوئی ایسا نہیں ہے جو خدا کو ایک نہ مانے یعنی سراسر وجود بشر پکار رہا ہے۔ لا الہ الا اللہ کائنات کا ذرہ ذرہ آواز دے رہا ہے لا الہ الا اللہ مگر وہ کیا بات ہے کہ جہاں مسلم کو غیر مسلم پر امتیاز ہے۔ وہ توحید کا کون سا رخ ہے۔ جہاں مومن کو غیر مومن پر تفوق ہے وہ توحید کا کون سا پہلو ہے جہاں عارف اور غیر عارف دونوں کی تمیز ہوتی ہے۔ آپ نے توجہ کی ہم یہی گفتگو کر رہے تھے کل اور سلسلہ یوں آگے بڑھتا ہے کہ یہ سچ ہے کہ قرآن مجید میں بار بار یہ کہا کہ

لِيسْ لَہُمْ مِنْ دُونِہِ وَلِیٌّ وَلَا شَفِیعُ ☆ (سورہ انعام آیت ۵۱)

”کہ اس کے سوا نہ کوئی ولی ہے نہ کوئی شفیع ہے۔“ ایک اور مقام پر نفس انسانی کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد ہوا سورہ انعام میں۔

لِیسْ لَہَا مِنْ دُونِ اللہِ وَلِیٌّ وَلَا شَفِیعُ ☆ (سورہ انعام آیت ۷۰)

”اس کے لئے۔ نفس انسانی کے لئے نہ کوئی ولی ہے نہ کوئی شفیع ہے۔“ سوائے اللہ کے اور سورہ کاف میں تو واضح کر دیا۔ واضح کر دیا گیا۔ کہ ----

ملہم من دونہ من ولی ولا بشرک فی حکمہ احد ☆ (سورہ کف آیت ۲۶)
 ”نہ اس کے حکم میں کوئی شریک ہے نہ اس کے سوا کوئی ولی ہے۔“ یہ آیتیں حکمت
 ہیں متشابہات نہیں ہیں۔ یعنی جو کما حق کہا۔ متشابہ اس آیت کو کہیں گے جو ایک مرتبہ
 محکم منزل پر ہو احد لم یلد ولم یولد صمد و لم یکن لہ کفو احد یہ محکم ہے
 توحید میں محکم حکمت سورہ اخلاص۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل هو اللہ احد • اللہ الصمد • لم یلد ولم یولد • ولم یکن لہ کفو احد
 یہ سورہ جس کے نہیں نام ہیں۔ تیس نام ہیں اس سورہ کے۔ ناموں کی کثرت خود
 بتلاتی ہے کہ اتنی نفیائیں ہیں۔ اس سورہ میں واضح کر دیا احد کیا ہے؟ جو ”صمد“ ہے
 ”صمد“ کیا ہے؟ جو ”لم یلد“ ہے۔ ”لم یلد“ کون ہے؟ جو ”لم یولد“ ہے اور کیوں اس
 لئے کہ ولم یکن لہ کفو احد ایک اور آیت نے دوسری آیت کی تشریح کر دی۔ یہ
 حکمت قرآن ہے۔ اور اسی طرح سے قرآن میں محکم بھی ہے اور متشابہ بھی۔ آل
 عمران۔

هو الذی انزل علیک الکتاب متہ اہات مکہمات هن ام الکتاب و اخر متشا
 بہات ☆ (سورہ آل عمران آیت ۷)

وہ ذات جس نے قرآن کو نازل کیا اس میں آیات حکمت بھی ہیں اور کچھ متشابہ بھی
 ہیں۔ متشابہ وہ ہیں جس کے معنی معین نہ ہوں۔ محکم وہ کہ جس کے معنی معین ہوں۔
 متشابہ وہ جہاں شبہ ہو جائے۔ یہ ہے یا یہ ہے۔ محکم وہ کہ جہاں حکم محکم ہو۔ کہ نہیں
 یہی۔ اور ارشاد ہوا کہ

لما النین فی قلوبہم ذخ ☆ (سورہ آل عمران آیت ۷)

”کہ جن کے دلوں میں کجی ہے۔“

دیکھو پہلی بات تو یہ ہے متشابہات کی جن کی دلوں میں کجی ہے قرآن میں دونوں ہیں

محکم بھی متشابہ بھی۔

هو الذی انزل علیک الکتاب منہ ایت مکلمات من ام الکتاب و اخر متشابہات۔ فا
ما النین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشاہ منہ ابتغا الفتنة و ابتغاء تا ویلیہ ☆
(سورہ آل عمران آیت ۷)

”تاویل کو چاہنے کے لئے تاویل کو ڈھونڈنے کے لئے یہ لوگ متشابہ کی پیروی کر رہے
ہیں۔ دل میں کجی ہے۔“ تو مالک یہ آیتیں نازل کیوں ہوئیں۔ قرآن ہی میں یہ محکم
بھی ہے قرآن ہی میں متشابہ بھی ہے۔ ارشاد ہوا کہ پیروی محکم کی کرو۔ متشابہ کی
طرف نہ جاؤ ابھی۔ ابھی وہاں واضح نہیں ہے آیت۔ ممکن ہے آئندہ علوم کی ترقی پھر
کسی متشابہ کو محکم کر دے۔ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات قرآن کی پیروی
کرتے ہیں۔ تو قل هو اللہ احد کا سورہ محکم محکمات قرآن ہے توحید ہے اور تم یقین
جانو متشابہ ہے۔ ”خدا کا ہاتھ“ ---- ہد اللہ فوقہم ☆ (سورہ فتح آیت ۱۰)

ان تقول نفس یا حسرتی علی ما فرطت فی جنب اللہ ☆ (سورہ زمر آیت ۵۶)
”نفس کہے گا ہائے میں اللہ کے پہلو میں کیا کی کر رہا تھا۔“ خدا کا پہلو متشابہ ہے۔ خدا
کے لئے کان متشابہ ہے۔ خدا کا مکان متشابہ ہے۔ یہ نسبتیں ہیں۔ جہاں کما دست خدا
---- تو یہ ہاتھ نہیں قدرت ---- جہاں کما عین خدا آنکھ ---- تو یہ قوت باصرہ یا
قوت دید نہیں ہے۔ بلکہ اس کا محیط ہونا کائنات پر اس کا احاطہ ہے۔ بالکل اسی طرح
یہ کما جائے

فانما تولوا الھم وجہ اللہ ☆ (سورہ بقرہ آیت ۱۱۵)

جہاں متوجہ ہو جاؤ روئے خدا موجود ہے۔ تو کیا اللہ کا چہرہ نظر آتا ہے۔ نہیں۔ وجہ
اللہ عین اللہ اذن اللہ ہد اللہ جنبہ اللہ یہ جتنے ارصاد ہیں یہ سب کے سب
متشابہات ہیں۔ ان الفاظ کے معنی کر۔ نہیں گے۔ احد۔ صمد۔ لم یلد ولم یولد

کی روشنی میں۔ آپ کو مشابہات کے معنی کرنے پڑیں گے حکمت کی روشنی میں تب آپ کی سمجھ میں محکم اور مشابہہ کا فرق یہ ہمیشہ یاد رکھئے۔ کہ قرآن میں کچھ محکم ہے۔ کچھ مشابہہ ہے۔ جو مشابہہ ہے اس کو دلیل نہ بناؤ۔ وہ لا مکان ہے۔ اگر مکان اس کا کوئی کہہ دے تو نسبت ہے تاکہ بیان رہے۔ اگر کوئی کہے اس کا گھر ہے تو ظاہر ہے اس کو گھر کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر یہ کہ عظمت چاہتا ہے۔ بالکل اسی طرح اگر کوئی کہے کہ وہ عرش پر ہے تو مشابہہ ہے۔ کہیں ہے تو کیا کہیں نہیں ہے۔ کہیں ہے تو کیا کوئی جگہ خالی ہے۔ اب اگر ایسا نہیں ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ بھی ایک عظمت کی دلیل ہے۔ عرش و کرسی اس کے عظمت کی دلیلیں ہیں۔ اس کے لئے مکان و مکانیت، جسم و جسمانیت، اس کے لئے زمان و زمانیت کچھ نہیں ہے۔ اور پھر ایسی منزل۔ سوائے اس کے نہ کوئی۔ امر کا دینے والا ہے نہ کوئی حکم کا نفاذ کرنے والا ہے۔ نہ کوئی ولی ہے نہ کوئی شفیع ہے۔ نہ کوئی خالق ہے۔ نہ کوئی معین ہے نہ کوئی علیم ہے۔ نہ کوئی محیط ہے۔ تو یہ آیت محکم ہیں قرآن کی کہ اس کے سوا کوئی ولی نہیں۔

ليس لهم من دونه من ولي ☆ (سورہ انعام آیت ۵۱)

”اس کے سوا کوئی ولی نہیں۔“ اب عجیب بات یہ ہے کہ جس کو میں محکم کہہ رہا ہوں تو خدا ولی ہے۔ اب اسی لئے محکم کہہ رہا ہوں کہ اگر وہ ولی پھر کسی اور محکم آیت سے پھر کسی اور کو ولی بنا دے۔ کسی اور کو ولی بنا دے تو آپ انکار کر دیں گے۔ وہ شفیع کسی اور محکم آیت سے وہ کسی اور کو اختیار و شفاعت دے۔ کیا آپ منکر ہو جائیں گے؟ اس نے یہ کہا کہ

نفس بما كسبت ليس لها من دون الله ولي ☆ (سورہ انعام آیت ۷۰)

”نفس انسانی کے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ولی نہیں“ تو وہ کیوں کہتا ہے۔

انما وليكم الله ورسوله والذين امنوا ☆ (سورہ مائدہ آیت ۵۵)

”اللہ ولی ہے رسولؐ ولی ہے۔“ سورہ مائدہ فقط یہی نہیں۔ والنن امنوا ”اور صاحبان ایمان بھی ولی ہیں“ ولی۔ سہارا۔ ولی۔ قریب۔ ولی۔ نزدیک آنے والا۔ ولی آسرا بننے والا۔ ولی بچانے والا۔ ولی حمایت کرنے والا۔ ولی اولیٰ بالقرف۔ ولی مشکل میں کام آنے والا۔ تو آپؐ نے دیکھا۔ اگر ذات واجب اپنے ولایت کے اعلان کے بعد اپنے رسولؐ کو کہہ دے ولی اور اگر کوئی رسولؐ کی ولایت کا انکار کر دے تو اس طرح سے کیا اس نے ولایت الہی کا انکار نہیں کیا؟ آپؐ نے دیکھا توحید کی منزل یہ ہے کہ اگر اس کو مانتے ہو۔ تو فقط اس کلمے کو دہرانا کہ تو ایک ہے۔ تو ایک ہے۔ تو ایک ہے۔ تو نفس کے ساتھ ساتھ بھی اگر کلمے کا ورد ہو تو کام نہیں آتا۔ جب تک یہ نہ ہو کہ تو ہے۔۔۔۔۔ یہ تیرا حکم ہے۔ تجھے مانتا ہوں اسی لئے کہ تیرے حکم کو مانتا ہوں۔ تو نے کہا کہ میں ولی اس کے ساتھ ساتھ میرا رسولؐ ولی۔۔۔۔۔

انما ولیکم اللہ ورسولہ ☆

”میں صرف رسولؐ کی منزل پر ہوں۔“ آیت تو پوری یہ ہے کہ۔۔۔۔۔

انما ولیکم اللہ ورسولہ والنن امنوا النن یقیمون الصلوٰۃ و یوتون الزکوٰۃ و ہم راکعون ☆ (سورہ مائدہ آیت ۵۵)

اگلے سلسلے میں گفتگو میں ہم پھر پانچویں گے وہاں تک آج تو صرف اپنی کل کی بحث کو متصل کرنا ہے۔ اللہ ولی رسولؐ ولی۔ اللہ ولی محکم رسولؐ ولی محکم۔ رسولؐ ولی اپنی ذات سے نہیں۔ رسولؐ ولی با اذن خدا۔ با توسط خدا۔ با واسطہ خدا۔ مگر ایسا واسطہ کہ رسولؐ کی ولایت تو نظر آئی۔ مگر اللہ کی ولایت کو نگاہ رسولؐ سے دیکھا۔ اللہ ولی ہے یہ رسولؐ نے بتلایا۔ ورنہ آپؐ پر تو وحی نہیں آئی تھی۔ رسولؐ نے بتلایا نہ خدا ولی ہے۔ تو آپؐ نے دیکھا کمال عہدیت میں کہ عہد معبود کی طرف اشارہ کرے۔ معبود عہد کو پہنچوائے۔ مجھے افسوس ہے کہ رات کو خالق دینا ہال کی تقریر کا ریلے آپؐ لوگ نہ سن

کلام یہ میرا کلام ---- کیسی عجیب بات ہے دیکھئے یہ اس نے پہنچوایا۔ یہاں تک خدا کا کلام یہ میرا کلام وہ حد فاصل نہ ہوتا تو اسی کو کہتے ہیں صادق اور امین کہ یہ اس کا کلام یہ میرا کلام اور اس طرح سے جب سمجھوں نے دیکھا کہ یہ واقعی سچا ہے تو یہ بھی پوچھا، مگر بدل کر رخ کہ ----

لقد لبثت لیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون ☆ (سورہ یونس آیت ۱۶)

”زمانہ نبوت سے پہلے تو مکہ میں ایک زمانہ میرا گزر گیا۔ کیا تم عقل سے کام نہیں لو گے۔“

یہ نبوت سے پہلے کی زندگی ہے تم نے اس کو جانچا۔ دیکھا آپ نے نبوت پر قبل نبوت کی زندگی کو دلیل بنانے والا وحی پر قبل وحی کو دلیل بنانے والا۔ زمانہ ما قبل وحی کو اور ---- لبثت لیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون

ایک زمانہ تمہارے سامنے گزر گیا عقل سے کام نہیں لو گے تو انہوں نے کہا اس وقت بھی تو امین تھا آج بھی امین ہے۔ اس وقت بھی صادق تھا آج بھی صادق ہے۔ مگر ---- مگر اے مکے کے رہنے والے اے ام القریٰ کے بسنے والے امی ایک بات تو بتلا دے وہ بات یہ ہے کہ آج سے پہلے تو نے کبھی اتنی شدت کے ساتھ ہمارے خداؤں کی مخالفت نہیں کی تھی۔ وہ کیا بات ہے کہ اعلان رسالت اور تو اکیلا ابھی لشکر نہیں ہے۔ اور تیری یہ شجاعت کہ تولات و منات و ہبل و عزیٰ کو برا کہے تو ہمارے سرداران قبائل کو برا کہے اور دوسری وحی میں آواز دے ---- ولا تطع کل حلافی مہین ☆ (سورہ ن والقلم آیت ۱۰)

خبردار ---- ہر طغیان اٹھانے والے گناہ گار کی اطاعت نہ کرنا۔ خبردار حد سے بڑھنے والے کی اطاعت نہ کرنا۔ مناع للخیر متعد ائیم ☆ (سورہ ن والقلم آیت ۱۲) جو نیکی سے روکے اس کی اطاعت نہ کرنا۔

عتل بعد فالک زلہم ☆ (سورہ ن والقلم آیت ۱۳)

”خبردار ---- بد کردار کی اور جس کا نسب صحیح نہ ہو اس کی اطاعت نہ کرنا۔“ اکیلا انسان بغیر لشکر کے بغیر تلوار یہ گفتگو کر رہا ہے۔ اسی لئے جب کسی نے فاتح خیبر سے پوچھا کہ آپ نے اپنے سے برتر بھی کسی کو شجاع پایا تو کہا ---- ہاں ---- اگر مجھ سے بڑھ کر کوئی شجاع ہے تو وہ محمدؐ عربی ہیں۔ تو دیکھئے ---- مقصد گفتگو یہ ہے کہ صداقت و امانت اور دیانت کے سلسلے میں وحی آئی اور وحی آئی ---- تو کہا

انی رسول اللہ ☆ ”میں رسولؐ ہوں۔“

تو یہ نہیں پوچھا کہ کیا میں رسولؐ نہیں ہوں؟ کتنی عظیم منزل ہے۔ یہ نہیں پوچھا کہ کیا میں رسولؐ نہیں ہوں ---- نہیں ---- منوایا ---- منوایا مانو ---- اور ایک منزل آئی تبلیغ کے آخر میں کیا میں تمہارے نفوس سے اولی و مولیٰ نہیں ہوں۔ قالو ہلا سمحوں نے کہا ہاں اپنی ولایت کے متعلق سوال کیا۔ اگر اس دن کسی کے دل میں شک رہ گیا ہو ولایت رسولؐ میں تو ظاہر ہے کہ وہ شک تاریخ کے دھارے پر بڑی دور تک جائے گا۔ تاریخ کے دھارے پر وہ شک بڑی دور تک جائے گا۔ اس لئے اس دن جلتی ریت پر بٹھا کر ایک ایک سے تفصیل سے پوچھ لیا۔ کیا میں ولی ہوں تمہارا۔ کیا میں تمہارے نفوس سے اولی اور مولیٰ ہوں۔ قالو ہلا تو اب ایسے موقع پر ایک خدا اعلیٰ اور ایک خدا دلی تم سے رسولؐ ولی اور اگر کوئی آدمی خدا کو ولی کہہ کر رسولؐ کو ولی کہے تو توحید ہے۔ توجہ رکھئے ---- یہ توحید ہے یہ شرک نہیں ہے۔ بس صرف اتنی چیز کو سمجھنا چاہتا تھا اس طویل بحث میں کہ اللہ ولی ہے۔ رسولؐ ولی شرک نہیں ہے۔ یہ بھی ولی وہ بھی ولی۔ نہیں ---- شرک نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کے اذن سے ولی اس کی اجازت سے ولی اس کے حکم سے ولی اس کے امر سے ولی۔ اس کے منشاء سے ولی۔

انما وليكم الله ورسوله

اللہ تمہارا ولی اور رسول تمہارا ولی تو امر الہی سے ولی تو آپ نے دیکھا کہ اگر میں کہوں کہ خدا ولی رسول ولی تو یہ نہیں ہے کہ دو کی ولایت ہے۔ خدا کے لئے سمجھنے کی کوشش کیجئے کہ یہ دو کی ولایت نہیں ہے۔ ولایت ایک ہی کی ہے مگر وہ ولایت پنہاں تو پیدائے من یا رسول اللہ ---- او پنہاں تو پیدائے من۔ اس کی ولایت چھپی ہوئی ہے تیری ولایت ظاہر ہے۔ تو پھر اس جملے کو ایک دفعہ دہرائیں گے۔ میں آپ کے اس جذبہ حسن سماعت کے لئے بے پناہ قدر کرتے ہوئے ایک مرتبہ اس جملے کو پھر دہراتا ہوں۔ کہ اگر کوئی یہ کہے کہ اللہ ولی پھر رسول ولی تو کبھی دھوکہ نہ ہو کہ دو کو ولی کہا یہ شرک ہے ---- نہیں ---- اب اس کو الٹ دیجئے اگر کوئی اللہ کو ولی مان کر رسول کو ولی نہ مانے تو اس نے کیا کیا۔ اس نے اللہ کے امر کے مقابل میں اپنے امر کو بلند کر کے اپنے آپ کو خدا سے ٹکرانے کی کوشش کی اور مشرک ہو گیا۔ تو آپ نے دیکھا اس منزل پر پہنچ کر تو پھر میرا وہی جملہ کل کا کہ ---- لا الہ الا اللہ کو مان کر اگر کوئی کمال توحید یہ سمجھے کہ جس زبان سے تیرا نام لے چکا اب اس زبان سے کسی اور کا نام کیوں لوں ---- اگر کوئی یہ کہے کہ لا الہ الا اللہ تو کہہ چکا اب آگے کیوں بڑھوں۔ تو آپ کو معلوم ہے ---- کیا ہو گا ---- پہلی منزل تو یہ ہے کہ وہ مسلم تو نہیں ہے۔ اور آپ کو معلوم ہے قرآن مجید میں مسلم کی ضد کیا ہے۔ جیسے متقی۔ قرآن میں تقویٰ کی ضد کیا ہے؟

ام نجعل المتقين كالْفجَّارِ ☆ (سورہ ص آیت ۲۸)

”کیا متقی اور فاجر ایک ہیں“ تو متقی کی ضد فاجر ----

ام هل تستوى الظلمات والنور ☆ (سورہ رعد آیت ۱۲)

”کیا اندھیرے اجالے کے برابر ہیں۔“ ظلمت کی ضد نور ہے ---- رات کی ضد دن

ہے۔۔۔۔

هل يستوى الا اعمى والبصير ☆ (سورہ رعد آیت ۱۶)

”اندھے کی ضد آنکھ رکھنے والا۔“ اسی طرح سے مسلم کی ضد کیا ہے؟ ارشاد ہوا۔

النجعل المسلمين كالمجرمين ☆ (سورہ ن والقلم آیت ۳۵)

”کیا مسلم اور مجرم ایک ہیں؟“ کیا مسلم اور مجرم ایک ہیں۔ جو لا الہ الا اللہ پر رک جائے وہ مسلم نہیں مجرم ہے۔ وہ مجرم ہے مسلم نہیں۔ اور پھر اس نے جرم کیا کیا۔ اس نے جرم یہ کیا کہ اللہ کو ماننے کا دعویٰ کر کے اس کے امر کو ٹھکرا دیا۔ اس کی مشیت سے ہٹ گیا۔ اس کے منشاء سے ٹکرا گیا۔ اور اس کی خواہش کی تکمیل نہیں کی اس کی مرضی یہ تھی کہ اگر مجھے مانے تو تم کو بھی کو مانے۔۔۔ اور پھر ہاں۔۔۔ احکام شریعت تم لاؤ گے۔ کسی نے معصوم سے پوچھا کہ آل محمد کو قرآن میں کس آیت پر ناز ہے تو معصوم نے فرمایا۔ ہمارے لئے یہ ایک آیت ہے۔

ما اتانا الرسول لغنوه و ما نهانا کم غنہ فانتھو ☆ (سورہ حشر آیت ۷)

”جو رسول لائے لو۔ جسے رسول روکے رک جاؤ۔“ یہ نہیں کہ میرا حکم ہے لے لو۔ اور یہ نہیں ہے جسے میں روکوں رک جاؤ۔ نہیں۔ جو رسول لائے ہیں۔ جس سے رسول روکیں رک جاؤ۔ مطلب یہ کہ اس کو بھیج رہا ہوں جو میری مرضی کا نمائندہ ہے۔ اور اگر اس کو نہ مانا تو۔۔۔ اسی نمائندے کو نہ مانا تو۔ اس کا مطلب یہ کہ تم نے میری مرضی کو تسلیم ہی نہیں کیا۔ اور میری مرضی کو تسلیم نہیں کیا تو۔ تو نے اپنی انفرادیت کو میری وحدانیت سے ٹکرانے کی کوشش کی۔ اور اس طرح سے شرک ہو گیا۔ قرار دینے میں شرک ہوا۔ ایک تو خلقت میں شرک ہے کہ بہت سے خداؤں نے خاک بدہن مل کے کائنات کو بنایا۔ مگر شرک یہ بھی تو ہے یہ تیرا حکم ہے یہ میرا حکم ہے۔ یہ تو نے حلال کیا تھا یہ میں حرام قرار دے رہا ہوں۔ اور یہ تو نے حرام

قرار دیا تھا۔ یہ میں حلال قرار دیتا ہوں۔ تو اگر کوئی حلت کو حرمت سے اور حرمت کو حلت سے بدل دے۔ تو ظاہر ہے کہ وہ مرضی الہی کو تسلیم نہیں کرتا۔ اور یہاں کسی تاریخ کے خاص دور کی گفتگو نہیں ہے۔ قیامت تک انسانی خدمت میں جب تک شیطیت باقی ہے۔ برابر یہ ہی فکر ہوتی رہے گی کہ چلو چلو بدلے ہوئے حالات میں۔ اس حرمت کو حلت میں بدل دیں۔ اس حلت کو حرمت سے بدل دیں۔ تو آیہ وانی ہدایا کی خلاف ورزی اور حکم الہی کے عدم تعمیل کے جرم میں انسان مجرم ہو جاتا ہے۔ اور یہ بڑا جرم ہے۔ قانون آپ کو بتلائے گا کہ ملزم کون ہے۔ مجرم کون ہے۔ یہ فقط الزام نہیں ہے کہ بری ہو جائے۔ کہ بھی الزام تھا بری ہو گیا۔ نہیں جرم ثابت ہے۔ اس لئے مجرم۔ اور یہ وہ منزل ہے کہ جہاں اختتام تقریر پر اللہ ملت اسلامیہ کو وہ توفیق عطا کرے کہ جہاں وہ وحدت الہی کے انطباق کلی کو سمجھ کر ملت میں اس وحدت کو ڈھونڈے جہاں وہ جانے کہ رسولؐ کے حکم کی عظمت کیا ہے۔ رسولؐ کے حکم کا احترام کیا ہے۔ رسولؐ کی باتوں کا پاس کس طرح کرنا چاہئے۔ رسولؐ کے ارشادات کیا ہیں۔ رسولؐ کا آئین کیا ہے۔ اسکا دین کیا ہے۔ اس کی شریعت کیا ہے۔ اور اگر یہ ہے تو پھر۔ تو پھر ظاہر ہے کہ ہم آپ سے کچھ دور نہیں ہیں۔ ہم آپ سے کچھ الگ نہیں ہیں ہم آپ سے بہت قریب ہیں۔ اللہ نے رسولؐ کو ایک بیٹی دی۔ اس بیٹی کو دیکھ کر کہا۔ مشکوٰۃ میں یہ حدیث بھی موجود ہے کہ یہ میرے دل کا ٹکڑا ہے جس نے اس کو ازیت دی اس نے مجھے ازیت دی۔

لَا طَمَئْتُ بَعْضَتِهِ مَنِيَّ مَن اِذَا هَا لَقْدَ اَذَانِي ☆ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

جس نے مجھے ازیت دی اس نے خدا کو ازیت دی۔
بیٹی کے بیٹے کو دیکھ کر کہا۔

حسین منی وانا من الحسین

حسینؑ مجھ سے ہے میں حسینؑ سے ہوں۔ چلے۔ حسینؑ چلے مدینے سے سلسلہ کلام نانا کو خدا حافظ کہا ماں سے رخصت ہوئے۔ بھائی کو الوداع کیا۔ آثار مدینہ پر نظر حشر

ڈالی۔ قافلہ روانہ ہوا۔ مکہ معظمہ پہنچا۔ دیکھا۔ لاکھوں آدمی حج کے لئے آرہے ہیں۔ تیسری شعبان کو پہنچے مکہ اٹھائیں رجب کو مدینے سے نکلے تھے۔ تیسری شعبان کو پہنچے۔ شعبان کا پورا مہینہ رمضان، شوال، ذیقعد، ذی الحجہ کی آخری تک مکہ میں رہے اور اس کے بعد ایک دن حکم دیا کہ اب چلیں گے۔ ابن عباس حاضر ہوئے۔ کہا مولا کیا حج کا ارادہ نہیں ہے تو کہا۔۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔۔ ہاں مگر مقصود کچھ اور ہے۔ عرض کیا مولا آپ کے جد جب آتے تھے قربانیاں ساتھ ہوتی تھیں۔ آپ کی قربانیاں کہا ہیں۔ کہا ابن عباس میری قربانیوں کو دیکھو گے۔ علی اکبرؑ یہاں آؤ۔ عونؑ و محمدؑ یہاں آؤ۔ قاسمؑ یہاں آؤ۔ ابن عباسؑ یہ میری قربانیاں ہیں۔ جو منیٰ کرلا میں پیش ہوں گی۔ کہا ابن عباس مجھے جانا چاہئے۔ نانا بلا رہے ہیں۔ نانا بلا رہے ہیں۔ کیا تعلق خاطر ہے نواسے کو نانا سے۔ آخر وقت تک۔۔۔۔۔ آخر وقت تک آپ دیکھیں گے جب کبھی حسینؑ نے پکارا ہے نانا کو آواز دی۔ جب کبھی حسینؑ کے گھر والوں نے پکارا ہے اللہ کے رسولؐ کو آواز دی ہے۔ ابن عباسؑ ہم جائیں گے۔ کہا فرزند رسولؐ کیا حکم ہے۔ کہا ابن عباسؑ میں نے نانا کو خواب میں دیکھا ہے۔ کہا حسینؑ جلدی کرو تمہیں کرلا بلا رہی ہے۔ اور یہ بھی کہا ہے حسینؑ جلدی کرو۔

اللہ نے یہی چاہا کہ تجھ کو اپنی راہ میں قتل کیا ہوا دیکھے۔ کہا فرزند رسولؐ آپ جائیں شہزادیوں کو نہ لے جائیں۔ پیغمبرؐ کی نواسیوں کو نہ لے جائیں۔ کہا نانا نے یہ کہا ہے کہ حسینؑ بہنوں کو لے جاؤ۔

اللہ نے یہی چاہا ہے کہ یہ اللہ کی راہ میں در بدر ہو جائیں۔ ابن عباسؑ نے پکار کے گفتگو کی پکار کے گفتگو کی۔۔۔۔۔ ابن عباسؑ کہتے ہیں کہ ناکہ پر حمل تھی۔۔۔۔۔ حمل میں ایک بی بی سوار ہو چکی تھی۔ کہ اس بی بی نے پردہ حمل پر ہاتھ مارا۔ اور آواز دی ابن عباسؑ۔۔۔۔۔ بہن کو بھائی سے جدا کرنا چاہتے ہو۔

ختم شد

مجلس سوم

”توحید اور شرک“

- ۱۔ خدا اور رسولؐ میں فرق کرنے والا کافر ہے۔
- ۲۔ اسلام میں رد و قبول کل کا ہوتا ہے۔ ناقص قابل قبول نہیں ہوتا۔
- ۳۔ لا الہ الاکرم ہے جس میں اللہ پوشیدہ ہے۔
- ۴۔ کلام اقبال میں ”لا الہ“ تقریباً ۴۲ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔
- ۵۔ شرک کو صنم خانوں میں نہیں اپنے دلوں میں تلاش کیجئے۔
- ۶۔ بناء لا الہ کا مطلب جو اپنے آپ کو بنیاد میں ڈال دے۔
- ۷۔ امام حسینؑ نے کرلا میں بددعا کیوں نہیں کی۔
- ۸۔ امام حسینؑ کے چلو میں خون علیؑ اصغر۔

۳ محرم ۱۴۳۹ھ - ۱۹ فروری ۱۹۷۲ء

(نشر پارک کراچی)

مجلس سوئم

موضوع:- توحید اور شرک

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شہد اللہ انہ لا الہ الا هو والملائکتہ واولو العلم قائما
بالقسط لا الہ الا هو العزیز الحکیم ☆ (سورہ آل عمران آیت ۱۸)
آپ کے بے پایاں شوق اور آپ کے اس پر اخلاص تعلق خاطر کا میں شکر گزار
ہوں۔

آپ — اس عنوان پر گفتگو کو نہایت توجہ سے سماعت فرما رہے ہیں۔ جیسا کہ پہلے
عرض کیا جا چکا ہے کہ کوئی تحفظ دماغی پیش نظر نہیں ہے۔ کوئی خاص مقصد نگاہ نہیں
کہ گفتگو یہ ہو رہی ہے اور اس کے معنی یہ ہیں۔ جو کچھ کہا جا رہا ہے وہی حقیقت
ہے وہی دل کی آواز ہے۔ اور کاوش بھی یہ ہے کہ نوجوان دل و دماغ کماحقہ اس فکر
سے استفادہ کریں یہ نہیں کہ تقلید کریں۔ اصول میں ہے یہ مسئلہ مگر وہ سوچیں اور
اپنی بنیاد فکر کو مستحکم کرنے کی کوشش کریں۔ گفتگو کا سلسلہ یہ ہے کہ یہ سچ ہے۔ یہ
حقیقت ہے کہ سورہ کہف میں اور مختلف مقامات پر خداوند علیٰ اعلیٰ نے یہ اعلان کیا
ہے کہ —

لہس لہم من دونہ ولی ولا شفیع ☆ (سورہ انعام آیت ۵۱)

اس کے سوا کوئی ولی ہے نہ کوئی شفیع ہے۔ پھر ارشاد ہوا۔

مالہم من دونہ من ولی ولا بشرک فی حکمہ احد ☆ (سورہ کہف آیت ۲۶)

”تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی ولی نہیں۔“

اور اس کے حکم میں وہ کسی کو شریک نہیں بناتا۔ تو ان احکام کی اور محکمات قرآن کی

موجودگی میں۔ یقیناً ہم کو قلباً یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اللہ ہی ولی ہے اور اللہ ہی کے لئے حکم ہے اور وہی شفیع ہے اور اس کے علاوہ کوئی ولی نہیں کوئی شفیع نہیں۔ یہ کل گفتگو تھی اور ہم کچھ آگے بڑھ چکے تھے۔ حافظے پر ذرا سا بار تو ہو گا یاد کیجئے کل کی تقریر کو کہ اس حکم کو محکم ماننے کے باوجود ایک اور بھی حکم محکم نظر آتا ہے۔ اور وہ حکم یہ ہے۔۔۔۔۔ سورہ نساء کی آیت

ان الذين يكفرون بالله ورسوله ☆ (سورہ نساء آیت ۱۵۰)

وہ لوگ، جو اللہ اور اس کے رسولوں سے کافر ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کا انکار کرتے ہیں کفر کرتے ہیں کیوں کرتے ہیں۔۔۔۔۔

ویریدون ان ینزقونہن اللہ ورسوله ☆ (سورہ نساء آیت ۱۵۰)

وہ اللہ میں اور اس کے رسول میں فرق پیدا کرتے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ یہ اتصال ہمیشہ باقی رہے۔ آیت کی شان دیکھئے۔

انکا ارادہ یہ ہے کہ وہ اللہ میں اور اس کے رسول میں فرق پیدا کریں۔۔۔۔۔ اور کہتے ہیں

و یقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ☆ (سورہ نساء آیت ۱۵۰)

ہم بعض پہ ایمان لائیں گے اور بعض سے کافر ہو جائیں گے۔۔۔۔۔ اور ارادہ کرتے ہیں۔۔۔۔۔

ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلاً ☆ (سورہ نساء آیت ۱۵۰)

کہ کوئی درمیانی راستہ اختیار کریں یعنی وہ یہ چاہتے ہیں کہ کوئی ایسی صورت اختیار کریں کہ جس کو وہ مناسب سمجھیں۔۔۔۔۔ قرآن نے کہا۔۔۔۔۔

اولا نک ہم الکافرون حقاً ☆ (سورہ نساء آیت ۱۵۱)

اگر پوچھتے ہو تو درحقیقت کافر یہ ہیں۔ کافر یہ ہیں کہ رسول کو مانیں خدا کو مانیں مگر

دونوں میں فرق کریں۔ یہ آیت ہے سورہ نساء کی یہ بھی محکم آیت ہے۔۔۔۔ ذرا توجہ کیجئے۔۔۔۔

وہ جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے کافر ہو گئے کفر کرتے ہیں۔ کیا چاہتے ہیں۔ ان کا ارادہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ میں فرق ہو جائے۔ اب میں آپ کی وہ چاہتا ہوں۔ فرق نہیں ہے۔ وہ قادر ہے یہ عادل ہیں۔ وہ قدیم ہے یہ حادث ہیں۔ وہ اہل علم ہے۔ انکا علم اس کے واسطے سے ہے اور پھر اس کے علاوہ وہ خالق ہے یہ مخلوق ہیں کیا فرق نہیں ہے۔۔۔۔؟ ہے۔۔۔۔ اس سے بڑھ کر کیا فرق ہو سکتا ہے کہ خالق اور مخلوق میں جتنا فرق ہے۔ مگر قرآن کتا ہے کہ خبردار فرق نہ کرنا۔۔۔۔ خبردار فرق نہ کرنا۔۔۔۔

یٰرِیْدُوْنَ اَنْ یَّهْدٰیہُمْ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ (سورہ نساء آیت ۱۵۰)۔
اور ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ میں اور اس کے رسولوں میں فرق کریں۔۔۔۔ اور یہ کہتے ہیں کہ۔۔۔۔

یَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّہُمْ یَعْلَمُوْنَ (سورہ نساء آیت ۱۵۰)۔
بعض کو قبول کریں گے اور بعض کو رد کر دیں گے۔ تو اسلام نام نہیں ہے ایسی تسلیم کا کہ جہاں رد و قبول آپ کے اختیار میں ہو۔ اسلام اس تسلیم کا نام نہیں ہے جہاں رد و قبول آپ کی پسند پر ہو۔ اسلام نام ہے اس مکمل نظام کا کہ جہاں قبول کرنا ہو تو کل کو قبول کرو۔ اور رد کرنا ہو تو کل کو رد کرو۔ آپ کی مرضی سے کسی کو مانیں گے تو کسی کو چھوڑ دیں گے۔ تو درحقیقت یہی لوگ کافر ہیں۔
تو اب اس منزل پر پہنچ کر یہ آیت یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اللہ ولی ہے اللہ شفیع ہے۔

لَسْ لَّہُمْ مِنْ دُوْنِہٖ لَا شَفِیْعَ (سورہ انعام آیت ۵۱)

وہ شریک نہیں بناتا اپنے حکم میں کسی کو۔ آیت مسلم ہے اور اس کے ساتھ آپ کو
یہی قرآن ہدایت کرے۔ اور سورہ نساء میں ----

لَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ☆ (سورہ نساء آیت ۶۵)

تیرے رب کی قسم وہ مومن نہیں ہے۔ کیا قسم کھائی ہے دیکھئے۔ تیرے رب کی قسم
---- رسول کو خطاب کیا ----

حق بحکم کو لیما شجر بنہم ثم لا یجدوا فی انفسہم ☆ (سورہ نساء آیت ۶۵)
جب تک کہ تجھے حکم نہ بنائے اپنے معاملات میں۔ وہ حکم میں کسی کو شریک نہیں
کرتا۔ وہ بھی محکم یہ بھی محکم۔

لَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حتیٰ بحکم کو لیما شجر بنہم ☆

ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت و یسلموا تسلیمًا ☆ (سورہ نساء آیت
۶۵)

اور جب تو فیصلہ کر دے تو ان کے دلوں پر تیرا فیصلہ گراں نہ ہو۔ کتنی نزاکت ہے
اس منزل پر اور اسلام کتنی اہمیت کے ساتھ اپنے اس رہبر کامل کی زندگی کے اس پہلو
کو پیش کر رہا ہے کہ نہیں ---- نہیں ---- تیرے رب کی قسم نہیں ہے وہ
صاحب ایمان جب تک تجھ کو حکم نہ بنائے۔ اور جب تو فیصلہ کر دے تو ان کے
نفوس پر گراں نہ ہو۔

لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ☆

تیری تفاوت سے ان کو تافرنہ ہو اگر اہ نہ ہو۔ و یسلموا تسلیمًا
اور تجھے تسلیم کرے جو حق ہے تسلیم کرنے کا۔ تو اب آپ نے دیکھا آیتوں کو خدا ولی
محکم

انما ولیکم اللہ ورسولہ ☆ (سورہ مائدہ آیت ۵۵)

اللہ ولی رسول ولی معکم خدا حاکم کل ہے۔ یہ بھی محکم ہے۔ اور تو جب تک تجھ کو حکم نہ بنائے وہ مومن نہیں ہے۔ اور پھر اے حبیبؐ وہ لوگ جو میرے اور میرے رسولوں کے درمیان فرق ڈالتے ہیں فرق تو ہے۔ مگر خالق و مخلوق کا فرق ہے۔ مگر فرق ظاہر میں امر میں حکم میں ارشاد میں تو یہ تو آپ کہہ رہے ہیں۔ یہ تو آپ کا منشاء ہو گا۔ یہ تو آپ کی خواہش ہے نہیں۔ میرا نبیؐ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتا۔ اور اس طرح سے یہ فرق پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ رسولوں میں اور اللہ میں اور کہتے ہیں بعض کو اور بعض کو نہیں مانیں گے۔ اور ارادہ کرتے ہیں۔ بہت غور سے سنئے گا۔ ارادہ کرتے ہیں کہ کوئی درمیانی راستہ اختیار کریں۔ میں اسی درمیانی راہ کو دیکھ رہا ہوں۔ گیارہ ہجری میں ۱۳۹۲ھ میں یہ درمیانی راہ کوئی ڈھونڈی جا رہی ہے۔ کہ کچھ مذہب رہے کچھ ہماری مرضی رہے۔ کچھ قرآن رہے۔ کچھ ہماری بات بھی رہ جائے۔ تو دین و دیانت میں اپنی اضافت سے گفتگو کرنا۔ دین و دیانت میں اپنے تعلق سے گفتگو کرنا۔ قرآن کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہے۔ رسولؐ بھی کہہ رہا ہے۔ تو وہ اللہ ہی کا حکم ہے۔ اس کا ارادہ اللہ کا ارادہ ہے اس کا منشاء اللہ کا منشاء ہے۔ اس کی قضاوت اللہ کا فیصلہ ہے۔ پھر فرق کرنے کا کوئی مقام نہیں ہے۔ اس لئے اسلام کی تعریف یہ ہے کہ جب آپ کے سامنے اسلام کو عرض کیا جائے تو (TAKE IT AS WHOLE REJECTED AS WHOLE) اس کو لینا ہو تو اس کے کل کو قبول کرو۔ رد کرنا ہو تو اس کے کل کو رد کرو۔ یہ بات آپ کے پسند آئی وہ لے لیا۔ یہ بات نہ پسند ہوئی اسکو قبول نہ کیا۔ اور قبول نہ کر کے یہ کہا کہ اسلام کا منشاء وہ نہیں ہے جو لیا جا رہا ہے۔ بلکہ میں نے جو اپنی پسند و ناپسند کا اظہار کیا ہے یہ اسلام ہے۔ ہوا کا رخ یہ ہے کہ جہاں مسلسل یہ احساس پیدا ہو رہا ہے۔ ہم میں سے اور آپ میں سے افراد وہ بھی ہیں جو اپنی مرضی کے مطابق زندگی

لا حول ولا قوة الا بالله

”ہر ان گرا لا حول ہا در ہر زمان“

ہر وقت ہر آن لاحول کا ورد رہے۔ ہر آن ہر زمان لاحول کا ورد رہے تو سننے والا سمجھ جاتا ہے کہ یہ اشارہ لاحول کا پورے جملے پر ہے۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ اب یہ موشگافی کی گئی۔ کہ وہ موشگافی یہ تھی کہ لا حول کہا یعنی اب قوت ہی کا انکار کر دیا۔ یعنی وہ استثناء ذہن میں نہیں ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ پورا کلمہ آنا چاہئے تھا۔ صرف لا حول کہا تو دیکھئے الا باللہ کو چھوڑ دیا ہے اس لئے یہ منکر قوت ہے۔ منکر طاقت ہے۔ میں سمجھا نہیں سکا اور پانچ برس پہلے ہم کو اس دور سے اس دور کے اقتدار سے آرڈر آیا تھا کہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی یہ رباعی ریڈیو پاکستان سے نہ پڑھی جائے اور رباعی یہ تھی ----

شاہ ہست حسینؑ بادشاہ ہست حسینؑ دین ہست حسینؑ دین پناہ ہست حسینؑ
سر دادنہ داد دست در دست یزیدؑ حقا کہ بناء لا الہ ہست حسینؑ
اس پر اعتراض یہ کیا کہ لا الہ کہا یعنی کوئی خدا ہی نہیں ہے۔ اس لئے یہ کفر ہے۔
آپ نے دیکھا ڈھونڈنے والے کی باریکیاں۔ وہ تو یہاں تک چلے جائیں کہ شعراء کے کلام کی رمزیت کو وہ کفر کہہ دیں۔ مگر اپنے دلوں کی تاریکی میں نہ دیکھیں کہ کہاں کفر ہے۔ کہاں شرک ہے۔ تو کہا کہ لا الہ الا اللہ کلمہ توحید ہے نہ جس پر بحث ہو رہی ہے۔ لا الہ الا اللہ نہیں ہے۔ کوئی خدا مگر خدا۔ نہیں ہے کوئی لا الہ مگر اللہ اب ان کا کہنا یہ ہے کہ اگر آپ لا الہ پر رک گئے ---- تو اس کے معنی یہ کہ آپ نے الہ کی بالکل نفی کر دی جس میں اللہ بھی شامل ہے۔ یعنی یہ تو دھرت کا جملہ ہو گیا۔ جو خدا کو نہیں مانتا کہ کے لا الہ خدا نہیں ہے۔ تو یہ زور ٹوٹا اس رباعی پر اور کہا کہ اس کو بند کیا جائے اس طرح سے ظاہر ہے کہ حکم کی تعمیل لازم تھی اس کو روک دیا گیا۔ اس وقت بھی اور آج بھی ہمارے موقف میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ اس وقت بھی ہم نے واضح کیا تھا کہ فکر نے غلطی کی آج بھی ہم واضح کرنا چاہتے ہیں کہ لا الہ رمز

سایہ شمشیر میں اس کی پنہ لا الہ
مرد سپاہی ہے وہ اس کی زرہ لا الہ
اور آگے بڑھے۔ بہت غور سے سنئے۔

می گویم مسلمان تم بہ ترستم کہ دانم مشکلات لا الہ
جب میں کہتا ہوں کہ مسلمان ہو تو ڈرنا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ لا الہ کی مشکلات کیا
ہیں۔ ارے طاقتوں کا انکار کرنا کوئی آسان بات نہیں ہے۔

چہ می گویم مسلمانم بہ ترستم کہ دانم مشکلات لا الہ
اور آگے ایک منزل انہوں نے کہا بہت غور سے سنئے گا مگر نکالنا پڑے گا اب آپ یہ
تسلیم کریں بگزیں نہیں۔

قبائے لا الہ خونیں قبائے است کہ بر بالائے نامرواں دراز است
لا الہ کی قبا پر خون کے دھبے پڑے ہیں۔ خون سے آلودہ ہے یہ قبا۔ قبائے لا الہ نامرد
اسے نہیں پہن سکتا۔ یاد رکھیں گے قبائے لا الہ ----

جیسے کوئی مانگے کا پیر بہن پہن لے اور وہ ڈھیلا ڈھالا نظر آئے اور دنیا کہے کہ یہ تیرا
پیر بہن نہیں ہے۔ لا الہ کی قبا پہنا آسان نہیں ہے۔ اس قبا کو تو خون آلودہ ہونا
چاہئے۔ اور آگے اب جہاں مستقل یہی فکر آئے گی۔ دیکھنا یہ ہے کہ اب پوری پوری
نظم کو جہاں کی نکالنا پڑے گا۔ اب تو ظاہر ہے کہ بحث آگئی ہے۔ تو یہ بحث کی جائے
کہ کیا نکالیں:-

اسی سرور میں پوشیدہ موت بھی ہے تیری
تیرے بدن میں اگر سوز لا الہ نہیں
سلسلے سے دیکھتے جائے اور آگے ---- اور آگے ---- اب بڑی اہم فکر ہے۔ اقبال
نے کہا:-

فقر مقام نظر، علم مقام خبر
 فقر میں مستی ثواب، علم میں مستی گناہ
 علم کا موجود اور، فقر کا موجود اور
 اشھد ان لا الہ ، اشھد ان لا الہ

تو رباعی کے ایک مصرع پر بگڑنے والے اور ریڈیو پاکستان کو ہدایت دینے والے کہ یہ رباعی نکال دی جائے۔ یہ اقبال کی بحث ہے۔ اور ایک مقام پر نہیں بلکہ ”پس چہ باید گرد“ میں شروع سے لیکر آخر تک بیالیس مقامات پر اقبال نے لفظ ”لا الہ“ کا استعمال کیا ہے۔ ”رموز خودی و بے خودی“ اس اصطلاح سے بھری ہوئی ہے۔ دنیا اقبال کی تفصیلت کو جانتی نہیں۔

اقبال بھی یہی چاہتے ہیں مولانا روم بھی یہی چاہتے ہیں، خواجہ معین الدین چشتی بھی یہی چاہتے ہیں کہ پہلے آپ ”نہیں“ کی عادت ڈالے۔ یہ مسلم کی خودی ہے توحید نہیں ہے۔ ہم یہ نہیں کھاتے۔ ہم یہ نہیں پیتے۔ ہم یہ نہیں پہنتے۔ یہ نہیں نہیں نہیں کہہ کر پہچاننے تو لگے نہ۔ کہاں تک جذب ہوتے رہو گے۔ یہ جملے خالق دینا ہال کی تقریر کے ہیں۔ میں وہاں سے ربطہ نہیں دینا چاہتا۔ انسان کو شش اس امر کی کرے کہ اپنے آپ کو منوائے، اپنی خودی کو منوائے۔

حرم تیرا خودی غیر کی ! معاذ اللہ

دوبارہ زندہ نہ کر کاروبار لات و منات

وہ خیبر شکن، بتوں کو توڑ گیا۔ اس میں بھی رمزیت تھی۔ میں لات و منات کو توڑ رہا ہوں۔ لیکن تم اپنے دلوں سے نکالو لات کو منات کو۔ میری فکر میں معصوم کے پیغام کو آپ تک پہنچا رہا ہوں۔ قرآن یہ کہہ رہا ہے کہ اللہ دلی، رسول دلی، اللہ شفیع ہے، اللہ حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا مگر رسول سے کہا گیا حکم ہمارا ہے۔ آپ کی یہ

فکر کہ کوئی اللہ کے کاموں میں شریک نہیں ہے۔ اور جب آپ نے یہ کہا کہ نئی بھی نہیں تولات و منات پھر زندہ ہو گئے۔
 ڈاکٹر اقبال نے اس مسئلے کو بھی حل کر دیا نہیں معلوم ان کے پیش نظر کیا امور تھے۔
 ایک عجیب بات کہہ دی۔

مسلم از سر نئی بیگانہ شد
 باز ایں بیت الحرم بت خانہ شد
 مسلمان نئی کے راز سے بیگانہ ہو گیا۔ یہ مسلمان کا دل پھر بت خانہ ہو گیا۔ اب اقبال
 خود ہی اپنے دفاع کا انتظام کریں۔

از منات ولات و عزى و ہبل
 ہر یکے وارو بجے اندر بغل
 یہ مسلمان تو وہ ہیں جو آج بھی منات، لات، عزی اور ہبل کو بظلوں میں چھپائے ہوئے
 ہیں۔

شیخ ما از برہمن کافر تراست
 زانکہ اورا سومنات اندر سراست
 برہمن تو کافر ہے ہی مگر ”شیخ ما از“ کے سر میں پورا سومنات ہے۔ نفس امارہ کے ساتھ
 یہ بت تراشے گئے ہیں۔

اور اب اقبال نے ذات رسالت کی طرف خطاب کیا۔
 اے فروغت صبح اعصار و دھور
 چشم تو بنیندہ ما فی الصدور
 پیغمبر کو آنی فانی سمجھنے والے ہشیار، تیری آنکھیں سینوں میں اتر رہی ہیں اور تو ہر دور
 میں دیکھ رہا ہے۔ اب یہ غلو سنی اقبال کی ذمہ داری۔

کہنا یہ تھا کہ ایک رباعی میں لا الہ کے ٹکڑے پر اعتراض ہے اور جہاں ستر جگہ لا الہ ہے اس کو صبح و شام نثر کیا جاتا ہے۔ اس کو تو نثر کرنا ہی تھا اس لئے کہ یہاں حسینؑ کا ذکر نہیں آیا۔ ”شاہ ہست حسینؑ“ اور ”بادشاہ ہست حسینؑ“ یہ حصے پریشان کر رہے ہیں۔ ورنہ لا الہ نے اتنا پریشان نہیں کیا۔ رباعی میں حسینؑ کا ذکر ہے اس لئے لا الہ کو اعتراض بنا کر پیش کیا گیا ہے۔

شاہ اور بادشاہ اور ایسا شاہ اور بادشاہ جو بے تخت و تاج ہے۔ ”دین ہست حسینؑ“ حسینؑ خود دین ہیں۔۔۔۔۔ دین پناہ ہست حسینؑ اور ظاہر ہے کہ تیسرے مصرع سے بہت تکلیف پہنچتی ہوگی۔

سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بناء لا الہ ہست حسینؑ

یہ رمزیت ہے۔ بناء ہے، عجیب بات یہ ہے کہ یہ نہ سوچ سکے کہ بناء میں اور بانی میں کچھ فرق ہے۔ بناء جو اپنے کو صرف کر دے، بناء جو اپنے کو بنیاد میں ڈال دے۔ بناء رکھی ہے، کیا اردو بھی بھول گئے۔ گھبرا گئے کہ حسینؑ دین کے بانی ہیں، نہیں۔۔۔۔۔ ذرا سی بات نہ سمجھ سکے۔ بانی نہیں ”بناء“ ہے۔ اپنے کو اس منزل پر قربان گاہ محبت میں پہنچا کر لا الہ کی بناء ہوئے۔ اپنی ذات کو فدا کر دیا۔ اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ لا الہ کے لئے۔

تقریر کو اسی مقام پر ختم کر رہا ہوں۔ ۱۰ دس ہجری میں بدر، احد، خندق، خیبر، حنین، فتح مکہ کے بعد۔۔۔۔۔ مباہلہ ۱۰ دس ہجری میں ہے۔ یہ منزل جس میں اگر یہ بد دعا کریں۔۔۔۔۔ اب اس مباہلے میں حسینؑ تو تھے نہ، وہ حسینؑ جو سات برس کی عمر میں اس تقرب کی منزل پر ہوں کہ اگر بد دعا کریں تو کائنات الٹ جائے تو کیا ستاون برس کی عمر میں حسینؑ اس موقف میں نہیں ہوں گے۔

اور وہ حسینؑ بس اتنا کہہ کر چپ ہو جائے، ”پروردگار میرا بچہ ناقہ صالح سے کم نہیں تھا۔“ مگر بد دعا نہ کرے۔

ابراہیم طالقانی نے حسینؑ ابن روح سے پوچھا، یہ تیرے نائب ہیں، یہ پوچھا کہ حسینؑ ابن علیؑ نے بد دعا کیوں نہیں کی۔ انہوں نے جواب دیا کہ حسینؑ کے لئے آسان تھا بد دعا کرنا۔۔۔۔ میں چاہتا ہوں یہ پیغام نوجوان یاد رکھیں۔۔۔۔ میرا تو اب یہ حال ہے نہیں معلوم صبح بھی ہوگی یا نہیں۔۔۔۔ حسین ابن روح جن کے نام پر آپ عریضے بھیجتے ہیں۔۔۔۔ انہوں نے جواب دیا حسینؑ نبیؑ کے نواسے تھے۔ نبیؑ سے نزدیک اتنا کوئی نہیں تھا جتنا حسینؑ تھے۔ اگر چاہتے تو بد دعا کر سکتے تھے۔ کسی اور نے یہ دعویٰ نہیں کیا تھا کہ میں نبیؑ کا نواسہ ہوں۔ اور حسینؑ ہندگی میں کسی سے کم نہ تھے۔ مناجات میں کسی سے کم نہ تھے۔ اگر حسینؑ بد دعا کرتے تو فرات کا پانی ابل کر صحرا تک آ جاتا۔ اگر بد دعا کرتے تو طبقہ ارض کربلا الٹ جاتا۔ اگر بد دعا کرتے تو سیاہ آندھیاں چلتیں۔ مگر سنو اے طالقانی ہوتا یہ کہ ابھی ابھی بتوں کو چھوڑ کر آنے والے ایک مرتبہ یزید کو چھوڑ کر حسینؑ کے قدموں سے لپٹ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو ہی خدا ہے۔

اگر عذاب آتا تو یہ بتوں کو چھوڑ کر آنے والے کہتے حسینؑ خدا ہیں۔ خدا نے حلول کیا ہے۔۔۔۔

حسینؑ نے توحید کو بچا لیا۔ بد دعا نہ کر کے۔ حسینیؑ دل چاہئے وہ کلیجہ درکار ہو گا۔۔۔۔ بچے کو ہاتھوں پر لے کر کہا۔ یہ ناقہ صالح سے کم نہیں۔۔۔۔ بد دعا نہیں کی۔۔۔۔ خون کو چلو میں لیا چاہا کہ آسمان کی طرف پھینک دیں۔۔۔۔ آواز آئی قیامت تک پانی نہ برے گا۔ اب چاہا کہ زمین کی طرف پھینک دیں آواز آئی پھر قیامت تک دانہ نہ اگے گا۔ بے اختیار حسینؑ نے کہا۔

انکار آسمان کو ہے راضی زمین نہیں
امیرؑ تمہارے خوں کا ٹھکانہ کہیں نہیں
ختم شد

مجلس چہارم

”توحید اور شرک“

- ۱۔ صاحب اختیار کو صاحب امر بنانے کا اختیار ہے۔
- ۲۔ توحید کے حقیقی معنی
- ۳۔ رسولؐ کی اطاعت اللہ کی اطاعت۔
- ۴۔ مرزا مہدی پویا مرحوم کی کتاب (Fundamentals of Islam)
- ۵۔ بلندیوں پر جانے کے لئے پستیوں کو چھوڑنا ہے۔
- ۶۔ میں تمہاری طرح بشر ہوں لیکن تم میری طرح بشر نہیں ہو۔
- ۷۔ علیؑ کے معنی بلندی کے ہیں۔
- ۸۔ علیؑ مجھ سے ہیں، میں علیؑ سے ہوں
- ۹۔ شہادت حسینؑ کے بعد عبد اللہ ابن جعفر سے حضرت زینبؑ کی ملاقات۔

۴ محرم ۱۳۹۲ھ - ۲۰ فروری ۱۹۷۲ء

(نشر پارک کراچی)

چوتھی مجلس

موضوع:- توحید اور شرک

آپ یہ چوتھی تقریر سماعت فرما رہے ہیں۔ سلسلہ کلام کل یہ تھا کہ ایک ایسی بحث کو کہ جو یقیناً دور اندیش کا نتیجہ نہ تھی چھیڑ دیا گیا۔ اور یہ کہنے کی کوشش کی گئی کہ کہو تم لا الہ الا اللہ پوری طرح کو لا الہ نہ کہو اور میں نے عرض کیا اس کی وجہ بنیاد میں جو تھی۔ وہ یہ تھی کہ خواجہ اجیری کی رباعی جو مشہور ہے۔ اس کے آخری دو مصرعے یہ تھے کہ

سرداد نہ داد دست در دست یزید۔ تھا کہ بنائے لا الہ بہت حسینؑ

تو کہنے والے نے یہ کہا کہ لا الہ کہنا۔ خدا کا انکار کرنا ہے۔ دہریت کا اعلان کرنا ہے۔ خدا ناشناسی کی گفتگو ہے۔ جب تک الا اللہ نہ ہو۔ تو میں مسلسل کل یہ گفتگو کر رہا تھا کہ مولانا روم نے سنائی نے عطار نے اور آخر میں اقبال نے بہت سے مواقع پر صرف لا الہ کو استعمال کیا اور اقبال کا دعویٰ تو یہ ہے کہ پیش غیر اللہ لا گفتن حیات۔ غیر خدا کے سامنے لا کہنا ہی زندگی ہے۔ وہ جو لا الہ پر رک رہا ہے یا جو لا الہ پر ٹھہر رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں غیر اللہ کو دیکھ کے کہہ رہا ہوں کہ جن طاقتوں کو میں تسلیم نہیں کرتا۔ پیش غیر اللہ لا گفتن حیات۔ تازہ از ہنگامہ او کائنات۔ اسی ہنگامے سے یہ کائنات میں تازگی پائی جاتی ہے اور اگر اس میں لا کی عادت کو ختم کر دیا جائے اور انسان صرف الا اللہ میں رہ جائے تو بہت سے چیزوں کی نفی نہ ہو سکے گی۔ بہت سی چیزوں کو روکا نہ جاسکے گا۔ بہت سے چیزوں کو منع نہ کر سکیں گے۔ تو ”پیش غیر اللہ لا گفتن حیات“ اپنی انفرادیت کو اگر باقی رہنا سے تو نہیں۔ نہیں۔

حریف نکتہ توحید ہو سکا نہ حکیم
 نگاہ چاہئے اسرار لا الہ کے لئے
 وہ رمز شوق جو پوشیدہ لا الہ میں ہے
 طریق شیخ قیسانہ ہو تو کیا کہے
 پیام نکتہ توحید آ تو سکتا ہے
 تیرے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہئے

توحید کے تصور میں فقط یہی نہیں کہ آپ ہو اور حق کے نعرے لگائیں۔ توحید کا تصور
 فقط یہ نہیں کہ رات بھر لا الہ الا اللہ کی ضربیں کلبجوں پر پڑتی رہیں۔ بلکہ توحید کے
 حقیقی معنی یہ ہیں کہ جس کو ایک جانا جس کو ایک مانا اس کے حکم پر بھی تو عمل ہو۔
 اس کے اشارات پر بھی عمل ہو۔ اس کی باتوں کو بھی سمجھنے کی کوشش کرنے۔ آپ کی
 فکر وہیں آپ کو روک رہی ہے۔ کہ اقتدار ایک کے لئے ہے۔ اختیار ایک کے لئے
 ہے۔ حکم ایک کے لئے ہے۔ امر ایک کے لئے ہے۔ بالکل سہی بالکل سہی۔ مگر وہی
 ایک اگر کسی کو یہ اقتدار دے دے۔ وہی ایک اگر کسی کو یہ اختیار دے دے اگر وہی
 ایک کسی کو صاحب امر بنا دے۔۔۔۔۔ تو آپ نے دیکھا اس وقت کیا گفتگو ہو گی۔
 ظاہر ہے کہ خدا کا ہاتھ اور ہے۔ رسول کا ہاتھ اور ہے۔ یہ گفتگو میں آپ سے ایک
 ایسے موقع پر کر رہا ہوں جب آج ہی میری نظر

(FUNDAMENTALS OF ISLAM) پر گئی۔ اور یہ آیت اللہ سرکار
 ملت مہدی پویا کا ایک شاہکار ہے۔ جو انگریزی میں انہوں نے حقائق اسلام کے متعلق
 لکھا ہے۔ جو بازار میں دستیاب ہے۔ ہر انگریزی پڑھنے والے کے لئے یہ لازم ہے کہ
 وہ اس کتاب کو اپنے پاس رکھے اور اپنے بچوں کو پڑھائے۔ بعض مقامات پر بہت اعلیٰ
 ترین قابلیت رکھنے والوں کے لئے بھی اس میں سرمایہ ذکر ہے۔ اگر وہ سمجھنا چاہے تو

اپنے بچوں کو سمجھا سکتے ہیں۔ وہیں سے اس ذکر کو لے رہا ہوں کہ جہاں یہ بحث چھڑتی ہے کہ اللہ کا ہاتھ اور ہے اور رسولؐ کا ہاتھ اور ہے۔ اور کبھی میں نے یہ کہا کہ یا رسولؐ اللہ یہ تو آپ کا ہاتھ نہیں ہے یہ تو اللہ کا ہاتھ ہے۔ تو کیا آپ اس کو شرک کہیں گے؟ یہ آپ کا ہاتھ ہے یہ اللہ کا ہاتھ ہے شرک کہیں گے؟ نہیں کہہ سکتے اس لئے کہ خود اللہ نے کہا۔۔۔۔۔

ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله ☆ (سورہ فتح ۳۸۔ آیت ۹ تا ۱۰)

جب تیرے ہاتھ پہ بیعت کر رہے ہیں وہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں۔ کہاں ہے وہ خشک دماغی جس کو ہمیشہ یہ فکر رہتی ہے کہ توحید کے تصور میں فقط اللہ اللہ ہی ہو۔ یہ غفلت ہے۔۔۔۔۔ غفلت ہے۔۔۔۔۔ اللہ جس کو اختیار دے۔ اللہ کا ہاتھ اور ہے رسولؐ کا ہاتھ اور ہے۔ مگر رسولؐ کے ہاتھ پر بیعت اللہ کے ہاتھ پر بیعت فقط یہی نہیں۔۔۔۔۔ یہی نہیں تکرار۔۔۔۔۔ تو نے وہ مٹھی مٹی نہیں پھینکی۔۔۔۔۔

ما رميت اذ رميت ولا كن الله رمي ☆ (سورہ انفال ۸۔ آیت ۱۷)

تو نے وہ سنگریزے نہیں پھینکے تھے۔ ہم نے ان سنگریزوں کو پھینکا تھا۔ تو رسولؐ کے عمل کو جو اپنی ذات سے نسبت دے۔ جو یہ کہے کہ میری محبت کا دعویٰ بے سود ہے کیوں پریشان ہو رہے ہو۔ کیا محبت کر سکو گے۔ بھلا تم اور میرا عشق۔۔۔۔۔ تم اور میرا عشق کوئی تصور ہے کوئی تصور ہے۔ کہ اس عشق کی کیا صورت ہو گی۔ مگر ہم بھی نے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ ایسے عشاق بھی جیتے ہیں دنیا میں جن کو عشق ہے اللہ سے مگر قرآن پڑھنے والے تو اس عشق کو تسلیم نہیں کرتے۔ جب تک اس آیت پر عمل نہ ہو۔

قل ان كنتم تحبون الله فا تبعونني يحبيكم الله ☆ (سورہ آل عمران ۳۔ آیت ۳۱)

”اگر اللہ سے محبت کا دعویٰ ہے میری پیروی کرو میری۔“ اور قل تم کو حبیبؐ کہ اگر

اللہ کی محبت کا دعویٰ ہے تو میری پیروی کرو۔ رسولؐ نے حکم دیا۔ رسولؐ نے اشارہ کیا یہ کام ہوتا ہے۔ خواہ وہ خیر کو بھیجتا ہو یا کسی کو علم دیتا ہو۔ خواہ وہ بستر پر سلاتا ہو یا برات کی آیتیں دیتا ہوں۔ قرآن نے کہا

من يطع الرسول فقد اطاع الله (سورہ نساء۔ آیت ۸۰)

”جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی“ — دیکھئے جملے ایک مرتبہ پھر دیکھئے۔ اگر آپ کی باتیں درست ہوں۔ ہوتا تو یہ چاہئے تھا کہ اللہ کی اطاعت کرو رسولؐ کی اطاعت ہو جائے گی۔ جس نے رسولؐ کی اطاعت کی۔ اطاعت کے لئے حکم کا لینا ہے۔ اطاعت کے لئے صاحب امر کو دیکھنا ہے۔ اطاعت کے لئے صاحب امر کی زندگی کو سامنے رکھنا ہے۔ اطاعت کے لئے اس اسوہ حسنہ پر ساتھ ساتھ آگے بڑھنا ہے۔ پہلے رسولؐ کا نام لیا۔ —

من يطع الرسول فقد اطاع الله (سورہ نساء۔ آیت ۸۰)

”جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی“ اب اسی طرح کل جس آیت سے استدلال کر رہا تھا وہ آیت اب بھی آنکھوں کو کھولے۔

فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما ☆ (سورہ نساء آیت ۶۵)

”تیرے رب کی قسم وہ صاحب ایمان نہیں ہے جب تک کہ تجھ کو اپنے معاملات میں حکم نہ بنالے تجھ کو — تجھ کو —

یحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا ☆ اور پھر مما قضيت ويسلموا تسليما —

”اور جب تو فیصلہ کر دے تو ان کے دلوں پر گراں نہ گزرے۔“

يسلموا تسليما

”اور تسلیم کریں جو حق تسلیم کرنے کا ہے۔“ حکم بناؤ۔۔۔۔۔ سورہ نساء کی آیت
 ۔۔۔۔۔ اور اس سے پہلے یہ آیتیں گزریں۔ کیا وہ آنکھ کھولنے والی آیت نہیں ہے۔
 الم تو الی اللہ ینزل علیہم انہم اسنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک ☆ (سورہ
 آل عمران ۳۔ آیت ۶۰)

”تو نے دیکھا ان لوگوں کو جن کو یہ زعم ہے یہ لفظ تو دیکھئے۔۔۔۔۔ جن کو یہ زعم ہے
 کہ وہ ایمان لائے جو تجھ پر نازل ہوا ہے۔“ اور ایمان لائے ان صحیفوں پر جو تجھ سے
 پہلے آئے۔۔۔۔۔ یہ ان کو دیکھا تو نے جن کو زعم ہے اور کیا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔

برہدوں ان بتعا کموا الی الطاغوت ☆ (سورہ آل عمران ۳ آیت ۶۰)
 ”اور تجھے حکم نہیں بنا رہے وہ طاغوت کو حکم بنا رہے ہیں۔“ اور حالانکہ

وقدامروان یکفروا بہ وبرہد ☆ (سورہ آل عمران ۳ آیت ۶۰)
 حالانکہ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ طاغوت سے پہلے کافر ہو جاؤ۔ تو آپ نے دیکھا توحید کی
 منزل پر ایک انتہا ہے کہ پہلے کافر تو بنو یہ میری گفتگو ہے۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ یہ
 قرآن ہے۔

”جو طاغوت سے کافر ہو اور اللہ پر ایمان لائے وہی متمک ہے جبل متین کا عروہ
 و تھقی کا تو پہلے باطل کو دل سے نکال لو۔“ یہ عجیب بات ہے کہ باطل پر بھی ایمان حق
 پر بھی ایمان۔۔۔۔۔ یہ کیسے چلے گا۔ آپ جس کو ناحق سمجھ رہے ہیں اس کے لئے بھی
 آپ نے کہا سمعنا و اطاعنا اور جس کو آپ حق سمجھ رہے ہیں اس کے لئے بھی
 آپ نے کہا سمعنا و اطاعنا۔ اپنے جس کو خدا سمجھا کہا رہنے دو۔ رہنے دو یہ اسی
 کے جلوے ہیں۔ جس کو اچھا جانا اس کے لئے یہ کہا کہ اسی کا ایک رخ ہے۔ تو برے
 اور اچھے کی جہاں تمیز اٹھ جائے جہاں نیک و بد کی تمیز اٹھ جائے جہاں حق و باطل میں
 یہ آمیزش ہو کہ سب میاں کے جلوے ہیں تو میں اس جذب کو کیا کہوں۔ میں اس

اطمینان کو کیا کہوں۔ کیا لفظ ہے آپ کے پاس؟ اس وجدانی کیفیت کے لئے کہ سب
 میاں اس کے جلوے ہیں۔ نہیں یہ غلط ہے اگر یہ قرآن واقعی اس لئے آیا کہ آپ
 اس پر ایمان رکھیں۔ تو ہر باطل سے آپ کنارہ کش ہو جائیں۔ ہر ناحق سے آپ
 کنارہ کش ہو جائیں۔ حق کی طرف آئیں تو اسی وقت آئیں جب ناحق نہ رہے۔
 باطل نہ رہے۔ نیکی کی طرف آئیں جب آپ بدی کو (ILLIMIT) کریں۔ آپ نیکی
 کو کیسے پہچانتے ہیں۔ ہٹائیے یہ نیکی نہیں۔ یہ نیکی نہیں تو نیکی خود بخود ابھرے گی۔
 بالکل اسی طرح۔۔۔۔۔ یہ شر ہے۔۔۔۔۔ یہ شر ہے۔۔۔۔۔ یہ شر ہے۔ تو خیر ابھرے
 گا۔ مگر یہ کیسی باتیں ہیں کہ دل ایک اور اس میں دونوں خیر و شر بھی حق و باطل بھی۔
 نیک و بد بھی اور خطرہ دونوں اور پھر اس کے بعد۔۔۔۔۔ توحید۔۔۔۔۔ تو اس سے بڑھ
 کے بھی کوئی شرک ہے۔ اس سے بڑھ کر بھی کوئی شرک ہے۔ حق کو مانو ناحق کو بھی
 مانو۔ اور بھی کوئی شرک ہے۔ یہ کیا بات ہے خیر کو بھی مانو شر کو بھی مانو اور بھی کوئی
 شرک ہے۔ جھگڑا تو یہی تھا نہ کہ ابو من و ابو ذلک ایک نیکی کا خالق ہے ایک بدی کا
 خالق ہے۔ جھگڑا تو یہی تھا کہ اچھائی کہیں سے ہے برائی کہیں سے کہا شرک ہے
 ۔۔۔۔۔ شرک ہے۔۔۔۔۔ یعنی صحیح معنی میں یہ تصور ہی نہیں ہے کہ انسان بلندیوں پر
 جاتا کس طرح سے ہے۔ بہت عجیب گفتگو ہے۔ بلندیوں پر کیسے جاتا ہے؟ آپ معمولی
 سیڑھیاں چڑھتے ہیں کسی بلند مقام پہ تو آپ کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں۔ جتنا بلند ہوتے
 جائیں گے آپ چھوڑتے جائیں گے یہاں تک کہ

میں اشتیاق دوست میں بڑھتا چلا گیا

چھٹتے گئے زمین کہیں آسمان کہیں

تو ظاہر ہے کہ اگر بلندیوں پر جانا ہے تو پستیوں کو چھوڑنا پڑے گا۔ پستیوں کو چھوڑنا
 پڑے گا۔ پستیوں سے بھی محبت اور بلندی کی بھی ہوس اور بھی ہے کوئی شرک۔ اب

آپ نے دیکھا اس منزل پر پہنچ کر بے اختیار کلام مجید رہبری کرتا جاتا ہے۔

الطاعوت وقد امر وان يكثر وان يكثر ☆ (سورہ آل عمران آیت ۶۰)

ہر آن کافر ہوتے جاؤ طاغوت سے نہیں۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ میں کل رات بھی عرض کر رہا تھا خالق دنیا ہال کی تقریر میں۔ حفاظت ذات یہی ہے۔ تقویٰ یہی ہے۔ حفاظت ذات یہی ہے۔ اپنی اصلاح و فلاح اسی میں کہ ہم اپنے آپ کو منوائیں۔ دفع سے جذب سے آپ منوا نہیں سکتے۔ جذب سے آپ منوا نہیں سکتے کہ جس نے آپ کو آواز دی چلے۔ آپ ادھر۔۔۔۔۔ آپ جذب ہو گئے۔۔۔۔۔ جذب ہو گئے اب وہ اپنے لئے جو نام آپ تجویز کر لیں۔ اپنے لئے جو نام تجویز کر لیں کہ بھی ہم تو روا دار ہیں ہو تو ہر ایک سے میل جول رکھنا چاہتے ہیں۔ ہم تو ہر چیز کو اچھا سمجھتے ہیں۔ سب چیزوں کو اللہ نے پیدا کیا ہے اگر یہ کیفیت ہے تو جذبہ فلاح ہے۔ قانون حیات قانون جذبہ دفع ہے۔ دفع کو تاکہ جذب کر سکیاں جذب کرنے کے لئے ہے۔ پھر دفع کرنے کے لئے ہے۔ مگر جذب کرنے کی جگہ اگر دفع اور دفع کرنے کی جگہ اگر جذب ہو جائے تو جی نہ سکو گے۔۔۔۔۔ کسی اور سے گلہ نہ کیجئے۔ کسی اور سے شکایت نہ کیجئے ہم کو تو عادت ہی ہے فلک پیر سے گلے کی۔ فائدہ کیا ہے۔ ان سے گلہ کرنے کا فائدہ کیا ہے۔ پہلے اپنے جذب و دفع کی طاقتوں کو تو دیکھو کہ ہم نے کس کو جذب کیا کس کو دفع کیا جس کو دفع کرنا ہے اگر آپ نے اس کو جذب کر لیا۔ اور جس کو جذب کرنا ہے اس کو دفع کر دیا تو پھر بندگی کہاں ہے۔ اور پھر کیا آپ کے اختیار میں نہیں تھا کہ آپ کس چیز کو جذب کریں کس چیز کو دفع کریں۔ آپ کے اختیار میں نہیں تھا۔۔۔۔۔ بلکہ۔۔۔۔۔

ما كان الله ليمز المو منين على ما انتم عليه حتى يميز الغيب من الطيب ☆

(سورہ آل عمران آیت ۱۷۹)

”اللہ نہیں چاہتا ہے اور نہیں چھوڑتا ہے صاحبان ایمان کو اس حالت میں کہ خبیث اور طیب کو وہ پہچان نہ سکیں۔“ اللہ صاحبان ایمان کے لئے خبیث اور طیب کو واضح کر دیتا ہے۔ مگر اس طرح سے نہیں کہ ہر بندے کے کان میں آکر ملک کہہ دے۔ یہ حرام ہے یہ حلال ہے۔ یہ نجس ہے یہ پاک ہے۔ یہ ظاہر ہے یہ غیر ظاہر ہے۔ فرشتے نہیں کہتے۔۔۔۔۔

اور پھر یہ کہ وہ یہ کہتا ہے۔۔۔۔۔

ما كان الله ليهزم المؤمنین علی ما اتم علیہ حتی یميز الخبیث من الطیب ☆ (سورہ آل عمران آیت ۱۷۹)

اور نہ تم کو غیب کا علم بتائے کہ تم خود بیٹھے بیٹھے کو یہ پاک ہے یہ ناپاک ہے۔

لا ین الله یجتبی من رسلہ من یشاء ☆ (سورہ آل عمران آیت ۱۷۹)

”خدا رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے مجتبیٰ کر دیتا ہے۔“ وہ کہتا ہے یہ نبیؐ ہے یہ طیب ہے پاک ہے یہ ناپاک ہے یہ حرام ہے یہ حلال ہے۔ تو آپ کی پسند پر حرام و حلال نہیں ہے۔ آپ کی پسند پر نہیں ہے۔ یہ پسند اس کی ہے جو رسولوں میں مجتبیٰ ہو اور وہ طے کرے۔۔۔۔۔ وہ طے کرے۔۔۔۔۔ بھی کیا بات ہے مسلمان غور کیوں نہیں کرتے۔ کسی نبیؐ نے یہ دیکھا۔۔۔۔۔ کوئی ہے۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔

”جسے محمدؐ حرم قرار دے وہ قیامت تک حرام ہے۔ جسے محمدؐ حلال قرار دے وہ قیامت

تک حلال ہے۔“ تو آپ نے دیکھا۔۔۔۔۔ یہ بنیادی امور۔۔۔۔۔ یہ بنیادی امور ہیں

۔۔۔۔۔ مسئلے کا تقاضا یہ ہے کہ آپ اس کے ہر پہلو پر نظر ڈالیں۔ ہر پہلو پر نظر ڈالیں

۔۔۔۔۔ ظاہر ہے وہ ایک ہے۔۔۔۔۔ وہ ایک ہے۔۔۔۔۔ صد ہے۔۔۔۔۔ احد ہے۔

لم یلد ہے ولم یولد ہے۔۔۔۔۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ کوئی مثال نہیں ہے

اور وہ ایک ہے۔۔۔۔۔ وہ قادر کل ہے۔ وہ ایک سب کچھ ہے۔ مگر وہ ایک جس ایک

کو مضیفے کر دے۔ وہ ایک جس ایک کو مجتبیٰ بنا دے۔ کیا اس کی فکر کو شرک بناؤ۔
 ۱۔ اور اگر ایسا ہو گا تو کلمے کو پڑھتے ہوئے پہلا ہی جملہ پڑھو۔ فقط پہلا ہی جملہ لا
 الہ الا اللہ اگر توحید کو یوں سمجھتے ہو کہ بس اللہ ---- اللہ ---- اللہ توحید ہے تو لا
 الہ الا اللہ پر تو اس توحید میں نہیں ہے کوئی لا مگر اللہ اور بڑے بڑے مفکرین بھی آ
 جائیں۔ حالانکہ توحید کا عقیدہ فکر کی تخلیق نہیں ہے۔ عقیدہ توحید خود خدا ایک ہے۔
 تو یہ بحث نہیں خدا ایک ہے۔ افلاطون نے کہا تھا۔ ارسطو نے کہا تھا۔ سقراط نے کہا
 تھا۔ کس نے کہا تھا خدا ایک ہے اگر آپ سمجھ سکیں تو یہ قرآن ہے ---- تو یہ
 آیتیں پڑھ رہا ہوں۔ ظاہر ہے کہ ان آیتوں کو سنئے۔ ثواب ہے تلاوت قرآن میں بھی
 ---- ترجمے کے سننے میں بھی اور ترجمے سے فائدہ اٹھالوں یہ سورہ انبیاء کی آیتیں
 ہیں ---- ارشاد ہوا ----

ان الذين سبق لهم منا الحسنی اولئك عنها مبعدون ☆ (سورہ انبیاء آیت ۱۰۱)
 لا یسمعون حسيسها و هم فی ما اشتھت انفسهم خالدون ☆ (سورہ انبیاء آیت ۱۰۲)
 وہ لوگ جن کو ہماری طرف سے نیکیاں بڑھ کے گھیر لیتی ہیں وہ شور محشر سے دور رہتے
 ہیں۔

لا یسمعون حسيسها ☆ (سورہ انبیاء)
 وہ شور محشر ان کے کانوں تک نہیں جائے گا جن کو ہماری طرف سے نیکیاں بڑھ کر گھیر
 لیں۔

سبق لهم منا الحسنی ☆ (سورہ انبیاء)
 ہماری طرف سے جس کو نیکیاں مل گئی ہیں۔ اور یہ وہ منزل ہوگی۔
 و هم فی ما اشتھت انفسهم خالدون ☆ (سورہ انبیاء)
 وہ مصیبت کارن ان کو محزون نہیں کرے گا۔ ان کو پریشان نہیں کرے گا جن کو ہماری

طرف سے نیکیاں بڑھ کر گھبرائیں۔ ان کو وہ دن پریشان نہیں کرے گا۔

وَتَتْلَقَاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ☆ (سورہ انبیاء آیت ۱۰۳)

اور ملا کہ ایسے انسانوں کے پاس آئیں گے ملاقات کے لیے اور کہیں گے ہنا ہو

مکرم الذی کنتم توعدون (سورہ انبیاء آیت ۱۰۳)

”یہ آج کا دن تو آپ ہی کا ہے۔“

ہو مکرم ----- مالک یوم الدین

اور اب نگاہوں میں وسعت تو دیجئے۔ کہ دینے والا جب اختیار دے تو لینے والا انکار کیوں کرے۔

ہنا ہو مکرم الذی کنتم توعدون ☆

”یہ آج آپ ہی کا دن ہے۔“ اسی کا آپ سے وعدہ تھا۔ آپ گھبرائیں کیوں پریشان نہ

ہوں۔ آپ کو نفخ صور سے کچھ نقصان نہیں ہو گا آپ کو ذرہ بحر کی آواز نہیں

آئے گی۔ نفخ صور سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔۔۔۔۔ نہیں یے آگے بڑھ کے

۔۔۔۔۔ آج کا دن آپ کا دن ہے اسی کا وعدہ تھا۔ وہ کیا دن ہے۔

یوم لطوی السماء کطی السجل للکتب ☆ (سورہ انبیاء آیت ۱۰۴)

وہ دن وہ ہو گا جب کہ ہم سموات کو آسمانوں کو اس طرح لپیٹ دیں گے جیسے کاغذ کے

طومار کو لپیٹ دیا جاتا ہے۔

کما ہدانا اول خلق نعمہ ☆

جیسے کہ اول خلق کی ہم نے ابتدا کی تھی ہم اس کو اسی طرح سے پلٹا دیں گے۔

کما ہدانا خلق نعمہ وعدنا علینا انا کنا لفاعلین ☆ (سورہ انبیاء آیت ۱۰۴)

ہم ایسا ہی کریں گے۔۔۔۔۔ انا کنا لفاعلین۔۔۔۔۔ ہم ایسا ہی کریں گے۔۔۔۔۔ پھر

۔۔۔۔۔ ظاہر ہے۔۔۔۔۔ ظاہر ہے کہ جب ہم ایسا کریں گے پھر ہم نے اس کے ساتھ

ہی یہ اعلان کیا ہے کہ ———

و لقد كتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثها عبادى الصالحون ☆ (سورہ انبیاء آیت ۱۰۵)

”اور ہم نے زبور میں یہی جواب دے دیا ہے کہ ہماری زمین کے وارث ہمارے صالح بندے ہیں۔“

ان فی ہذا لبلغنا تقوم عابدین ☆ (سورہ انبیاء آیت ۱۰۶)

اس میں ایک پیغام ہے عبادت کرنے والی قوم کے لئے۔ ”اگر قرآن کے ———

و ما ارسلک الا رحمۃ للعالمین ☆ (سورہ انبیاء آیت ۱۰۷)

”نہیں بھیجا تم کو مگر عالمین کے لئے رحمت ——— وہ رحمن ہے۔ وہ رحیم ہے۔

رحمانیت اور رحیمیت جمع ہو تو رحمت ہے۔ رحم کے دو جنبہ ہیں یا رحمانیت یا

رحیمیت ہے جہاں رحیمیت ہو رحمانیت ہے جہاں خصوصیت ہو رحیمیت ہے مگر تو

رحمت ہے کبھی رحمن ہے کبھی رحیم ہے۔ پہلو میں کسی کو جگہ دے دے رحمن ہے یہ

جذبہ رحمانیت ہے ——— سلمان سے کہا من اہل بیت یہ رحیمیت ہے۔

میں یہ مسلسل آیتیں پڑھ رہا ہوں۔ سورہ انبیاء سے اب جو گفتگو ہے وہ یہ ہے۔

قل انما انا بشر مثلکم ☆ (سورہ کف آیت ۱۱۰)

”اب کہہ دو کہ تم رحمت بن کر آرہے ہو۔ اول خلق اسی طرح سے لوٹایا جائے گا

تم کو ساری بزرگیاں ایک مگر یہ کہیں گھبرا نہ جائیں۔ یہ نہ گھبرا جائیں ——— ابھی

ابھی ایک کو بیٹا بنا کر آرہے ہیں ———

انا بشر مثلکم یوحی الی ☆ (سورہ کف آیت ۱۱۰)

”میں تمہاری طرح بشر ہوں مگر وحی کے ساتھ۔“ تم جیسے حیران ہو مگر عقل کے ساتھ

تم جس طرح حیران ہو عقل کے ساتھ۔ میں تمہاری طرح بشر ہوں وحی کے ساتھ۔

یوحی الی

”میری طرف وحی ہوئی۔“ کیا وحی ہوئی کہ یہ حلال ہے یہ حرام ہے۔ کیا وحی ہوئی
 — تم مکہ چھوڑ کر مدینے آ جاؤ — نہیں —

انما الا حکم الواحد ☆ (سورہ کف آیت ۱۱۰)

میری طرف وحی ہوئی کہ ”خدا ایک ہے۔“ — یہ افلاطون کی فکر نہیں ہے۔ یہ
 بقراط کی فکر نہیں ہے۔ یہ ارسطو کی فکر نہیں ہے۔ یہ توحید وحی ہے — وحی ہے
 جیسے خود ایک نے کہا کہ میں ایک ہوں۔

شهد اللہ انہ لا الہ الا هو ☆ (سورہ آل عمران آیت ۱۸)

وہ خود شہادت دے رہا ہے کہ وہ ایک ہے۔ ظاہر ہے کہ جیسے جیسے گفتگو آگے بڑھے گی
 اور میں اس مقام پر اس جملے کو تشنہ چھوڑ جاؤں تو میں ظاہر ہے کہ میں اپنی تقریر کو
 ناکام سمجھوں گا اس موقع پر وضاحت کی حد تک — ایک عجیب بات ہے —

انا بشر مثکم ☆

”میں تمہاری طرح سے بشر ہوں۔“ میں تمہاری طرح سے بشر ہوں — صاحب وحی
 تمام قرآن میں دیکھئے کہیں کسی مقام پر یہ کہا تم میری طرح بشر ہو — میں تمہاری
 طرح بشر ہوں تم میری طرح بشر نہیں ہو — اگر کسی سے یہ کہتے کہ تم میرے طرح
 بشر ہو تو وحی باطل ہو جاتی۔

انا بشر مثکم ☆

”میں تمہاری طرح بشر ہوں۔“ تم میری طرح نہیں ہو — تم میری طرح نہیں
 ہو — میری اس منزلت پر آنے کے لئے بہت سی — پستیوں کو چھوڑنا پڑے گا
 — بلندی — پھر بلندی — پھر بلندی — ایسی بلندی کہ علیؑ ہو جائے۔

رفعت ہی رفعت — اوج ہی اوج

اس انسان کو تو کہہ سکتا ہوں۔ محمد بن اسماعیل بخاری یقیناً ہمارے شکرے کے مستحق ہیں۔ صحیح بخاری شریف نے اس مشکل کو آسان کر دیا اس فضیلت کو لکھ کے کہ کسی اور کے لئے نہیں کہا۔۔۔۔۔ کسی اور کے لئے نہیں کہا۔۔۔۔۔ یہ کہا کہ انتامنی تو مجھ سے ہے۔ سمجھ میں آنے والی بات ہے۔ چچا کا بیٹا ہے۔ بیٹی کا شوہر ہے۔ نواسوں کا باپ ہے۔ میرے نام سے سلسلہ ہے لیکن۔۔۔۔۔

”میں تجھ سے ہوں“ یہ کسی اور کے لئے نہیں ہے۔ انامنک۔۔۔۔۔

انا بشر مثلکم کی منزل پر ساری کائنات ہے۔ انتامنی و انامنک منزل پر ایک ہے۔۔۔۔۔ ایک ہے۔ اور ایسا کہ جس میں بلندی ہی بلندی۔۔۔۔۔ اوج ہی اوج۔۔۔۔۔ رفعت ہی رفعت ہے اس ذکر میں پستیوں سے منہ موڑا۔ اور یہ بتلانے کی کوشش کی کہ جو رسولؐ نے کہا تھا اسی پر عمل ہو گا اسی پر عمل ہو گا۔۔۔۔۔ میں مصلحتوں کی اطاعت نہیں کرتا میں رسالتؐ کی اطاعت کرتا ہوں۔ میں مفاد وقت کی اطاعت نہیں کرتا۔ میں مرضی مولا کی اطاعت کرتا ہوں۔ تو آپؐ نے دیکھا اس طرح سے۔۔۔۔۔ اس طرح سے باپ کو روشناس کیا۔

انت منی و انامنک پھر بیٹے کو روشناس کیا۔ حسین منی انا من حسین ”حسینؑ مجھ سے ہے میں حسینؑ سے ہوں۔“ اور یہ حقیقت ہے۔۔۔۔۔ حقیقت ہے۔۔۔۔۔ آپؐ کا یہ اجتماع خود گواہ ہے کہ ذکر حسینؑ نے آپؐ کو ذات رسالتؐ سے کتنا نزدیک کر دیا ہے۔ یہ اجتماع گواہ ہے کہ یاد حسینؑ نے آپؐ کو کہاں تک اتباع رسولؐ کی منزل پر پہنچایا۔۔۔۔۔ آپؐ کہاں تک حق بین و حق گو۔۔۔۔۔ حق آگاہ ہیں۔ اس کا اندازہ خود آپؐ کا دل دے گا۔

اور دیکھنے والے خود یہ اندازہ لگائیں گے کہ کہاں تک۔۔۔۔۔ کہاں تک یہ ذکر مفید ہو

گا حسینؑ۔۔۔۔ حسینؑ اللہ کا ایک بندہ ہے۔ حسینؑ محمدؐ کا نواسہ ہے۔ فاطمہؑ کا بیٹا ہے۔ نبی نہیں ہے۔ اتفاق سے آج ہی اخبار میں بیان دیکھ رہا تھا۔ یہاں کے کرپشن لیڈر کا مسٹر لوہو کا انہوں نے مناہیات کے متعلق بہت کچھ ہمدردیاں ظاہر کی ہیں کہ محرم میں بھی شراب خانے بند نہیں ہوتے اور تنہیات جاری ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ آواز ہر مسلمان کی آواز ہے۔ انہوں نے بھی یہ آواز لگائی ہے اور۔۔۔۔ اور ہم ہر مجلس میں تقریباً یہی عرض کر رہے ہیں کہ دیکھو جذب کرنے کی جگہ دفع نہ کرو۔ دفع کرنے کی جگہ جذب نہ کرو۔ جذب و دفع کے قانون میں یہ ساری بحث آچکی۔ لیکن انہوں نے آخر میں ایک جملہ لکھا جس کے متعلق میں یہی کہنا چاہتا تھا کہ کرپشن حسینؑ کو نبی نہیں جانتے۔ تو ذرا سا شاید ان کو دھوکا ہو گیا۔ ہم بھی نبی نہیں جانتے۔ مسلمان حسینؑ کو نبی نہیں سمجھتے۔ مسلمان نہیں سمجھتے۔ شیعہ نہیں سمجھتے۔ نبوت ختم ہو گئی۔ نبوت ختم ہو گئی۔۔۔۔ مگر ضرورت اس سلسلے کی ہے۔ جو اس حکم نبوت کو ہر دور میں محکم کرتا جائے۔ ضرورت اس سلسلے کی ہے جس کے لئے رسولؐ کے ”انا من حسینؑ“ میرا نام اس سے ہے میرا پیغام اس سے ہے۔ میری ہستی اس سے ہے۔ میرا وجود اس سے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہٹا لو کر بلا کو تاریخ اسلام سے۔ اشارے کو آپ سمجھ ہٹا لو کر بلا کو تاریخ اسلام سے۔ تو رہے گا کیا؟۔۔۔۔ ہٹا لو کر بلا کو تاریخ اسلام سے تو رہے گا کیا؟۔۔۔۔ وہی عیاشی۔۔۔۔ وہی مہ نوشی۔۔۔۔ یہی ہے نہ جس کا آج گلہ کیا جا رہا ہے۔ دوسرے مذاہب کی طرف سے بھی صحیح ہے۔ مگر کر بلا نے بتلایا کہ دیکھو۔۔۔۔ اگر اقتدار وقت کسی چیز کو حلال کر دے اور اگر محمدؐ عربیؑ اس کو حرام قرار دیں تو جب تک ہم یا ہماری اولاد باقی ہے تو حکم پیغمبر باقی رہے گا۔ تو حکم پیغمبر باقی رہے گا۔ تو اب یہ کہ زد پر ہم آجائیں اب یہ ہم تیر و پیکان کا نشانہ بنیں۔ اب یہ کہ جب ہم سے قربانیوں کا مطالبہ کیا جائے ہم حاضر ہیں ہم تیار ہیں ہم

بچے نہیں نہیں گے۔ اور اگر واقعی دنیا یہ چاہتی ہے کہ کربلا کو سمجھے اور اس کے پاس کوئی ذریعہ نہ ہو سمجھنے کا تو آپ کے خدمت گار یہ اسی لئے یہاں جمع ہیں کہ اس پیغام کو عام کریں۔ بتلائیں کہ کربلا کیا ہے۔ کربلا کیا ہے — یگانہ چنگیزی نے کہا تھا — ”ذوب کر پار اتر گیا اسلام آپ کیا جانیں کربلا کیا ہے“ — آپ کیا جانیں کربلا کیا ہے — حسینؑ مظلوم — حسینؑ مظلوم اور آواز بلند ہو رہی ہے کوئی ہے میری مدد کرنے والا۔ کوئی ہے میری مدد کرنے والا۔ صرف دو چار جملے مجھ میں طاقت نہیں۔ ہے کوئی میری مدد کرنے والا۔ بہن نے بھائی کی آواز کو سنا اور ایک مرتبہ تڑپ گئیں — تڑپ گئیں اور فضع سے کما فضع کیا میرے بچے نہیں ہیں۔ کیا میرے بچے آقا کے سامنے نہیں ہیں۔ کما بی بی ہیں۔ اور بچوں نے کریں کس لی ہیں۔ لپچوں سے بچے ہوئے ہیں۔ ہتھیار ساتھ ہیں مگر جب کبھی بچے قدموں پر سر جھکاتے ہیں آقا کے تو آقا بچوں کو اٹھا کر سینے سے لگاتے ہیں کہتے ہیں ارے بہن کی نشانیاں ہیں — بہن کی نشانیاں ہیں — عبداللہ ابن جعفر طیار مکہ تک آئے تھے چھوڑنے کے لئے۔ ان کے پیر اس قابل نہیں تھے کہ وہ کھڑے ہو سکیں۔ وہ اپنے پاؤں کو زور نہیں دے سکتے تھے۔ ان کے لئے کرسی کا انتظام تھا۔ آقا کے قریب آئے بمشکل کھڑے ہوئے۔ غلاموں نے سہارا دیا۔ آقا نے کہا عبداللہ بیٹھ جاؤ۔ کما نہیں آقا — آپ کھڑے ہیں میں نیس بیٹھوں گا۔ بچوں کو حوالے کر کے کما تھا ان کو صدفے کر دیجئے گا فرزند رسولؐ میں نہیں رہوں گا یہ بچے رہیں گے۔ آقا ان بچوں کو نہ روکے۔ ارے رہ گئے تاریخ مقل حسینؑ میں دو بچے یہ۔ آٹھ اور نو برس کے دو بچے تاریخ مقل حسینؑ میں رہ گئے۔ اور جب قافلہ لٹ کے آیا اور — زہنبؑ اپنے گھر نہیں گئیں اور عبداللہ ابن جعفر طیار روز آ کے بیٹھے عابدؑ بیمار کی مزاج پر سی کرتے ایک دن عابدؑ بیمار نے کما کیوں عبداللہ کچھ کہتا ہے تو عرض کیا فرزند رسولؐ آخر

وہ شہزادی کا گھر ہے نہ کیا بی بی وہاں نہیں آئیں گی۔ حضرت سید سجادؑ پھوپھی کے پاس آئے کہا۔ پھوپھی اماں آپ اپنے گھر کیوں نہیں جاتیں۔ تھوڑی دیر کے لئے جائیے۔ عبداللہ کو آپ کا انتظار ہے۔ تو رو کے کہا جس کا گھر اجڑ جائے۔ جس کا گھر نہ رہے۔ بھائی بھی مر گیا اب کیا کروں جا کے۔ کہا نہیں پھوپھی اماں جائیں۔ کہا اچھا تم امام ہو جاؤں گی۔ جناب زینبؑ گئیں۔ عبداللہ ابن جعفر نے بڑی حسرت سے بی بی کو دیکھا اور کہا۔ شہزادی اب آپ پہچانی بھی نہیں جاتیں۔ اب تو آپ پہچانی بھی نہیں جاتیں۔ فرمایا۔ عبداللہ — عبداللہ — جس کا بھرا گھر اجڑ جائے اس کو کیا پہچانو گے۔ عبداللہ تم نے مجھے کیوں بلایا ہے۔ یہ پوچھنے کے لئے بلایا ہے کہ بچوں کا کیا ہوا؟ عبداللہ نے منہ پر طمانچہ مارے۔ کہا نہیں بی بی غلاموں کا کیا ذکر۔ شہزادی خوش ہو گئیں۔ خوش ہو گئیں کہ باپ نے اس ذکر کو مناسب نہ جانا۔ کہا عبداللہ تم یہ کہنے کے لئے یہ پوچھنے کے لئے بلا رہے تھے کہ کیوں زینبؑ تم دربار میں گئی تھیں۔ کیوں زینبؑ تیرے بازوؤں میں رسی بندھی تھی۔ کہاں نہیں بی بی — نہیں بی بی اس لئے بھی نہیں بلایا — کہا تو پھر کیا بات ہے؟ کہا بی بی فقط اتنی سی بات ہے — کہ میرا امام بڑا غیور تھا۔ بڑا شجاع تھا۔ بی بی فقط اتنا بتلاؤ کہ میرا سردار کر بلا میں لڑا کیسے۔

ختم شد

مجلس پنجم

”توحید اور شرک“

- ۱۔ توحید کی گواہی نہ جاہل دے سکتا ہے اور نہ ظالم
- ۲۔ اللہ ظالم کو پسند نہیں کرتا اور جاہل کو ولی نہیں بناتا۔
- ۳۔ ملک کفر کے ساتھ تو رہ سکتا ہے مگر ظلم کے ساتھ نہیں۔
- ۴۔ کسی کو مہلت ملے تو اسے رحمت نہ سمجھو، شیطان کو مہلت ملی ہے۔
- ۵۔ قبر پرستی نہیں بلکہ قبر کا احترام ہے۔ احترام اور عبادت میں فرق ہے۔
- ۶۔ اللہ کو ایک جاننا اور ہے اس کا حکم ماننا اور ہے۔
- ۷۔ احترام رسول عبادت رسول نہیں ہے۔
- ۸۔ شہادت حضرت علی اکبرؑ۔

۵ محرم ۱۳۹۲ھ - ۲۱ فروری ۱۹۷۲ء

(نشر پارک کراچی)

مجلس پنجم

موضوع :- توحید اور شرک

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شہد اللہ انہ لا الہ الا هو و الملأ نکتہ و اولوا العلم
 قائما بالقسط لا الہ الا هو العزیز الحکیم ☆ (سورہ آل عمران آیت ۱۸)
 آل عمران کی اس آیت کی تلاوت مسلسل آپ سماعت فرما رہے ہیں۔ کہ توحید الہی پر
 پہلا شاہد خود خدا ہے۔ اور پھر گواہی دیتے ہیں اس کے ایک ہونے کی طا کہ۔ اور پھر
 گواہی دیں گے صاحبان علم جو عدل پر قائم ہیں۔ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی جو غالب
 حکیم ہے۔ لا الہ الا اللہ کا کتنا کچھ اور ہے۔ لا الہ الا اللہ پر گواہ بنا کچھ اور ہے۔
 کائنات کا ذرہ ذرہ لا الہ گویا ہے۔ ہر ایک مخلوق لا الہ کہہ رہی ہے مگر جہاں سراسر
 وجود شہادت دے۔ جہاں علم۔ عمل۔ ذات۔ نفس۔ خواہش ہر شے گواہی دے۔
 شعور۔ عقل۔ فکر۔ تحقیق۔ جہاں ہر صفت گواہی دے وہ منزل، منزل علم ہے کہ
 صاحبان علم گواہی دیتے ہیں۔ جو عدل پر قائم ہیں کہ خدا ایک ہے یعنی اس کا مفہوم یہ
 ہوا کہ جاہلوں کی گواہی قابل قبول نہیں ہے اگر صاحبان علم گواہی دیں اور وہ بھی جو
 عدل پر قائم ہے تو وہ گواہی قابل قبول ہے اور اس بلندی پر ہے وہ گواہی جہاں رتبہ
 بعد از رتبہ یوں آئے۔ اللہ۔ ملا کہ صاحبان علم اور وہ صاحبان علم جو ظلم نہ کریں۔
 جہاں ظلم آیا وہاں لا الہ الا اللہ کی گواہی صحیح نہیں ہے۔ ظالم لا الہ الا اللہ پر گواہ
 نہیں ہو سکتا ہے کہ خدا ایک ہے۔ نہ ظالم کی گواہی قابل قبول ہے نہ جاہل کی گواہی
 قابل قبول ہے۔ اس لئے کہ عمدہ جلیلہ قیادت و ہدایت کے لئے تو واضح کر دیا گیا۔
 قرآن مجید میں۔ ابرہیمؑ سے کہا کہ

ان جا علیک للناس اما ما قال و من فوجتی۔ قال لا ینال عهد الظالمین ☆ (سورہ بقرہ آیت ۱۲۴)

جب ان کو وہ عہدہ جلیلہ سرفراز ہوا تو ابراہیمؑ نے عرض کیا کہ کیا یہ میری ذریت میں بھی ہے تو کہا ظالم کو یہ عہد نہیں دیں گے۔ تو قیادت و ہدایت میں وہ بھی ظالم کے لئے نہیں ہے۔ اور اسی لئے نہیں ہے کہ ظالم لا الہ الا اللہ پر گواہ نہیں بن سکتا۔ اس کی گواہی قابل قبول نہیں ہے۔ زبان سے ہزار مرتبہ کہہ دے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے سوتے جاگتے لا الہ الا اللہ مگر فطرت میں ظلم ہے۔ فطرت میں اگر ظلم ہے تو یاد رکھو۔

واللہ لا یحب الظالمین ☆ (سورہ آل عمران آیت ۵۷)
”خداوند علی اعلیٰ ظالمین کو پسند نہیں کرتا۔“

انا اللہ لا یتخذوا جاہلاً ولیاً ☆

نہ خدا جاہل کو ولی بناتا ہے نہ ظالم کی گواہی قبول ہے نہ جاہل کو ولی بناتا ہے اب اگر کوئی جاہل ---- آپ سمجھیں کہ وہ جاہل ہے۔ جاہل ہے مگر یہ کہ پہنچا ہوا ہے۔ یہ فکر آپ کی ہوگی۔ یہ فکر قرآنی نہیں ہے۔ یہ فکر شعوری نہیں ہے۔ یہ فکر آپ کی ہوگی، اس کی چھوڑو جاہل ہے مگر یہ کہ جذب کے عالم میں ہے۔ یہی فکر بڑھتے بڑھتے جب نبوت تک پہنچتی تو آدھی دنیا نے یہی کہا۔ یہی کہا کہ نبیؐ ---- نئی خاک بدہن یہ کیسے اپنی زبان سے کہوں بہر حال کہا گیا کہ پڑھنا لکھنا کچھ نہیں آتا تھا مگر نبیؐ ہو گئے ---- مگر نبیؐ ہو گئے تو وہ اسی لئے کہا تھا تاکہ یہ سطح برابر رہے ---- تو آپ نے دیکھا ورنہ جس کو مالک و مختار بنائے جس کے حلال کو قیامت تک حلال رکھے جس کے حرام کو قیامت تک حرام رکھے جن کی تعریف یوں کی گئی ---- کہ وہ ہے ----

یحل لهم الطیبات و یحرم علیہم العجائب ☆ (سورہ اعراف آیت ۱۵۷)

جو تم پر طیب چیزوں کو حلال قرار دیتا ہے جو تمہارے لئے خبیث چیزوں کو حرام قرار

دیتا ہے جس کی تعریف یہ کی گئی۔

ما اتاکم الرسول لخذوه ومانہا کم عندہ لانتھوا ☆ (سورہ حشر آیت ۷)
سورہ حشر ————— ”کہ جو لائے رسول لے لو۔ جسے رسول منع کرے رک جاؤ تو جس کی تعریف یہ ہوئی۔“

فلا وریک لا یومنون حتی یحکموا کما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم
حرجا مما قضیت و یسلموا اتسلما ☆ (سورہ نساء آیت ۶۵)
”تیرے رب کی قسم وہ صاحب ایمان نہیں ہے۔ جب تک اپنے جھگڑوں میں تجھ کو حکم نہ بنائیں۔ تو تضاد کرے جو فیصلے کرے جو احکام نافذ کرے۔ جو قانون الہی لائے جس کے قلب پر وحی آئے۔“

نزل بہ روح الامین: علی قلبک (سورہ شعراء آیت ۱۹۳)
تیرے دل پر روح امین نازل ہوتے ہیں تو آپ آسانی سے یہ کہہ سکتے تھے کہ اس کو کسی دنیا والے نے نہیں پڑھایا تھا۔ آپ یہ آسانی سے کہہ سکتے تھے کہ اس نے کسی دنیا والے کے سامنے زانوئے ادب نہ نہیں کیا تھا۔ مگر آپ یہ کیوں نہیں کہتے ہیں کہ اس کو مبداء فیاض نے علم دیا تھا۔ آپ یہ کیوں نہیں کہتے کہ اس کو عالم حقیقی نے نور کے ساتھ علم عطا کیا تھا۔ وہ عقل اول بھی ہو۔ وہ صبح اول بھی ہو۔ وہ نور اول بھی ہو۔ وہ ساجدین کی پیشانی میں بھی ہو۔ وہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ بھی منتقل ہو اور قیامت تک اس کا نام اللہ کے نام کے ساتھ جائے دنیا یہ سمجھے کہ وہ کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ تو یہ وہ غلطی ہے کہ جس غلطی کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی کے معنی اگر یہ لیتے ہیں کہ اس کو کسی نے نہیں پڑھایا نہیں لکھایا۔ بالکل صحیح ہے۔ بالکل صحیح ہے۔ اس کو ضرورت نہیں تھی کہ کوئی پڑھائے کوئی لکھائے مگر یہ کیوں نہیں کہتے کہ دینے والے نے علم دیا تھا۔ اس لئے تاکہ وہ شہید رہے لا الہ الا اللہ کا

خدا گواہی دیتا ہے کہ وہ ایک ہے۔ ملائکہ گواہی دیتے ہیں کہ وہ ایک ہے۔ اور صاحبان علم جو عدل پر قائم ہیں وہ گواہی دیتے ہیں کہ خدا ایک ہے۔ یہ ضروری ہے کہ شہادت توحید کے لئے کوئی انسان عدل پر رہے۔ شہادت توحید الہی کے لئے یہ ضروری ہے کہ کوئی انسان عدل پر قیام کرے۔

بِالْعَدْلِ قَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ ☆ (حدیث رسول)

عدل ہی سے زمین و آسمان قائم ہیں۔ اور ختمی مرتبت کا یہ ارشاد قیامت تک یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ارشاد فرمایا۔

الْمَلِكُ بِقَانِمِ الْكُفْرِ وَلَا يَبْقَا مَا الظُّلُمُ ☆

”مَلِكُ الْكُفْرِ کے ساتھ تو رہ سکتا ہے مگر ظلم کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔“ ظلم کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ بقائے ملک کفر کے ساتھ ممکن ہے ظلم کے ساتھ ممکن نہیں ہے۔ تو ظلم کے معنی یہی ہیں کہ انسان اپنے حدود کو توڑ دے۔ اور جو اپنے حدود کو توڑتا ہے وہ سرتابی کرتا ہے۔ اور سرتابی وہی کرتا ہے جو یہ جانے کہ میرا کوئی دیکھنے والا نہیں۔ مجھ پر کوئی نگران نہیں۔ میرا کوئی پرش احوال کرنے والا نہیں۔ عادل وہ ہے جو ہر آن جانے کہ کوئی حاضر و ناظر ہے کوئی دیکھ رہا ہے کوئی نگران ہے کسی کے حضور میں ہوں۔ اس لئے ملائکہ جانتے ہیں ان حدود کو صاحبان علم و عدل جانتے ہیں ان حدود کو اس لئے سرتابی ممکن نہیں۔ وہ گواہی دیتے ہیں کہ خدا ایک ہے تو اب آپ نے دیکھا مسلسل جو گفتگو ہو رہی تھی وہ یہی ہے کہ اس ایک واحد۔ احد۔ فرد۔ صمد۔ لم یلد ولم یولد وہ کہ جس کی الوہیت۔ جس کی جباریت۔ جس کی قاہریت جس کی ہر ایک حالت و کیفیت قیود و حدود سے مبرا و منزہ ہو جو قیود سے منزہ و مبرا ہو وہ یقیناً توحید ہے اور توحید کا تصور ہی یہ ہے کہ جہاں حد نہ ہو۔ جہاں قید نہ ہو جہاں (LIMITATIONS) نہ ہوں۔ توحید کا تصور یہ ہے جہاں ماہیت ذہن میں نہ

آئے۔ ہر شے کے لئے ماہیت ہے۔ اس لئے کہ اس شے کی ایک حد ہے مگر جہاں ماہیت نہیں وہاں حد نہیں ”ہو“ ہے۔ وہاں حد نہیں ہو ہے اس لئے کہا لا الہ الا هو وہ ہو ہے العزیز العظیم وہ غالب ہے وہ حکیم ہے وہ ایک ہے۔ اگر میری بحث مسلسل ذہن میں ہے اور آپ سمجھ رہے ہیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں تو میں کہتا ہوں کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اسی توحید پر گواہ ہے۔۔۔۔۔ اسی توحید پر گواہ ہے مگر سوال یہ ہے کہ شیطان موحد تھا کہ نہیں تھا خدا کو ایک مانتا تھا کہ نہیں مانتا تھا روز خلقت آدم شیطان موحد تھا کہ مشرک تھا۔ کبھی تو غور کیجئے۔ برسوں صدیوں ہزاروں برس پہلے آدم سے بنا ہے۔ سجدے پر سجدے کئے ہیں اس کی ایک بارگاہ میں، سجدے پر سجدے کئے ہیں

احلًا قیوم ولم یزل لا یزال کو، مگر اس عقیدے کے بعد کہ وہ ایک ہے اور وہی سجدے کے قابل ہے کوئی اور نہیں ہے۔ کیا بات ہو گئی کہ حکم ہوا۔۔۔۔۔
 فَاخْرَجْنَاهَا مِنْهَا لَانْكِ رَجِیمٌ ☆ وَاِنْ عَلَیْكَ الْعِنْدَ الْیَوْمِ الدِّینِ ☆ (سورہ حجرات
 آیت ۳۵)

جاؤ۔۔۔۔۔ جاؤ یہاں سے جاؤ تم رائدہ بارگاہ ہو تم پر لعنت ہے ہماری یوم دین تک۔
 اس نے کہا۔ رب للظن فی الی یوم یبعثون (سورہ حجرات آیت ۳۶)
 قیامت تک مہلت تو دے دے۔۔۔۔۔ کہا۔۔۔۔۔

الی یوم الوقت المعلوم ☆ (سورہ حجرات آیت ۳۸)

مہلت بھی دے دی جا۔ مہلت بھی دے دی۔ رجیم ہے۔ رجیم ہے۔ لعنتی ہے۔
 قرآن مجید کے حکم کے مطابق رائدہ درگاہ ہے۔ رحمت الہی سے دور ہے۔ مگر مہلت یافتہ ہے۔ آپ سمجھتے ہیں مہلت کو اب آپ سمجھ گئے یعنی کسی کو مہلت ملے تو اسے رحمت نہ سمجھو۔۔۔۔۔ کسی کو مہلت ملے تو وہ یہ نہ سمجھے کہ رحمت الہی نے کھیر لیا۔

سب سے بڑی مہلت تو اس نے پائی۔ اس نے پائی کہ جس کی توحید میں توثق نہیں ہے۔ ایک مانتا ہے۔ اور ایسا ایک — کہ اس کو سجدے کئے ہے۔ لاکھوں برس سجدے کئے۔ بقول شیخ ابراہیم ذوق کہ مگر جہاں مارا گیا وہاں ایک سجدہ نہیں ہوا کہ سجدے تو اب تک ہوئے اب سمت سجدہ کو بھی دیکھ رخ سجدہ کو بھی دیکھ۔ قبلہ نما کو بھی دیکھ ”منانی توحید نہ تھا وہ حکم“ آدم کو سجدہ کر۔ منانی توحید نہیں تھا۔ فقط رخ کا متعین کرنا تھا۔ سمت کا معین کرنا تھا کہ اس سمت سے سجدہ ہو گا۔ بات سمجھ رہے ہیں تو اس طرح سے اس پیغام کو یاد رکھنے کی کوشش کیجئے کہ جس دن سمت کا تعین ہوا جس دن یہ طے ہوا کہ آج سے رخ سجدہ یہ ہے تو ایک کو ایک ماننے والا وہ موجد جس نے ہزاروں سال سجدے کئے تھے اس کو نکال دیا گیا اس بناء پر کہ سجدہ تو تیری ذات کو واجب ہے ادھر کیوں؟ اور وہاں ذات واجب امتحان کائنات پر تلی ہوئی کہ اب دیکھیں ہم کو ایک ماننے والے ہمارے حکم کو بھی مانتے ہیں یا نہیں — ایک ماننا آسان ہے حکم کو ماننا مشکل ہے۔ اور وہ تم کو بھی مانے جو علم کے ساتھ عدل پر ہو۔ تو کیا آپ کے نزدیک غلطی ہے اس قدم موجد کی کیا غلطی ہے۔ جس نے برسوں۔ صدیوں۔ ہزاروں سال اللہ کو ایک مانا ہے۔ اور جب ایک مرتبہ آواز آئی۔

فَلَا تُسَوِّتْهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعَالَهُ سَاجِدِينَ (سورہ ص آیت ۷۲) تو فقعوالہ جمع کا صیغہ تھا۔ جمع کا صیغہ تھا۔ ملا کہ توحید الہی کے گواہ تھے۔ اب ملا کہ نے فوراً سجدہ کیا۔ اس لئے کہ جو ایک مانے وہ حکم کو بھی مانے۔ الا اہلہیں مگر اہلیں۔ یعنی جو حکم نہ مانے وہ اہلیں۔ یہ قرآن ہے یہ ہمارے ناموں میں سے دیا ہوا نہیں ہے۔ ہماری آپ کی اصطلاحات نہیں ہیں۔ جس نے انکار کیا سجدے کا وہ اہلیں — اس لئے — اس کو ایک جاننا اور ہے اس کے حکم کو ماننا اور ہے۔ اور ہمیں پہچانا جاتا ہے اسی منزل پر کہ تسلیم کہاں ہے اور اہلیت کہاں ہے۔ تو ارشاد ہوا جاؤ یہاں

سے جاؤ۔ اس نے کہا مہلت تو مل گئی کچھ اختیار بھی دے دے۔ کہا خالق ہم ہیں۔ مالک و مختار ہم ہیں۔ بندہ کو عقل کی دولت بھی دی ہے۔ پھر نبی پہ نبی بھیجیں گے۔ ہادی پر ہادی آئیں گے۔ رسول پر رسول آئیں گے۔ اختیار مانگتا ہے جا جا۔ شریک ہو جا ان کے اموال و اولاد میں۔ ان کے رجل و خیل میں ان کے پیادوں میں ان کے لشکروں میں شریک ہو جا۔ اور جس طرح سے چاہے بکا دے۔ تو اس نے کہا نہیں۔۔۔۔۔ اب جب اختیار ملا تو کسی گوشے میں کسی کونے میں کسی گاؤں میں کسی قریہ میں نہیں بیٹھوں گا۔۔۔۔۔ بلکہ۔۔۔۔۔

لا قعدن لهم صراطك المستقيم ☆ (سورہ اعراف آیت ۲۱)

تیرے صراط مستقیم پر بیٹھوں گا۔

لا قعدن لهم صراطك المستقيم

تیرے سیدھے راستے پر جا کے بیٹھوں گا۔ ان کو بکانے کے لئے۔

ثم لا تنهم من بين ابدیهم ومن خلفهم و عن ايمانهم و عن شماء لهم ☆ (سورہ

اعراف آیت ۱۷)

کبھی سامنے سے حملہ کروں گا۔ کبھی پیچھے سے حملہ کروں گا۔ کبھی داہنے سے حملہ

کروں گا۔ کبھی بائیں جانب سے حملہ کروں گا۔

ولا تجد اكثرهم شاكرين ☆ (سورہ اعراف آیت ۱۷)

یہاں تک کہ تو ان کی اکثریت کو شکر گزار نہیں پائے گا۔ ان کی اکثریت کو شکر گزار

نہیں پائے گا۔ تو ادھر سے یہ جواب نہیں ملا ارے میری اکثریت کو لے جائے گا۔

ارے میری اکثریت کو لے جائے گا۔ پھر مجھے کون پوچھے گا۔ کہا نہیں لے جاؤ۔۔۔۔۔

لے جاؤ۔۔۔۔۔ اس لئے کہ۔۔۔۔۔ قليل من عبادي الشكور ☆ (سورہ سباء آیت

”بہت کم بندے میرے شکر گزار ہیں۔“

قلیل من عبادى الشکور

میرے بہت کم بندے شکر گزار ہوں گے۔ وہی کافی ہیں لے جاؤ۔ اکثریت کو لے جاؤ۔
ولا تجد اکثرهم شاکرین ☆ (سورہ اعراف آیت ۷۱)

”ان کی اکثریت کو تو شکر گزار نہیں پائے گا۔“ میں بیٹھوں گا صراط مستقیم پر اور اس صراط مستقیم پر جہاں پانچ وقت تیرے ماننے والے کتے رہیں گے۔

اهلنا الصراط المستقیم

صراط مستقیم کی ہدایت کر۔ تو وہاں وہ بھی بیٹھا ہوا ہے۔ وہاں وہ بھی بیٹھا ہوا ہے۔
کیسے گزرو گے۔۔۔۔۔ کیسے گزرو گے۔۔۔۔۔ لڑائی ٹھنی ہوئی ہے بڑی طاقت سے۔
ازلی دشمن ہے۔ تمہارے آباؤ اجداد کا دشمن ہے۔ ابو البشر کا دشمن ہے۔ صراط مستقیم پر بیٹھا ہوا ہے۔

لا فعلن لهم صراطک المستقیم

راستے پر بیٹھ گیا۔ ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی قرض کا وصول کرنے والا راستے پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس انتظار میں اب تو آئے گا۔ اور چاہتا یہ ہے کہ ہرکالے جائے۔ تیاری آپ کے پاس کیا ہے؟ آپ کے پاس کیا ہے؟ توحید ہمارا سرمایہ۔ مگر حکم کی بھی تو تعمیل ہو۔ حکم کی بھی تو تعمیل ہو۔ توحید، توحید، حق، حق، اور حو حو کے نعرے بغیر عمل۔۔۔۔۔ بغیر عمل آن واحد میں کہیں اس دائرے سے اس دائرے میں نہ پہنچا دیں۔ بشریت سے شیطنیت زیادہ دور نہیں ہے۔ تو اس طرح سے ہم نے ایک دشمن جاں کو پایا جو اتنا قریب ہے۔ اتنا قریب ہے۔۔۔۔۔ کہ نفس کے ساتھ ہے۔ روح کے ساتھ رہگوں میں دوڑ رہا ہے۔ لہو بن کے۔ مگر اتنا عقیدہ شیطان پر رکھنے والے کہ اتنی نزدیک سے ہرکال رہا ہے۔ ارے اس کو بھی ڈھونڈیں کہ جو اتنا نزدیک ہو کہ جو ہدایت کرے۔ کوئی

اتنا نزدیک ہو جو ہدایت کرے۔ اس لئے ہم اس منزل پر پہنچ کر اس کے حکم کو دیکھتے ہیں۔ اس کے حکم کو دیکھتے ہیں — دنیا کہتی ہے۔ ارے توحید توحید کرتے ہو۔ یہ قبر پرستی کیوں؟ یہ قبر پرستی کیوں؟ یہ شرک ہے۔ خدا گواہ ہے کہ قبر پرستی شرک ہے۔ خدائے قیوم و لم یزال لا یزال گواہ ہے کہ قبر پرستی شرک ہے۔ مگر تمہا قبر پرستی کیوں؟ زر پرستی بھی شرک ہے۔ جہاں پرستی بھی شرک ہے۔ اقتدار پرستی بھی شرک ہے۔ اب پرستی کے ساتھ جتنی ترکیبوں کے الفاظ ملیں سب شرک اگر پرستی کے یہی معنی ہیں کہ پرستش ہو رہی ہے تو زر پرستی، ہوس پرستی، نفس پرستی، جہاں پرستی، وقت پرستی، مصلحت پرستی، اقتدار پرستی، قوت پرستی کیا یہ توحید ہے؟ یعنی سب کو لا کے مار دیا۔ قبر کی حد تک۔ سب کے رخ پھیر لئے قبر کی حد تک — اب تو اسکو بھی میں مان رہا ہوں۔ اگر زر پرستی بھی قبر پرستی ہے۔ اگر ہوس پرستی بھی قبر پرستی ہے۔ ظاہر ہے یہ قبر پرستی ہے۔ مگر میں ایک آیت پڑھوں اور آج کی تقریر ختم کروں۔ وہ جس نے ابلیس کو حکم دیا تھا کہ سجدہ کر۔ اس نے جلال کے عالم میں کہا۔ سورہ آل عمران میں و ما محمد الا رسول (آیت نمبر ۱۴۴) اس آیت کے جلال کو دیکھئے۔

لا الہ الا اللہ ————— و ما محمد الا رسول (آل عمران آیت ۱۴۴)

نہیں ہے محمد مگر رسول ————— نہیں ہے محمد مگر رسول۔ اس کے معنی یہ کہ توحید سے رسالت کو الگ کر کے جتنی اہمیت توحید کو دینی تھی اس کے برابر برابر اہمیت اس نے اس بندے کو دے دی کہ جہاں نفی شروع کر کے اثبات تک پہنچایا۔ نہیں ہے محمد مگر رسول۔ ————— اب ذرا قبر پرستی کو دیکھئے۔

الاء ن ما تا او قتل انقلبتم

اگر یہ مرجائے یا قتل کر دیا جائے۔

الاء ن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ☆ و من یقلب علی عقبہ ☆ (سورہ آل

عمران آیت (۱۳۴)

تو تم جس راستے سے آئے تھے اسی راستے پر واپس بدل کر منقلب ہو کر پلٹ کر چلے جاؤ گے۔ مرجائے یا قتل ہو جائے تو تم چلے جاؤ گے۔ تو کیا کریں یا اللہ ——— ارے وہ تو مر گیا نہ ——— وہ تو مر گیا ——— آل عمران ———

او قتل النقلبتم علی اعقابکم ☆ و من یقلب علی عقبہ

”اگر یہ محمد مرجائے یا قتل ہو جائے تو تم راہ بدل دو گے۔ تم اپنی پچھلی ایڑیوں پر واپس جاؤ گے۔“

اعقابکم اس کا صحیح ترجمہ ——— اور اس کی اردو یہ ہوگی

”اور جو اس طرح سے راستہ بدل کر واپس جائے۔“

فلن یضر اللہ شئاً ☆ (سورہ آل عمران آیت ۱۳۴)

”اللہ کا نقصان نہیں کرے گا۔“ دیکھئے کس منزل پر میں کہاں سے کہاں ربط دے رہا

ہوں۔ اس نے کہا کہ ——— لا یغنی صراطک المستقیم

”تیرے صراط مستقیم پر بیٹھوں گا۔“

ولا تعبدوا کثرہم شاکیں

”ان کی اکثریت کو تو شکر گزار نہیں پائے گا۔“ اتنا ہکاؤں گا۔ اتنا ہکاؤں گا کہ اس کی

اکثریت کا پتہ نہیں چلے گا۔ کہا جا ——— جاڈراتا ہے کس کو جالے جا تو اکثریت کو

———— اور یہاں ارشاد ہوا۔

قد دخلت من قبلہ الرسل ☆ (سورہ آل عمران آیت ۱۳۴)

اس سے پہلے بھی رسول مگرے ہیں۔ مگر ان رسولوں کے لئے نہیں کہا تھا یہ کہ وہ مر

جائیں یا قتل ہو جائیں تم ایک مرکز پر رہو۔ نہیں۔ یہ ایک ہے ایسا۔ یہ ایک ہے

ایسا۔

اَلَاۤءَ نَمُوتُ اَوْ قَتْلُ اَنْفَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِكُمْ ☆

اگر یہ مرجائے یا قتل ہو جائے تو تم واپس جاؤ گے۔ اسی راہ پر واپس جاؤ گے۔

فَلَنْ يَضُرَّ اللّٰهُ شَيْئًا

اور جو واپس جائے وہ اللہ کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔

وَمِيعَاجِی اللّٰہ الشاکرین ☆ (سورہ آل عمران آیت ۱۳۴)

”اور خدا شکر گزار بندوں کو بدلہ دے گا۔“ جو واپس نہ جائے وہ شکر گزار بندہ ہے۔ اور جو واپس چلے جائیں وہ ناشکرے۔ تو اب ایسی منزل پر پیغمبر کی زندگی کا ذکر نہیں ہے۔ میری گفتگو یہی ہے۔ پیغمبر کی زندگی کا ذکر نہیں ہے۔ قبر پرستی کا ذکر ہے۔ اگر یہ مرجائے یا قتل ہو جائے تو خبردار واپس نہ جانا۔

اَلَاۤءَ نَمُوتُ اَوْ قَتْلُ اَنْفَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِكُمْ ☆ (سورہ آل عمران آیت ۱۳۴)

اگر یہ مرجائے یا قتل ہو جائے تو تم واپس چلے جاؤ گے۔ اور جو واپس جائے گا وہ اللہ کا نقصان نہیں کرے گا۔ اور اللہ شکر گزار بندوں کو صلہ دے گا۔ تو پیغمبر کی زندگی کے متعلق گفتگو نہیں ہے۔ ہدایت ہو رہی ہے مرنے کے بعد۔ کہ دیکھو دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے اگرچہ وہ مرجائے دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے اگرچہ وہ مرجائے دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے اگرچہ وہ مرجائے۔ اس کے احکام کی مخالفت نہ ہو۔ اگرچہ وہ مرجائے۔ اس کی راہ سے منہ نہ موڑو اگرچہ وہ مرجائے۔ جس کو وہ دوست رکھے اس کو تم دوست رکھو اگرچہ وہ مرجائے۔ جسے وہ دشمن رکھے اسے دشمن رکھو اگرچہ وہ مرجائے۔ تو اس ربط بیان کو اپ نے سمجھا کہ کیوں محدود کیا ہے قبر پرستی کی حد تک ظاہر ہے کہ ”پرستیدن غیر او“ اس کے علاوہ ہر ایک کی پرستش نہ ہو اور اگر کوئی قبر کے پاس جائے یہ کہتے ہوئے کہ خدا تو ہے۔ یہ کہتے ہوئے کہ تو نے مجھے بنایا یہ کہتے ہوئے کہ ہمارے احوال یہ ہیں تو یقیناً آپ تھا نہیں ہیں۔ ہماری بھی آواز یہی ہے کہ شرک ہے۔ مگر عبادت کو احترام سے تو الگ

کرو۔ عبادت کی تعریف کرو احترام کی تعریف کرو۔ توحید پر جو کتابیں آج بازار میں ہیں پہلا (CHAPTER) اس کا یونی جا رہا ہے کہ قبر پرستی شرک ہے۔ میں پوچھتا ہوں کیا قبر پر جانا شرک ہے۔ کیا فاتحہ پڑھنا شرک ہے اور اگر یہ ہے تو اس کراچی کی سرزمین میں --- ہر آنے والے ذمہ دار سیاح کی حکومت کی طرف سے رہبری ہوتی ہے کہ پہلے ادھر چلئے جس نے بنایا ہے۔ احترام ہے۔ یہ احترام ہے۔ عبادت نہیں ہے۔ احترام و عبادت میں فرق کیجئے۔ احترام عبادت نہیں ہے۔ احترام پرستش نہیں ہے۔ بیٹا باپ کا احترام کرے۔ شاگرد استاد کا احترام کرے۔ محکوم حاکم کا احترام کرے۔ چھوٹا بڑے کا احترام کرے۔ جواں ضعیف کا احترام کرے۔ احترام میں آنکھیں جھک جائیں۔ سر خم ہو جائے۔ گردن میں کچی آئے اور اگر کوئی دوڑ سکے کسی کے قدموں سے لپٹ جائے تو سجدہ نہیں ہے اب آپ نے سمجھا بہر حال یہ گفتگو بڑی اہم ہے دیکھئے آپ تشنہ نہ رہیں۔ اس نے کہا میں سجدہ نہیں کروں گا۔ سجدہ نہیں کروں گا۔ تو وہ اس بات پر اڑ گیا تھا نہ کہ جسے عادت ہو چکے سجدہ کرنے کی --- وہ تیرے غیر کو کیوں سجدہ کرے۔ مگر اس نے یہ خیال نہیں کیا کہ وہاں حقیقت سجدہ نہیں بدلی۔ فقط سمت سجدہ کو بدل دیا۔ رخ سجدہ کو بدل دیا۔ بتلایا کہ اب قبلہ نما بنا ہے۔ اب رخ یہ ہے تاکہ توجہ ادھر رہے۔ یہ آدم وہ خاتم جس کے متعلق کہا کہ

و ما ارسلناک الا رحمتہ للعالمین ☆ (سورہ انبیاء آیت ۱۰۷)

”نہیں بھیجا تجھ کو مگر عالمین کے لئے رحمت بنا کر۔“ عالمین کے لئے رحمت بنا کر تیس برس کی زندگی کو عالمین کے لئے کوئی رحمت کتا ہے۔ تیس برس کی زندگی کو نبوت کی عالمین کے لئے کوئی رحمت سمجھتا ہے۔ عالمین کا STAND کیا ہے۔ عالمین کی وسعت کیا ہے۔ کتنے کوڑ برس ہو چکے کتنے کوڑ برس باقی ہیں۔ کرۂ کائنات میں۔ لیکن اگر یہ قرآن ہے تو عالمین کے لئے رحمت ہے۔ تو اس کو شرک نہ جانو۔ اگر

اپنے کو رب العالمین کہہ کر اپنے بندے کو رحمتہ للعالمین کے تو شرک نہیں۔ وہ جس کو جو چاہے دے دے۔ بہر حال یہ فکر رہے ہم آگے بڑھیں گے۔ ختمی مرتبتؑ احترام چاہتے ہیں۔ ختمی مرتبت کا احترام لازم ہے ان کے احکام کی تعمیل لازم ہے ان کے احکام کی روگردانی اللہ سے روگردانی ہے۔

من بطع الرسول فقد اطاع الله ☆ (سورہ نساء آیت ۸۰)

”جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی“ اور اس کے بعد

ومن بشاقق الرسول ☆ (سورہ نساء آیت ۱۱۵)

اور جو رسولؐ سے بگڑ کے چلے۔

من بعد ما تبين له الهدى ☆ (سورہ نساء آیت ۱۱۵)

ہدایتوں کے آنے کے بعد۔

ويتبع غير سبيل المؤمنين نول ما تولي ونصل جهنم وساءت مصيرا ☆ (سورہ نساء آیت ۱۱۵)

اور صاحبان ایمان کے راستے سے اگر ہٹ جائے۔

لاولاءك ما واهم جهنم وساءت مصيرا ☆ (سورہ نساء آیت ۹۷)

جدھر منہ موڑ کے جاتا ہے ہم بھی جانے دیتے ہیں کہ جاؤ۔ جاؤ۔ یہاں تک کہ۔ جہنم تک پہنچا دیتے ہیں۔

کیا برا مقام ہے کروڑوں جہنم میں جائیں تو خدا کی خدائی میں کیا فرق آئے گا۔

تو احترام ختمی مرتبتؑ — احترام ختمی مرتبتؑ عبادت نہیں ہے۔ عبادت نہیں

ہے۔ اس جملے پر ختم کوں تاکہ ہمیں سے کل گفتگو شروع ہو۔ احترام ختمی مرتبتؑ

چاہئے اس لئے کہ اختیار کل لے کر آ رہا ہے۔ مختار کل بن کر آ رہا ہے۔ اور وہ

اختیار کہ شہید امت ہے۔ امت پر گواہ ہے۔ امت کے اعمال پر گواہ ہے۔ یہ احترام جب دل سے اٹھ گیا یہ احترام جب دل سے اٹھ گیا تو پھر یہ بھی احترام دل سے اٹھ گیا کہ یہ گھر کس کا ہے۔ تو پھر یہ بھی احترام دل سے اٹھ گیا کہ اس گھر کی کیا عزت ہے۔ پھر یہ بھی احترام دل سے ختم ہوا کہ مباہلے والے کون ہیں۔ پھر یہ بھی احترام دل سے ختم ہوا کہ چادر تطہیر کے رہنے والے کون ہیں۔ نہیں۔۔۔۔۔ پھر یہاں تک احترام کم ہوا کہ ایک نبیؐ کی صورت تھی۔ نبیؐ کی شکل تھی۔ سر تا پا شبیہ نبیؐ تھا۔ تاریخ آپؐ پڑھیں اتفاق یہ ہے کہ تاریخ آدم و عالم میں تین ہستیاں ایسی ہیں جو ایک دوسرے کی شبابت رکھتیں تھیں۔ ختمی مرتبت حسن ابن علیؑ اور علی اکبرؑ۔ حسن ابن علیؑ بڑا نواسہ نانا کے مشابہ تھا۔ علی اکبرؑ اپنے جد کے مشابہ تھے۔ چنانچہ انکو شبیہ رسولؐ کہتے ہیں۔ مشکل رسولؐ کہتے ہیں۔ محرم کی پانچویں تاریخ نبی ہاشم سے جب آغاز ہو گا تو پہلے شہید اولؑ کی گفتگو ہو گی۔ قتیل اولؑ کی گفتگو ہو گی۔ بیٹے کی صورت دیکھی لشکر کو دیکھا۔ سارے عزیزوں کو دیکھا۔ مبر حسینی مقام وفا میں کامیاب و کامران ہو رہا تھا۔ ایک دفعہ کہا تقدم و لدی بیٹا آگے چلو۔ چلو آگے سب کے سب کانپ اٹھے حکم امام تھا یعنی مطلب یہ کہ اگر میں نانا کا نمائندہ ہوں تو یہ میرا نمائندہ ہے۔ اگر میرے نانا پر کوئی وقت آتا تو سب سے پہلے میں جان دے دیتا۔ اس لئے اب مجھ پر وقت آیا ہے تو سب سے پہلے میرا بیٹا مجھ پر جان دے۔ خوشی میں جھوم کر بیٹے نے پکار کے قدموں پر سر کو رکھا سر کو اٹھا کر پیشانی کا بوسہ لیا۔ کہا علی اکبرؑ میں نے تو اجازت دے دی اب اماں سے اجازت لے لو۔ علی اکبرؑ ماں کی خدمت میں آئے سلام کیا اماں کے قدموں پر سر رکھ دیا ام لیلیٰ نے کہا بیٹا میں سمجھ گئی اب مجھ کو سمجھاؤ نہیں۔ علی اکبرؑ نے کہا۔ نہیں اماں سمجھانا نہیں ہے۔ آپ فاطمہؑ کی بہو ہیں۔ آپ کو کیا سمجھاؤں مگر اماں قیامت کے دن اگر میری دادی پوچھیں کیوں ام لیلیٰ میرے بیٹے

پر ایسا وقت آگیا تھا پھر تو نے اپنے بچے کی جان کیوں عزیز کی تھی تو اماں کیا جواب دو گی؟ — ایک مرتبہ کہا جاؤ میرے لال — جاؤ اللہ کے حوالے۔ علی اکبرؑ جاؤ — خوشی خوشی — خوشی خوشی — ماں سے لپٹ کر — ماں کے قدموں پر سر رکھ کر باہر آئے بڑے خوش تھے مگر ڈر بھی تھا۔ بڑے خوش تھے۔ باپ نے دیکھا جوان بیٹا مسکرا رہا ہے۔ کیوں میرے لال — کہا — اماں نے اجازت دے دی۔ اماں نے اجازت دے دی۔ مگر حسینؑ چپ تھے۔ حسینؑ چپ تھے۔ بیٹے نے کہا بابا آپ افسردہ کیوں ہیں۔ کہا میرے لال ماں نے نہیں پالا تھا۔ ماں نے نہیں پالا تھا۔ علی اکبرؑ — پھوپھی نے پالا تھا۔ — کہا بابا پھر کیا ہو گا — پھر کیا ہو گا۔ میں تو نہیں جاسکتا پھوپھی کے سامنے۔ کہا میرے لال میں جانتا ہوں۔ میں جانتا ہوں تمہیں اجازت نہیں ملے گی۔ ایک مرتبہ جلال کے عالم میں بیٹے کا ہاتھ تھاما۔ خیمے کا پردہ اٹھایا۔ خیمے میں شہزادی زینبؑ کے گئے۔ بہن نے بھائی کو دیکھا بھائی نے بہن کو دیکھا اور بے اختیار شہزادی زینبؑ نے کہا علی اکبرؑ میں سمجھ گئی — میں سمجھ گئی تم اپنے لئے سفارش لائے ہو۔ حسینؑ ابن علیؑ نے کہا بہن۔ صرف ایک بات ایک بات اور وہ یہ — اور وہ یہ کہ جب سے ماں کا انتقال ہوا تھا تو تم میرے لئے والدہ گرامی کی جگہ تھیں۔ تم نے جو حکم دیا میں نے مانا۔ میں بڑا بھائی تھا۔ آج حسینؑ کی ایک خواہش مان لو۔ آج حسینؑ کی ایک بات مان لو۔ عرض کیا کیا ہے۔ کہا یہی اب علی اکبرؑ کو رضا دو۔

ختم شد

مجلس ششم ”توحید اور شرک“

- ۱۔ قرآن میں ۳۳۲ مقامات پر لفظ ”قل“ آیا ہے۔
- ۲۔ نبیؐ کی وفات ہوئی لیکن واسطہ باقی رہا۔
- ۳۔ نبیؐ کی روحی و عقلی حیات قیامت تک ہے۔
- ۴۔ قرآن میں ۷۴ مرتبہ اللہ نے اپنے نام کے ساتھ رسولؐ کا ذکر کیا ہے۔
- ۵۔ جو شخص کئے جائے اور مدینے نہ جائے اس نے رسولؐ کو اذیت پہنچائی۔
- ۶۔ قبر رسولؐ پر سلام، اذان میں اللہ کے نام کے بعد رسولؐ کا نام، یہ دین کی حفاظت ہے۔ رسالت کے حصار کی وجہ سے۔
- ۷۔ احتراماً بوسہ لینا شرک نہیں ہے۔
- ۸۔ اسلام مجرد محمد مجسم ہیں۔
- ۹۔ خدیجہؓ کی دولت اور بنی ہاشم کی دولت۔
- ۱۰۔ فقر کی تعریف اور فقر رسولؐ و علیؓ۔
- ۱۱۔ کلام اقبال میں فقر کا تذکرہ۔
- ۱۲۔ شہادت حضرت علی اکبرؓ

۶ محرم ۱۳۹۲ھ - ۲۲ فروری ۱۹۷۲ء (نشر پارک گجراتی)

مجلس ششم

موضوع :- توحید اور شرک

بسم اللہ الرحمن الرحیم ☆ شہد اللہ انہ لا الہ الا هو و الملأ نکتہ و الوالعلم قائما

بالقسط لا الہ الا هو العزیز الحکیم ☆ (سورہ آل عمران آیت ۱۸)

توحید اور شرک کے عنوان پر چھٹی تقریر آپ سماعت فرما رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ گفتگو گزشتہ تقریر سے مسلسل ہے۔ جو بھی عرض کیا جا رہا تھا کہ فریب شرک اگر یہ ہے کہ ہر احترام شرک ہو جائے فریب شرک اگر یہ ہے کہ کسی کی عظمتوں کا احساس شرک ہو جائے۔ کسی کی بزرگیوں کا ذکر اگر شرک ہو جائے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ قرآن مجید کو سمجھنا تو چھوڑیے ترجمے کے ساتھ پڑھنے کی بھی کوشش نہیں کی گئی۔ اور یہی کہ عیسٰی برس کے ایک مختصر سے عرصے کو جہاں قرآن عالمین کے لئے رحمت بنا۔ اور اس ذات گرامی کو خداوند علی اعلیٰ کچھ ایسے القاب سے یاد کرے کہ جہاں اگر کسی فریب خوردہ ذہنیت کے بچنے کا امکان ہے تو یہی رہ جاتا ہے کہ قرآن میں متحقق نہ کرو۔ قرآن کی صرف تلاوت کر لیا کرو۔ اس کے معنی و مفہیم پر غور نہ کرو۔ یہ نہ پوچھو اور یہ نہ دیکھو کہ خطاب کس سے ہے مخاطب کون ہے اور کس کو دائرہ وجود میں مرکز بنایا گیا ہے۔ کل جن آیتوں کی تلاوت کی گئی ان کو آج نہیں پڑھنا لیکن چونکہ آپ سب قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہے اس لئے وحی ربانی کی ایک کیفیت کے ذکر سے آج تقریر ہو کہ جہاں ذات واجب یہ کہے کہ ”وہ ایک ہے۔“ جہاں ذات واجب یہ کہے کہ ”اسی سے پناہ مانگی جائے۔“ جہاں ذات واجب یہ کہے کہ ”کافروں کا معبود اور ہے تسلیم کرنے والوں کا معبود اور ہے۔“ یہ سب آپ کو سورے یاد ہیں۔

میں نے صرف ایسے الفاظ استعمال کئے تاکہ آپ غور کر سکیں۔

هو الله احد، اعوذ برب النّس، اعوذ برب الفلق، يا ايها الكافرون۔

تو ان تمام مقامات کو دیکھئے کہ خطاب کے اور مخاطب کے درمیان کون آیا خطاب کے اور مخاطب کے درمیان کون آیا۔ کیا ضرورت تھی قرآن میں یہ کہنے کی کہ ”تم کو کہ خدا ایک ہے۔“ تم کو خدا ایک ہے۔ دو حرفوں کا ایک مختصر سا لفظ — قل — قل — ہٹا دیجئے تو آپ کو گویا ملزم بنایا جائے گا تحریف قرآن کا — کیا ضرورت ہے اب — مگر قرآن مجید میں تین سو تیس (۳۳۲) مقامات پر یہ لفظ قل آیا ہے۔ تین سو تیس (۳۳۲) مقامات پر۔ تم کو۔ تم کو۔ تم کو۔ تم کو۔ کیوں مالک؟ کیا بغیر اس لفظ کے آیت شروع نہیں ہو سکتی تھی۔ درمیان میں یہ کیوں رہے ان کو لفظ تیس (۲۳) برس کے لئے رہنا ہے۔ قرآن مجید کو قیامت تک کے لئے ایک وجود علمی عطا کیا گیا۔ اور یہاں تیس (۲۳) برس کا زمانہ کچھ مکہ کی نذر کچھ مدینے کی نذر اور اس نے واسطہ بنایا نبی کو — تو نبی تو مر گئے مگر واسطہ باقی رہا۔ اب اگر کوئی نماز آپ اس طرح سے پڑھیں کہ وہ تو نہیں ہے۔ بسم الله الرحمن الرحيم ☆

هو الله احد۔ آپ کو معلوم ہے کہ نماز باطل ہے۔ اگر وہ لفظ خطاب نہ رہے۔ تین سو تیس (۳۳۲) مقامات پر کہا قل — قل تم کو۔ تم کو۔ حالانکہ مسلمانوں کو کہنا چاہئے۔ ہر مسلمان کو کہنا چاہئے۔

يا ايها الكافرون ☆ لا اعبد ما تعبدون ☆

نہیں تم کو۔ ہر مسلمان کو کہنا چاہئے۔

اعوذ برب النّس ☆ ملک النّس ☆ الہ النّس ☆

نہیں تم کو۔ تم ان سے کو۔ تم ان سے کو۔ اے مالک کل اے مختار کل واسطہ بیچ میں یوں آئے اور وہ واسطہ قیامت تک کے لئے باقی رہ جائے۔ وہ حیات نوری۔ وہ

حیاتِ روحی۔ وہ حیاتِ عقلی قیامت تک رہ جائے۔ اور مسلمان اسی فکر میں رہے کہ اگر اللہ کے ساتھ کسی انسان کا نام آجائے تو یہ شرک ہے۔ اس فکر میں۔ تو اب اور آگے۔ کتنی آیتیں آئیں ہیں قرآن میں جہاں خدا نے جہاں اپنا نام لیا۔ وہاں نبیؐ کا نام لیا۔ جہاں اپنا نام لیا نبیؐ کا نام لیا۔ چوتھر (۷۴) آیتیں ستر (۷۰) پر چار (۴) آیتیں خصوصاً نواں سورہ سورہ توبہ۔۔۔۔۔ جہاں کافی ہے کہ اللہ کا نام۔۔۔۔۔ مگر نہیں۔۔۔۔۔
براءۃ من اللہ ورسولہ (سورہ توبہ)

اللہ بھی بری رسولؐ بھی بری۔ پروردگار وہ تو چلے جائیں گے نہ۔ وہ تو تئیس (۲۳) برس کے لئے آیا ہے نہ۔

براءۃ من اللہ ورسولہ الی الذین عہد ثم من المشرکین ☆ (سورہ توبہ آیت ۱)
اللہ بری رسولؐ بری۔ اللہ تو نظر نہیں آیا رسولؐ ہوئے بری۔ رسولؐ ہوئے بری تو رسولؐ جب بری ہوئے تو دنیا کو خیال کرنا پڑا کہ رسولؐ کے ہٹ جانے میں یقیناً یہ بات پوشیدہ ہے کہ اللہ بھی بری ہے۔ دوسری آیت
اذان من اللہ ورسولہ ☆ (سورہ توبہ آیت ۳)

اللہ کی طرف سے اذان اس کے رسولؐ کی طرف سے اذان۔ حج اکبر کے لئے۔ تیسری آیت۔

ان اللہ بری من المشرکین ☆ (سورہ توبہ آیت ۳)
پھر تکرار۔ کہ مشرکین سے اللہ بھی بری ہے رسولؐ بھی بری ہے۔ اللہ بھی بری رسولؐ بھی بری مشرکین سے تو فریب خوردہ ذہنیت اب تو اندازہ کرے کہ اللہ 'رسول' مشرکین، یعنی مشرکین جانیں کہ اللہ اور اس کا رسولؐ تم سے بری ہیں۔۔۔۔۔ تم سے بری ہیں۔ نام بندے کا ساتھ لیا اپنے اور کہا کہ میں اور میرا بندہ دونوں بری ہیں اور آگے بڑھے۔۔۔۔۔ ارشاد ہوا کہ منافق یہ کہتے ہیں کہ۔۔۔۔۔

ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غروراً ☆ (سورہ احزاب آیت ۱۲)

”آج اللہ اور اس کے رسولؐ دونوں نے دھوکا دیا۔“ منافق کہتے ہیں۔ تو منافق بھی کم از کم اس وقت اتنا جانتے تھے۔ منافق بھی اس وقت اتنا جانتے تھے کہ اللہ کا کہا ہوا کچھ سنا ہی نہیں دیتا۔ رسولؐ نے وعدہ کیا تھا کہ جنگ احزاب فتح ہوگی۔ تو منافق بھی یہ سمجھتا ہے کہ رسولؐ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔

ما وعدنا اللہ ورسولہ ☆ (سورہ احزاب آیت ۱۲)

اور پھر آگے یہی سورہ۔ ارشاد ہوا۔ اور صاحبان ایمان نے کہا۔۔۔۔۔

ہذا ما وعدنا اللہ ورسولہ ☆ (سورہ احزاب آیت ۱۲)

یہ ہے اللہ اور اس کے رسولؐ کا وعدہ۔ اور پھر کہا۔۔۔۔۔

صدق اللہ ورسولہ ☆ (سورہ احزاب آیت ۲۲)

”اللہ بھی سچا رسولؐ بھی سچا۔“ اللہ بھی سچا رسولؐ بھی سچا۔

اللہ نے سچ کہا۔ صدق اللہ اور اس کے رسولؐ نے بھی سچ کہا۔ اور اسی سورہ میں

آیتیں ہیں۔ یہ کیوں دشمنی تھی۔۔۔۔۔ کہا۔۔۔۔۔

ما انقموا الا ان اغنہم اللہ ورسولہ ☆ (سورہ توبہ آیت ۷۳)

”یہ دشمن اسی بات پر ہو گئے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے ان کو دولت مند بنایا۔“

اب ان کا پیٹ بھر گیا ہے۔ اب یہ دشمنی کر رہے ہیں۔ تو دولت کس نے دی؟ جنگ

کیسے فتح ہوئی؟ مال غنیمت کیسے ہٹا؟ فقراء مکہ مدینہ کیسے دولت مند ہو گئے۔ مگر کہا۔۔۔۔۔

کہ

ما انقموا الا ان اغنہم اللہ ورسولہ ☆ (سورہ توبہ آیت ۷۳)

مگر یہی کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے ان کو غنی کر دیا۔ اللہ اور اس کے رسولؐ نے

ان کو دولت مند کر دیا تھا تو اب دیکھتے جائیے اللہ کے ساتھ رسولؐ۔۔۔۔۔ اللہ کے

ساتھ رسولؐ —

انما وليكم الله ورسوله ☆ (سورہ مائدہ آیت ۵۵)
 ”اللہ بھی ولی رسول بھی ولی۔“

من قطع الرسول لقد اطاع الله ☆ (سورہ نساء آیت ۸۰)

”جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔“ یہ ستر (۷۰) پر چال (۴) مقامات ہیں قرآن میں کہ جہاں اپنے نام کے ساتھ رسولؐ کا نام لیا۔ آج اس فکر کو ہمیشہ کے لئے ختم ہو جانا چاہئے کہ اگر بار بار کوئی ختمی مرتبتؑ کا نام لے تو آپؐ یہ نہ کہیں کہ اللہ کا نام کیوں نہیں لیتا۔ اللہ کا نام، نام ختمی مرتبتؑ کا راز ہے۔ نام ختمی مرتبتؑ کی روح ہے۔ نام ختمی مرتبتؑ کے لئے سر خفی ہے کنز مخفی ہے۔ دونوں میں اتنا ربط ہے۔ اور پھر یہی سورہ کہ جہاں ارشاد ہوا کہ ان لوگوں نے مسجد بنائی۔ (تین دن پہلے بھی یہ آیت پڑھی تھی مگر یہ بحث نہ تھی اس وقت کسی اور منزل پر گفتگو ہو رہی تھی۔) یہ وہ لوگ ہیں جو مسجد بنا رہے ہیں۔

والذين اتخذوا مسجدا ضرابا وكفرا وتلقوا بين المؤمنين ☆ (سورہ توبہ آیت ۱۰۷)

یہ کیوں بنا رہے ہیں۔ دیکھئے پھر اپنے نام کے ساتھ رسولؐ کا نام لیا۔

لن حارب الله ورسوله ☆ (سورہ توبہ آیت ۱۰۷)

پناہ گاہ بنا رہے ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے لڑیں۔ کس کی مجال ہے جو اللہ سے لڑے — کس کی مجال ہے جو اللہ سے لڑے۔ کوئی ہے وہ دیوانہ جو غیر مرئی طاقت کے مقابل میں لشکر آراء ہو۔

نہیں — کہا — رسولؐ اگر تجھ سے لڑتا ہے تو اپنا نام ہم پہلے لیں گے — کہ ہم سے لڑتا ہے جو رسولؐ سے لڑتا ہے۔ اور پھر دونوں کو جمع کیا۔ کہ یہ مسجد کہیں

گاہ ہے ان کے لئے جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے لڑتے ہیں۔

حارِبُ اللہ ورسولہ ☆ (سورہ توبہ آیت ۱۰۷)

اب اور آگے یہ تین منزلیں ہیں۔ سورہ احزاب۔ سورہ احزاب کی دو آیتیں ایک آیت کے بعد دوسری آیت ایک آیت میں تو نبیؐ کو مرکز بنا کر اپنے کو بھی --- اپنے کو بھی --- اس مرکز کے لئے --- اس مرکز کے لئے وقف سے ارسال رحمت بنایا --- گفتگو سمجھ میں آئی --- نبی درمیان میں اللہ درود بھیجتا ہے۔ ملا مکہ درود بھیجتے ہیں۔ صاحبان ایمان تم بھی درود بھیجو محکم یہ ہے۔ اللہ حی قیوم لم یزل لا یزال ملا مکہ بڑی طویل عمر رکھنے والے صاحبان ایمان کا سلسلہ قیامت تک باقی فقط نبیؐ نہیں ہے مگر درود بھیجو صاحبان ایمان درود بھیجو کس پر؟ --- کس پر؟ --- قبر پر --- قبر پر --- نہیں --- صلو علیہ اس پر درود بھیجو --- اس پر --- اس پر --- کہ جس کو قبر نہ معدوم کر سکی نہ فنا کر سکی۔ تو اب آپؐ نے دیکھا پہلی آیت کو تو مرکز بنایا۔ اور دوسری آیت اس کے ساتھ یہ ایک آیت درود ہے اور ایک آیت اذیت ہے۔ ایک کے بعد ایک آیت سورہ احزاب

ان اللہ و ملا نکتہ يصلون علی النبی یا یا النین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ☆ (سورہ احزاب آیت ۶۵)

اور دوسری آیت ---

ان النین یوءفون اللہ ورسولہ ☆ (سورہ احزاب آیت ۵۷)

اور وہ لوگ جو اللہ کو اذیت دیتے ہیں رسولؐ کو اذیت دیتے ہیں۔ جو لوگ اللہ کو اور اس کے رسولؐ کو اذیت دیتے ہیں کوئی بات سمجھ میں آئی۔ اللہ کو کس نے اذیت دی اللہ کو کوئی ہے اذیت دینے والا؟ نہیں --- میرے رسولؐ کو اگر اذیت دی تو مجھے اذیت دی۔

لَعْنَهُمُ اللَّهُ فِي النَّارِ وَالْآخِرَةُ ☆ (سورہ احزاب آیت ۵۷)

”دنیا میں بھی لعنت آخرت میں بھی لعنت“ جو نبیؐ کو اذیت دے وہ اللہ کو اذیت دے۔
 اللہ کی اذیت سمجھ میں نہیں آتی کہ ہے کوئی موزی جو اللہ کو نقصان پہنچائے۔۔۔
 نہیں۔۔۔ اپنا نام ہر جگہ نبیؐ کے نام کے ساتھ لے کر نبیؐ کے احترام کو بتلایا کہ ان کو
 ہم سے جدا نہ کرنا۔۔۔ ان کو ہم سے جدا نہ کرنا۔ بھرا اللہ۔ مسلمانوں نے حج کیا۔
 لاکھوں کی تعداد میں حج کر کے آئے۔ لاکھوں کی تعداد میں حج کر کے آئے۔ ظاہر ہے کہ
 کم از کم ان حاجیوں کو تو پیغام دینا چاہیے۔ سارے مسلمانوں کو یا کم از کم ان دوستوں
 کو جو استقبال کے لئے آتے ہیں۔ تو ہم صرف مکہ جا کر نہیں آئے۔ ہم صرف خانہ
 کعبہ جا کر واپس نہیں ہو گئے۔ بلکہ ارشاد رسولؐ تھا جو مکہ جائے مدینہ نہ آئے فقط
 جغالی اس نے مجھے اذیت پہنچائی۔ اس نے مجھ پر ظلم کیا جو مدینہ نہ آئے۔ اور جو
 رسولؐ کو اذیت دے۔ حج بھی کرے۔ نتیجہ آپ کو معلوم ہے آیت کا کیا حشر ہو۔ جو
 لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کو اذیت دیتے ہیں انکا انجام کیا ہے معلوم ہے آپ کو
 ۔۔۔ اور پھر حج کے لئے جائے مدینہ کو چھوڑ دے کیا ضرورت ہے مدینہ کی۔ مدینہ کی
 وہ حسی قیوم لم یزل ولا یزال کا مکان ہے وہاں چلو۔۔۔ یہ تو مر گئے۔ کہا نہیں جاؤ
 ۔۔۔ اب آپ وہاں جاتے ہیں تو وہاں کیا کرتے ہیں مسلمان۔۔۔ وہاں کیا کرتے ہیں۔
 وہاں جا کے قبر کے پاس آج بھی کھڑے ہوتے ہیں۔ کوئی ماہیت سلام کو جانے یا نہ
 جانے ان کو یہ کہنا پڑتا ہے۔

السلام علیک یا رسول اللہ

علیک تجھ پر بھی اور یہاں بھی دونوں حضورؐ کے لئے ہیں۔ غیب کیلئے نہیں۔

السلام علیک یا رسول اللہ

”مسلم ہو تجھ پر اللہ کے رسولؐ“ اور پھر اس کے بعد سورہ نساء کی آیت کو پڑھنا پڑتا

ہے اور وہ آیت یہ ہے کہ وہ لوگ جو گناہ پر گناہ کریں۔

جاء وک لاستغفر واللہ ☆ (سورہ نساء آیت ۶۴)

اور تیرے پاس آئیں اور اللہ سے مغفرت طلب کریں۔

واستغفر لہم الرسول ☆ (سورہ نساء آیت ۶۴)

تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا پائیں گے۔ فقط ان کے طلب مغفرت سے نہیں جب تک کہ تو سفارش نہ کرے۔ ارے وہ مر گیا نہ — اور آج سورہ نساء کی آیت قبر پر پڑھی جاتی ہے۔

جاء وک لاستغفر واللہ واستغفر لہم الرسول ☆ لوجد واللہ تو ابوا رحیمما ☆ (سورہ نساء آیت ۶۴)

جو تیرے پاس آتے ہیں۔ جاء وک تیرے پاس آتے ہیں اور اللہ سے طلب مغفرت کرتے ہیں یہ (CONSTRUCTION) سمجھ میں نہیں آتا۔ آتے ہیں تیرے پاس طلب مغفرت کرتے ہیں مجھ سے میں کیسے مان لوں۔ جب تک کہ تو درمیان میں نہ آئے۔

لوجدوا اللہ تو ابوا رحیمما ☆ (سورہ نساء آیت ۶۴)

”وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحیم پائیں گے۔“ تو اب آپ نے دیکھا کیا زحمت ہے انسان کے لئے۔ انسان کے لئے کیا زحمت ہے کہ جس قرآن کو کلیجے سے لگا رکھا ہے کہ یہی کافی ہے وحی قرآن قدم قدم پر تنبیہ کرتا جا رہا ہے۔ کہ خبردار کہیں احترام ختمی مرتبت میں کمی نہ ہو۔ احترام ختمی مرتبت میں کمی نہ ہو۔ میں — میں ان مجلسوں میں آج سے نہیں بیشہ سے میری عادت ہے کہ ذات خاتم کے متعلق عرض کرتا ہوں فقط اس لئے — اس لئے کہ جہاں ختمی مرتبت ہی کے لئے انسان کے دل میں شبہ ہو جائے وہاں آگے بڑھنے کا کیا امکان ہے۔ آگے بڑھنے کا کیا امکان

ہے — اس لئے مجلس حسینؑ کا واحد مقصد یہ ہے کہ ان کے نانا کے پیغام کی حفاظت کی جائے۔ اور ان کے نانا کے احرام کو منوایا جائے اور ان کے نانا کی عظمت کو دلوں میں قائم کیا جائے۔ یعنی حسینؑ شہید ہیں اس لئے زندگی ہے تو جب تک وہ بظاہر عالم حیات میں تھے جب بھی ان کی یہی تمنا تھی کہ کوئی نانا کے حکم کے خلاف نہ جائے۔ الجھ گئے اسی بات پر کہ نانا جس کو حرام قرار دیتا ہے یہ اس کو کیوں حلال قرار دے۔ اور جان ویدی۔ سرکٹا دیا۔ شہادت پائی۔ حیات جاوداں لے لی۔ حیات جاوداں کا مقصد یہی تھا جو حیا ربیوی کا تھا کہ نانا کا احرام نانا کی عظمت۔ اب اگر نام ختمی مرتبتؑ کا بار بار لیا جائے تو کیا کوئی اتنی تمیز نہیں کر سکتا کہ وہاں خدا کا تذکرہ نہیں ہے۔ ہاں خالق کل ایک ہے جو وحی آئی —

انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الہکم اللہ واحد ☆ (سورہ کف آیت ۱۰)

”مجھ پر وحی آئی کہ تمہارا خدا ایک ہے۔“ مجھ پر وحی آئی۔ تم پر نہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ خدا ایک ہے مگر میں عبد ہوں۔ عبد ہوں۔ میں اس کا بندہ ہوں۔ میں اس کا بندہ ہوں۔ وہ تو جی قیوم ہے۔ اس کی بقاء کا کیا کتنا مگر میری بقاء کو تو دیکھو میں نہ رہوں گا پھر بھی باقی — میں سمجھتا ہوں ذرا سا آپ توجہ کریں گے۔

بشر پھر بھی باقی — آئیے تجزیہ کریں۔ یہ اذان میں آپ نے کس کا نام لیا۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ کے بعد کس کی رسالت کی شہادت دی۔ کیا ضرورت ہے۔ کیا ضرورت ہے خدا کے پرستاروں کو خدائے واحد قیوم لم یزل لایزال کے ماننے والوں کے لئے تو فقط اللہ کا نام ہی کافی ہے۔ بات اتنی ہی ہے کہ اللہ کے نام کو باقی رکھنے کے لئے ایک قلعے کی ضرورت ہے۔ ایک ایسے حصار کی ضرورت ہے کہ جہاں وہ نام واقعی محفوظ رہ سکے۔ اس لئے عقلمند انسان نے رسالت کی حصار دی — رسالت کی حصار دی کہ انہوں نے بتایا تھا دین کو۔ آج بھی بتائیں گے۔ اب رسالت کے گرد۔

رسالت کے گرد شہادتیں حائل ہیں۔ حصار پر حصار اور اس طرح سے توحید کو بچایا۔ تو یہ بندوں کا ذکر ہے۔ بندوں کا۔ عظمت سے آنکھیں جھکا لیں یہ شرک نہیں ہے۔ احتراماً بوسہ دے دیا شرک نہیں ہے۔ احترام اور عظمت کا خیال کرتے ہوئے کسی مقام پر سر جھک گیا سجدہ نہیں ہے۔ پریشانی کیوں۔ پریشانی کیوں ہے۔ اس مسئلے میں انسان کیوں مبتلا ہے۔ اور صرف یہ دعویٰ کہ ہم صرف اللہ ہی کے پرستار ہیں یہ اسی وقت ممکن ہے جبکہ سلسلہ خاتمت کو ختم کرنا پڑے اور اسے ختم کرنا ہو گا۔ کہ سلسلہ خاتمت نہیں ہے اللہ ہے۔ اللہ ہے تو دیکھا آپ نے سلسلہ خاتمت کو وہ ختم کرتا ہے۔ جو اپنے انا کو فروغ دیتا ہے وہ نہیں ہے۔ یہ نفیاتی بحث ہے آپ سمجھ رہے ہیں۔ یعنی جس نے کہا شرک ہے۔ تو اس نے کیا کیا اس نے رسولؐ کو ہٹا کے اپنے کو ابھارا۔ اپنے کو ابھارا۔ تو یہ کہنے والا تو مشرک نہیں یہ ابھارنے والا تو ہے۔ یہ اپنے سر کو بلند کرنے والا تو ہے۔ جو اپنے انا کو منوانا چاہتا ہے۔ تو اس طرح سے ایک مرتبہ پھر آپ غور کریں تو پتہ چلے کہ توحید رسالت چاہتی ہے۔ توحید مجرد ناقابل فہم ہے۔ (ABSTRACT UINITY OF GOD) کا کوئی تصور آپ کے ذہن میں نہیں آ سکتا۔ اسی واسطے آپ نے کہا ایک عرش ہے ایک کرسی ہے۔ ایک اس کا تخت ہے۔ ایک بیٹھنے کی جگہ ہے۔ اس کے منگبان ہیں اس کے فرشتے ہیں اس کا ایک مکان ہے۔ مکان پر غلاف ہے۔ اس مکان کے گرد اطراف پھرنا چاہئے۔ یہ سب رسوم کیوں پیدا ہوئے تاکہ کوئی چیز تو ذہن میں آئے رسم پر رسم کی ابتداء کی فقط اس لئے کہ توحید سمجھ میں آ جائے اور نبیؐ پکار رہا ہے کہ توحید مجرذ ہے یقیناً اس میں تجرید ہے۔ اس میں تنزیہ ہے مگر اس کے لئے ایک ہی صورت ہے۔ تسلیم۔۔۔۔۔ بہت غور سے سنئے گا تسلیم۔۔۔۔۔ اسلام۔۔۔۔۔ اور اسلام وہ بھی مجرد ہے۔ (ABSTRACT) توحید کی طرح سے جب تک کہ مجسم نہ ہو۔ اسلام مجرد ہے۔ مجسم ہو جائے تو محمدؐ ہے۔۔۔۔۔

اسلام مجرد ہے۔ مجسم ہو جائے تو محمدؐ ہے۔ اور اس اعتبار سے مسلم وہ ہے جو ختمی مرتبتؐ کے احکام پر چون و چرا کئے بغیر تسلیم کے ساتھ آگے بڑھ جائے۔ اور جو یہ نہ کہے کہ یہ کیوں؟ اس لئے کہ اگر آج آپؐ کی زبان سے یہ جملہ نکل گیا کہ ہم نے اسلام کو زمانے کی قید سے آزاد کر دیا وہ جو، 'آنی، فانی، مکانی، زمانی، مصلحتیں تھیں کہ جس کے بنا پر بہت سے چیزوں کو اس وقت ناجائز قرار دیا گیا تھا۔ آج وہ جائز ہے اگر یہ کہنے کی کوشش کی تو اس کے معنی یہ --- اس کے معنی یہ کہ آپؐ کلمے کا صرف پہلا جز پڑھئے اور دوسرے جز کی جگہ اب اپنا نام رکھ لیجئے --- اس واسطے کہ یہ آپؐ کا پیغام ہے۔ کہ رخ بدل گیا۔ حالات بدل گئے احکام بدل دو۔ جہاں یہ غلطی کی ملت نے ظاہر ہے کہ اس کے لئے سوائے رسوائی کے اور کچھ نہیں۔ سوا رسوائی کے اور کچھ نہیں۔ ملت کی یک جہتی اسی میں ہے کہ جس کو دائرہ امکان میں خالق نے مرکز بنایا ہے۔ اس کی مرکزیت کو باقی رکھا جائے۔ کہنے کو سب کہتے ہیں "لولاک" مگر معنی بھی سمجھ میں آئے --- تو نہ ہوتا تو آسمان و زمین نہ ہوتے اور تو آج اگر نہ رہے تو وہی کیفیت ہے دنیا کا عدم ہو جائے --- دنیا کا عدم ہے اس لئے ختمی مرتبتؐ پر نگاہ جہتی ہے۔ نگاہ جہتی ہے۔ اسی لئے کہا۔

بشر مشلکم بوحی الی ☆ (سورہ کہف آیت ۱۱۰)

کہ کچھ تو انس ہے جنس ہے مانوس ہونے کا مقام ہے نزدیک جانے کی ایک کیفیت ہے تو ہم جا رہے ہیں اس کی بارگاہ میں پہچانا ہے اسے دیکھا ہے محبت ہے انسان کو انسان سے محبت ہوتی ہے مگر جب اس کی بارگاہ میں دیکھا تو دیکھا کہ ساری کائنات کا مالک کوئی کے کے فقیروں کے گھرانے سے نہیں تھا۔ ہاشم کا گھرانہ تھا عبدالمطلب کا گھرانہ تھا۔ خدیجہؓ کی دولت تھی اور ان سب کے باوجود وہ کہتے تھے کہ میں اس غنی کا بندہ ہوں۔ اس غنی مطلق کا بندہ ہوں کہ اپنے آپ کو ہمیشہ فقر میں پاتا ہوں۔ ف۔ ق۔

مجلس ہفتم

”توحید اور شرک“

- ۱۔ ہدایت کے لئے مسلسل رسولؐ آئے۔
- ۲۔ رسولوں کو جھٹلانے پر بڑی بڑی مملکتوں کو تباہ کر دیا گیا۔
- ۳۔ سینے میں دل اندھے ہو جاتے ہیں۔
- ۴۔ اللہ کی تکذیب پر شہر برپا نہیں کئے گئے لیکن رسولوں کی تکذیب پر ملک تباہ کر دیئے گئے۔
- ۵۔ رسولؐ کی رسالت کے دو گواہ اللہ اور عالم کتاب۔
- ۶۔ تثلیث اور توحید۔
- ۷۔ رسولؐ کا صاحب اولاد ہونا منافی توحید نہیں۔
- ۸۔ مبالغہ توحید اور شرک کی جنگ تھی، اس لڑائی میں جھوٹوں کے لئے بدعا ہے۔
- ۹۔ نبیؐ کو جھٹلانے والا موحد نہیں ہے۔
- ۱۰۔ توحید اور شرک کا انجام صدق اور کذب ہے۔
- ۱۱۔ سیکھنے بی بی کی پیاس اور کلام میر انیس

۷ محرم ۱۴۲۹ھ - ۲۳ فروری ۱۹۷۲ء

(نشر پارک کراچی)

مجلس ہفتم

موضوع:- توحید اور شرک

توحید اور شرک کے عنوان پر ساتویں تقریر آپ کے ذوق سماعت کے لئے ہدیہ ہے۔ میں آپ کے اس مسلسل توجہات کا شکر گزار ہوں کیونکہ ہم ذکر میں ایک تسلسل چاہتے ہیں۔ اس لئے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ حضرت متعال ذات واجب الوجود نے اس عالم تکوین میں سوا انسان کے کسی کو ذمہ دار نہیں بنایا۔ ارض و سما کرۂ سماوی، دشت و جبل، شمس و قمر کسی کو (RESPONSIBLE) قرار نہیں دیا گیا۔ یعنی کوئی مسئول نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ ساری کائنات ارشاد ”قدرنا“ کے مطابق مقدرات ”عزیز علی“ کے ساتھ اپنے فرائض کو انجام دے رہی ہیں۔ صبح کو آفتاب نکلے، شام کو غروب ہو، شام کو چاند نکلے صبح کو نظر نہ آئے، بارے نکلیں اور جھللا جائیں، ہوائیں چلیں، موسم بدلیں، دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن یہ سب مقدرات عزیز علی“ ہیں جہاں مسئولیت نہیں ہے۔ مسئولیت شروع ہوتی ہے عقل سے جہاں عقل دی وہاں (RESPONSIBLE) کیا۔ مسئول ہوا۔ ذمہ دار ہوا۔ اور جب عقل جیسی حجت باطنی عطا کی تو لازم یہ تھا کہ اس باطنی نگاہ کے لئے نمایاں ظاہری روشنی دی ہو۔ آنکھ دیکھتی ہے مگر جب تک کہ خارج سے نور نہ آئے آنکھ دیکھ نہیں سکتی۔ گھٹا ٹوپ اندھیرے میں دیکھنے والی آنکھیں بھی بیکار ہو جاتی ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے خارج سے نور آئے اسی طرح عقل کو باطنی حجت قرار دے کر ظاہری نور کے لئے حجت ظاہری دیدی۔ انبیاء آئے رسول آئے اس کے پیغامبر آئے اور ہم جس دور میں آئے مبارک دور تھا۔ عجب مہمنت والا دور تھا کہ جب ہمارا ہادی آیا وہ یہ پیغام

لیکر آیا کہ اب نبوت ختم ہوئی اب کوئی پیغام تازہ نہیں آئے گا اب کوئی خبر ہی نہیں آئے گی۔ اور وہ حجت الہی کے سلسلے میں آیا جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے میں ابھی عرض کر رہا تھا کہ آپ کی فکر مسلسل رہے۔ شیطان کے لئے جو اس نے ایک پروگرام تیار کیا تھا۔ سجدہ نہ کرنے کے بعد اس پروگرام میں بڑی اہمیت تھی۔ اس نے کہا میری زندگی تو گزر گئی خدا کو ایک مانتے مانتے اب وہ کیا صورت ہو کہ جہاں گمراہی عام ہو تو اس کے لئے عجیب و غریب نسخہ اس نے تلاش کیا اور وہ نسخہ اس طرح سے کہا گیا کہ ہر نفس انسانی میں اتر کے اس نے کہا یہ جو حجت آئی ہے یہ نوحؑ یہ ابراہیمؑ یہ موسیٰؑ یہ عیسیٰؑ ارے یہ تم جیسے انسان ہیں۔ یہ تمہارے ہی جیسے انسان ہیں۔ تمہارے ہی طرح کھاتے پیتے، چلتے پھرتے، سوتے جاگتے ہیں اس لئے کہ یہ کیا خبر یہ کیا کہہ رہے ہوں گے۔ چنانچہ اس نے سلسلہ ہدایت میں شک ڈال دیا۔ شیطان نے سلسلہ ہدایت میں شک ڈال دیا۔ فرعون موسیٰؑ کی پرورش کرتا ہے۔ مگر جب موسیٰؑ اعلان کرتے ہیں کہ میں نبی ہوں تو نبوت میں شک کرتا ہے۔ تو نبوت میں شک کرتا ہے کہ تم تو میرے پاس پرورش پا رہے تھے آج تم نبی کیسے ہو گئے۔ ابراہیمؑ اسی قبیلے میں پرورش پاتے ہیں جو قبیلہ بت پرست ہے۔ ابراہیمؑ بتوں کو توڑ دیتے ہیں اور کہتے ہیں میری بات مانو لوگ ابراہیمؑ پر اعتراض کرتے ہیں کل تک تو آپ ہمارے ساتھ تھے۔ تو شیطان چاہتا ہے کہ سلسلہ ہدایت منقطع ہو جائے۔ یا سلسلہ ہدایت میں شک آ جائے۔ یا یہ کہ نبیؑ کو دنیا مجنون کہنے لگے۔ نبیؑ کو دیوانہ کہنے لگے تاکہ یہ پیغام ہی دنیا تک نہ پہنچ سکے کہ اللہ کی مرضی کیا ہے۔ یہاں تک انسان کی مسئولیت مسلم تھی۔ اللہ نے کوششوں پر کوششیں کیں یہاں تک کہ سب کے خاتمے پر وہ انسان کامل آیا جس کی امت میں ہونے کا ہم کو شرف ہے۔ چنانچہ آواز آئی کہ یہ کوئی نیا پن نہیں ہے۔ انوکھا پن نہیں ہے۔

ہم نے تیری طرف وحی کی ہے یہ سورہ نساء

انا اوحننا الیک کما اوحننا الی نوح و النبین من بعدہ و اوحننا الی ابراہیم و اسمعیل و اسحق و یعقوب و الاسباط و عیسیٰ و ایوب و یونس و ہارون و سلیمان و ایتینا داود زبوراً ☆ (سورہ نساء آیت ۱۶۳)

”ہم نے اسی طرح سے تیری طرف بھی وحی کی جیسے گزشتگان کی طرف کی تھی۔ آدمؑ کی طرف نوحؑ کی طرف ابراہیمؑ کی طرف اور پھر نوحؑ کی اولاد کی طرف۔“

اوحننا الی نوح و النبین من بعدہ ☆ (سورہ نساء آیت ۱۶۳)

”آدمؑ کا ذکر نہیں ہے نوحؑ کی طرف وحی کی ہے اس کے بعد جو انبیاء کی طرف وحی کی اور اس کے بعد کہا یہ سلسلہ وحی آگے بڑھا یہاں تک کہ ہم نے داؤدؑ کو زبور عطا کی۔“

و رسلاً قد قصصنہم علیٰ ک من قبل و رسلاً لم نقصصہم علیٰ ک ☆ (سورہ نساء آیت ۱۶۴)

”کچھ رسول ایسے تھے جن کی ہم نے تفسیر کی کچھ رسول ایسے تھے جن کی ہم نے تفسیر نہیں کی۔“

و کلم اللہ موسیٰ تکلیماً ☆ (سورہ نساء آیت ۱۶۴)

”اور موسیٰ کو ہم نے کلام کی منزل پر پہنچا دیا۔“ ہم نے موسیٰ کو تکلم کی منزل تک پہنچا دیا اب اس کے بعد

رسلاً مبشرین و منذرین لئلا یکون للناس علی اللہ حجتہ بعد الرسل ☆ و کان اللہ عزیزاً حکیماً ☆ (سورہ نساء آیت ۱۶۵)

”ہم نے ڈرانے والے رسول بھیجے بشارت دینے والے رسول بھیجے تاکہ رسولوں کے آ جانے کے بعد انسانوں کو اللہ کی بارگاہ میں کوئی حجت باقی نہ رہے کہ کہاں تھا تیرا

ہادی۔ کہاں تھا تیرا رستہ بتلانے والا کہاں تھا ہم کو قعر مذلت سے نکالنے والا ہم نے تیری طرف بھی وحی کی گزشتگان کی طرف بھی وحی کی راستہ انہوں نے بھی بتلایا راستہ تو نے بھی بتلایا اگر کوئی راستے سے انکار کر دے یعنی اگر کوئی انبیاء کی تکذیب کرے اگر کوئی انبیاء کو جھٹلائے تو اس نے میرے پیغام کو جھٹلایا اس نے میری تکذیب کی کل کی تقریر یہی تھی کہ اس نے اپنا اور اپنے رسولؐ کا نام ساتھ لیا اتنی مرتبہ کہ دنیا کو حیرانی ہوئی۔ دنیا کو حیرانی ہوئی کہ جب اپنا نام لیتا ہے اپنے رسولؐ کا نام بھی لیتا ہے۔ اذیت رسولؐ کو ہے خدا کو بھی ہے۔ جو لوگ رسولؐ سے لڑتے ہیں اللہ سے لڑتے ہیں۔ جو رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں اللہ کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہ سب نام ساتھ لے کر یہ بتلانے کی کوشش کی کہ اگر اس رسولؐ کی تکذیب کی جھٹلایا تو سورہ حجر سورہ نساء میں آپ اس نتیجے پر پہنچے کہ انبیاء آئے رسول بھی آئے اب اس لئے انبیاء آئے کہ حجت انسان منقطع ہو جائے۔ تو انسان مجبور کے سامنے یہ نہ کہہ سکے کہ ہمیں تو علم ہی نہیں تھا۔ شیطان کی کوشش یہ تھی کہ سلسلہ نبوت کو منقطع کر دے۔ سلسلہ ہدایت کو ختم کر دے یا اس میں رائے شک و شبہ نکالے کہ یہ صحیح الدماغ نہیں ہے تو ایسی منزل پر ارشاد ہوا ”قل“ تم کو اے حبیبؐ پھر وہی تم کو ”قل“

قل انما اعطکم بواحدۃ ☆ (سورہ سبا آیت ۴۶)

”میں تم سے ایک بات کہتا ہوں ایک بات ایک وصیت کرتا ہوں۔“

قل انما اعطکم بواحدۃ ان تقوموا للہ مثنیٰ وفرادی ☆ (سورہ سبا آیت ۶۳)

”یا تم ایک یا جماعت کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ۔ انفرادی طور پر کھڑے ہو جاؤ یا اجتماعی طور پر قیام کرو اللہ کے لئے۔“ میرے لفظوں پر غور کیجئے اور اس آیت کی شان و جلالت کو دیکھئے۔

تقوموا للہ مثنیٰ وفرادی ☆

یاد تو دو دول کر کھڑے رہو یا ایک ہی کھڑے رہو اللہ کے لئے بھی کیا کریں کھڑے ہو کر ڈھونڈیں کہ اللہ ایک ہے یا نہیں ہے۔ کھڑے ہو کر کیا کریں؟ قیام کر کے کیا کریں؟ اللہ کی واحدانیت میں عقل کو دوڑائیں کہ وہ کس طرح سے ایک ہے۔ نہیں۔۔۔۔ میں صرف ایک بات کہتا ہوں ”قل“ تم کو۔۔۔۔۔

کہ جماعت کے ساتھ کھڑے ہو یا اکیلے کھڑے ہو اللہ کے لئے قیام کو۔۔۔۔۔ یہ تم فکر کرو۔۔۔۔۔

ہم تفکرو ☆ ما بصا حکم من جنتہ ☆ (سورہ سبا آیت ۴۶)

”تمہارا نبی دیوانہ تو نہیں ہے۔“ یعنی اتنے انتظامات کے ساتھ کھڑے رہو اللہ کے لئے قیام کو پھر فکر کرو۔ نبی دیوانہ تو نہیں ہے تو آپ یہ دیکھیں کہ نبیؐ کی صحت دماغی یا عدم صحت دماغ سے توحید الہی پر کیا اثر پڑ رہا ہے۔ اگر آپ صرف مدار دین کو توحید پر رکھ کر آگے بڑھیں تو وہیں تو یہ حکم ہو رہا کہ توحید وہ نہیں ہے کہ جہاں تم صرف میری ذات کی یکتائی کو مانو۔۔۔۔۔ توحید یہ بھی ہے کہ میرے حکم کو مانو میرے فرستادہ کو مانو۔ اس کے پیغام کو مانو نہیں۔۔۔۔۔ اس کے پیغام کو میرا پیغام جانو اس کے حکم کو میرا حکم جانو اس کی مرضی کو میری مرضی تسلیم کرو۔

وما تشاءون الا ان يشاء اللہ ☆ (سورہ دھر آیت ۳۰)

”تم نہیں چاہتے ہو مگر وہی چاہتے ہو جو خدا چاہتا ہے۔“ تو اس منزل پر توحید میں وہ تجر جو آپ ڈھونڈ رہے ہیں تو جہاں ہم یہ سمجھیں کہ کسی بند گوشے میں مکان کے انسان سر کو جھکا کر بیٹھ جائے اور یہ کہے کہ ہم موحد ہیں۔۔۔۔۔ اللہ۔۔۔۔۔ اللہ۔۔۔۔۔ اللہ۔۔۔۔۔ اللہ تو پھر حجتوں کی کیا ضرورت ہے۔ انبیاءؑ کی کیا ضرورت ہے احکام کی کیا ضرورت ہے قرآن کی کیا ضرورت ہے اور اگر یہ قرآن ہے اور پیغمبرؐ کا ارشاد ہے تو پھر یہ بھی سمجھنا ہے کہ یہ توحید ہی کا ایک واضح رخ ہے توحید ہی کا ایک رخ ہے کہ

وہ ہے۔۔۔۔۔ وحی آئی۔۔۔۔۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہزاروں بزرگ تھے جو پیغمبر سے ملتے جلتے، ہر وقت آتے جاتے رہتے تھے جنہوں نے ختمی مرتبت کو دیکھا تھا۔ مگر کسی نے کہا ہے کہ میں نے جبرئیل کو دیکھا کوئی مقام ہوتا ہے کہ جبرئیل مجھے نظر آئے۔ میں نے فرشتے کو دیکھا۔ جبرئیل کی صورت دیکھی۔ براق کی تصویر تو آپ کو مل جائے گی کیوں اس لئے کہ سواری کے تصور میں آپ نے اپنی سواری سے تشبیہ دے دی۔ اور ایک تصویر کھینچ دی۔ مگر کسی نے جبرئیل کی تصویر تو نہیں اتاری۔ اور اگر کسی نے اتارنے کی کوشش کی مسلمانوں کے علاوہ تو انہوں نے دو پر دکھلا دیئے اور اس کے ساتھ قرآن مجید نے پکار کے کہا۔

ان الذین لا یؤمنون بالآخرة یسمعون الملا نکتہ تسمیہ الانبیاء ☆ (سورہ نجم آیت ۲۷)

”جو قیامت پر ایمان نہیں رکھتے وہ ملا کہہ کو مونٹ سمجھتے ہیں۔“ اللہ کی بیٹیاں سمجھتے ہیں۔ پریاں سمجھتے ہیں کہ پریاں اتریں۔ پریاں آئیں۔ وہ انسان پر پریاں آتی ہیں اس عورت پر پریاں آتی ہیں بھی یہ پرانی باتیں ہیں جو اب تک چلی آ رہی ہیں۔ یعنی فرشتوں کو یہ سمجھنا کہ یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں وہ لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے یہ دونوں کا ربط تو دیکھئے آیت کا یہ لوگ آخرت پہ ایمان نہیں لاتے اور ملا کہہ کو اللہ کی بیٹیاں جانتے ہیں۔ جبرئیل کو تو کسی نے نہیں دیکھا اور نہ دعویٰ کیا ایک عجیب بات ہے۔ کمال جذب میں کسی صوفی نے بھی مراقبہ کے عالم میں جبرئیل کو نہیں دیکھا کمال جذب میں، مراقبہ کے عالم میں کسی صوفی نے بھی جبرئیل کی نقشہ کشی نہیں کی کہ اس طرح کی صورت تھی پیشانی تھیں آنکھیں تھیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کس قسم کا فرشتہ ہے۔ کس قسم کا فرشتہ ہے اور پھر یہ کہ وہ فرشتہ ہے جو آدم کے وقت بھی تھا آج بھی ہے ہر نبی کو دیکھا ہر نبی کے لئے پیغام لایا بڑا طویل العمر فرشتہ ہے۔ بڑی

طویل عمر پائی ہے اور ظلم تو یہ ہے کہ قیامت تک اسے ہی رہے گا تو اس فرشتے کا کسی نے ذکر نہیں کیا کہ اس کی تصویر کیا ہے۔ اس کی تصویر کیا ہے فرشتے کے متعلق کوئی گفتگو نہیں ہے۔ تو پیغمبر کے پاس فرشتہ آیا تو کسی نے پوچھا اللہ کے رسول ذرا اپنی نگاہوں سے بتلائیے کہ فرشتے کو آپ نے کیسے دیکھا کس شان میں دیکھا کس نظر سے دیکھا۔ یہاں بھی آپ کو تفصیل سے نہیں ملے گی۔ یہاں بھی آپ کو تفصیل نہیں ملے گی، فقط یہ کہ فرشتہ آیا اور وحی آئی۔ وحی آئی تسلیم کی منزل یہ تھی تب مسلمانوں نے کہا وحی آئی نہ کسی گواہ کی ضرورت تھی نہ کسی شہادت کی ضرورت کسی چیز کی ضرورت نہیں تھی کہا کہ ہاں وحی آئی۔ یہ قرآن ہے۔ یہ قرآن ہے یہ اللہ کا کلام ہے۔۔۔۔۔۔ یہ اللہ کا کلام ہے۔ چھ ہزار چھ سو چھتیس (۶۲۳۶) آیتوں پر ختم کر کے کہا یہ اللہ کا کلام ہے۔ یہ قرآن ہے اب اگر اس میں تکرار پہ تکرار کرے کسی سورہ میں اکیس (۲۱) دفعہ

لَبَّایْ اَلَا وِہٰکُمَا تَکَذِّبٰنِ ☆ (سورہ رحمان)

جب بھی اللہ کا کلام اور اگر سورہ مرسلات میں آٹھ (۸) مرتبہ کہے

وَل یٰوٰمِزِہِ لِلْمَکْذِبِیْنِ ☆ (سورہ مرسلات)

”ویل ہو جھٹلانے والوں کے لئے۔“ جب بھی اللہ کا کلام تو اتنی تکرار کے بعد بھی یہ اللہ کا کلام کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے اکیس (۲۱) مرتبہ ایک سورہ میں پچپن ویں (۵۵) سورہ میں اللہ کا کلام اور اس منزل پر پہنچ کے اب بار بار یہ غصہ کہ جھٹلا رہے ہو تو پیغمبر کو تسلی دی اب سورہ حج

وَ اِن یَکْذِبُوْکَ ☆ (سورہ حج آیت ۴۲)

”اے رسول اگر تجھے یہ لوگ جھٹلائیں۔ بہت غور سے سنئے اگر یہ لوگ تجھے جھٹلائیں

و ان یكذبوا ك لقد کذب قبلہم قوم نوح و عاد و ثمود (آیت ۴۲) و قوم ابراہیم و قولوط (آیت ۴۳) و اصحاب مدین و کذب موسیٰ (سورہ حج آیت ۴۴) ”تو تجھ سے پہلے ابراہیمؑ کی قوم نے ابراہیمؑ کو جھٹلایا نوحؑ کی قوم نے نوحؑ کو جھٹلایا عاد نے اپنے پیغمبر کو جھٹلایا ثمود نے اپنے پیغمبر کو جھٹلایا اور اس طرح سے قوم عاد و ثمود نے قوم ابراہیمؑ و لوطؑ نے بھی جھٹلایا ——— و کذب موسیٰ اور موسیٰؑ کو بھی جھٹلایا کیا فاملیت ”میں نے مہلت دی“ میں نے مہلت دی ——— مگر تم اخذ تہم پھر اس کے بعد جب میں ان کا گلا دبایا ——— لکیف کان نکیر تو ان کو پتہ چلا کہ ان کا انجام کیا ہوتا ہے اور منکر کا مقام کیا ہوتا ہے۔

لکان من قریتہ اہلکنتا و ہی ظالمتہ لہی خاویتہ علیٰ عروشہا و بشر معطلتہ و قصر مشید (سورہ حج آیت ۴۵)

”میں نے بڑے بڑے شہروں کو تباہ کر دیا میں نے بڑے بڑے ممالک کو تباہ کر دیا فقط اسی بات پر کہ انہوں نے نبی کو جھٹلایا تھا اور ظلم کیا تھا ——— ہم نے بڑے بڑے ملک تباہ کر ڈالے ہماری عزت و جلال کے سامنے کچھ نہیں ہے تکذیب نبی کی کی۔ نبی کی تکذیب کی ہم نے مملکتوں کو تباہ کر دیا تو اب آپ نے دیکھا ——— ”ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے شر کو الٹ دیا ہے ان کی چھتیں زمین پر تھیں“ ان کے کنویں ویران ہو چکے تھے ان کے محلات شاہی زمین پر ڈھیر کر دیئے گئے تھے۔“

الکم بسم وافی الارض ☆ (سورہ حج آیت ۴۶)

”کیا اب بھی زمین پر نگاہ نہ دوڑاؤ گے۔“

فتکون لہم قلوب یعقلون بہا و اذان بسمعون بہا فانہا ☆ (سورہ حج آیت ۴۶)

”کہ کاش عقل رکھنے والے دل پیدا ہو جائیں۔ سننے والے کان آجائیں۔“

فانہا لا تعمی الابصار ☆ (سورہ حج آیت ۴۶)

”آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں۔“

ولا کن تعمی القلوب التي فی الصلور ☆ (سورہ حج آیت ۴۶)

”سینے میں دل اندھے ہو جاتے ہیں۔“ بہت غور سے سنئے بہت ہی علمی گفتگو ہے۔ سینے میں دل اندھے ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔

نبی کی تکذیب کی ان کے دل اندھے ہیں۔ آنکھوں کو تو نظر آ رہا ہے۔ ان کے دل اندھے ہیں۔۔۔۔۔ تو حبیبؐ گھبرانا نہیں اگر کوئی تکذیب کرے۔۔۔۔۔ میں یہ کہہ کر آ رہا ہوں کہ اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے وہاں یہ ارشاد ہو رہا ہے تو تم سے پہلے ہر نبی کو جھٹلایا گیا۔۔۔۔۔ ہم نے بھی اس کے بدلے میں ان کے شہروں کو ویران کر دیا۔ یہ نہیں کہ انہوں نے خدا کو متعدد ماننے کی کوشش کی میں نے تباہ کیا انہوں نے میرا شریک بنایا میں نے تباہ کیا ذات واجب ہر اس فکر سے بلند ہے اگر تم اس کا کسی کو شریک بناؤ تو وہ تمہارے ذہن میں شریک ہے تمہارے نفس میں شریک ہے اموال و اولاد میں شریک ہے ذات واجب پہ کوئی اثر نہیں پڑتا مگر نبیؐ کی اگر تکذیب کی اگر نبیؐ کو جھٹلاؤ تو اس کے پیغام کو روکو گے بہت غور سے سنئے پیغام کو روکو گے نتیجہ یہ کہ شیطان نے یہی کوشش کی کہ نبیؐ کو جھٹلاؤ نبیؐ کو جھٹلانے کی کوشش پس یہی نبیؐ دیوانہ ہے اور بار بار قرآن نے کہا

ما ضل صاحبکم وما غوی ☆ (سورہ نجم آیت ۲)

”تمہارا ساتھی بکا نہیں ہے تمہارا ساتھی گمراہ نہیں ہوا ہے۔“

ام لم یعر فو رسولہم فہم لہ منکرون ☆ (سورہ مومنون آیت ۶۹)

انہوں نے اپنے رسولؐ کو نہیں پہچانا۔

ام یقولون ہد جنتہ ☆ (سورہ مومنون آیت ۷۰)

کیا یہ اپنے نبیؐ کو دیوانہ کہتے ہیں۔ ختمی مرتبتؐ کے لئے ارشاد ہو رہا ہے کیا یہ نبیؐ کو

دیوانہ کہتے ہیں۔ مگر ——— مگر صورت حال یہ تھی کہ جہاں شک بیٹھ گیا تھا دیوانگی کا، اور وہ روز آخر تک گیا، اور دل میں یہ بات رہ گئی کہ شاید دیوانگی تھی اور نبیؐ کہہ رہے تھے کہ نہیں ——— نہیں میری منزلت کو اس قرآن میں دیکھو یہ قرآن وحی ہے

انک لعلیٰ خلق عظیم ☆ (سورہ قلم آیت ۴)
تو خلق عظیم ہے۔

لکھیف اذا جعنا من کل امتہ بشہید و جعنا بک علیٰ ہولاء شہیداً ☆ (سورہ نساء آیت ۴۱)

ہر امت اپنے گواہ کو لے کر آئے گی۔ اور تم ان تمام گواہوں پر گواہ رہو گے۔ اور اے حبیب ——— حبیب ——— مجھ پر تو گواہ ہے۔ میری توحید پر خود میں ہوں ——— ملا مکہ ہیں۔ صاحبان علم ہیں۔ جاہلوں کی تو گفتگو ہی نہیں ہے ——— جاہلوں کی تو گفتگو ہی نہیں ہے۔ مگر حبیب اگر یہ لوگ تمہارے مسئلے میں شک کریں۔

بقول الذین کفروالست مرسلًا ☆ (سورہ رعد آیت ۴۳)
”اگر کافر یہ کہیں کہ تو مرسل نہیں ہے۔“

قل کفی باللہ شہیداً یعنی و بینکم و من عندہ علم الکتاب ☆ (سورہ رعد آیت ۴۳)

”میرا گواہ اللہ ہے تمہارے اور میرے درمیان۔“ دو گواہ چاہئیں نہ تم کو! تم کو دو گواہ چاہئیں۔ میرے پاس ہیں گواہ۔ ایک اللہ اور ایک وہ جس کے پاس علم کتاب ہے۔ آپ سلسلہ کلام کو سمجھ گئے۔ حبیب اگر تیرے بارے میں شک کریں تو کہہ دے تو کہہ دے مالک یہ کونسا انصاف ہے کہ دو گواہ میں سے تو ایک گواہ نظر نہیں آتا ہے۔

کفی باللہ شہیداً ☆ (سورہ رعد آیت ۴۳)

”اللہ شہید ہے اللہ گواہ ہے۔“

و من عندہ علم الکتاب ☆ (سورہ رعد آیت ۴۳)

”اور جس کے پاس علم کتاب ہے۔“ تو اس کے معنی یہ کہ اللہ گواہ ہے تو اس سے پہلے کہ چکا ہے رسول کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔۔۔۔۔۔ یہ اللہ کا کلام ہے۔ تو اس طرح سے کلام الہی کو گواہ بنایا۔ کلام الہی کے عالم کو گواہ بنایا۔ اور کہا کہ یہ دو گواہ ہیں جو قیامت تک جائیں گے۔ یہ دو گواہ ہیں جو قیامت تک جائیں گے۔ کلام الہی بھی رہے گا۔ عالم بھی رہے گا دونوں کو الگ کرنے کی کوشش نہ کرو۔۔۔۔۔۔ آپ نے دیکھا پیغمبر دو گواہ قیامت تک کے لئے چھوڑ گئے۔ وہ دو گواہ تو اپنے لئے چھوڑتے ہیں۔ ان کی رسالت کے گواہ ہیں۔ ایک کتاب دوسرا عالم کتاب اور اس طرح سے عالم کتاب کی ضرورت گواہی کے لئے لازم ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔۔ لازم ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔۔ یہ آخری منزل۔۔۔۔۔۔ توحید کی ضد شرک ہے۔ شرک کی منزل یہ تھی۔۔۔۔۔۔ یہ تھی۔۔۔۔۔۔ ایک کے تین حصے ہوئے۔ عیسیٰ، مریم، روح القدس۔ (IN UNITY TRINITY) تثلیث فی التوحید تو نتیجہ یہ ہوا کہ رسول، یودیوں سے لڑتے ہیں۔ رسول مشرکین عرب سے لڑتے ہیں۔ کفار قریش سے لڑتے ہیں۔ یعنی لڑائیوں کا سلسلہ یہ ہے کہ ہجرت، بدر، احد، خندق، خیبر، فتح مکہ، حنین اور اس کے بعد چھوٹے چھوٹے ستاسی غزوات۔ رسول، سب سے لڑے مگر صرف ایک قوم تھی جو رسول سے لڑنے کے لیے تیار نہ تھی۔ وہ کرپچن تھے (CHRISTIAN) نصرانی تھے۔ ان سے کوئی پیکار نہیں ہوئی اور سورہ برات کی آیتیں بھی آگئیں مشرکین کو کعبہ جانے سے روک بھی دیا ایسے موقع پر ایک مرتبہ۔۔۔۔۔۔ ایک مرتبہ۔۔۔۔۔۔ ایک کو تین اور توحید میں تثلیث کو دیکھنے والے اپنے تقدس اپنی طہارت اپنی رہبانیت اپنی غیر متاہلانہ زندگی یہ ملاحظہ میرے سمجھ رہے ہیں! یعنی انہوں نے شادیاں نہیں کی تھیں۔ ان کی طویل

داڑھیاں۔ ان کے سفید کپڑے۔ ان کے ابو ان کے آنکھوں کو چھپاتے ہوئے، اور جب راستے سے چلیں تو دنیا یہ سمجھے کہ اگر یہ لب ہلا دیں گے تو یقیناً آثار غضب پیدا ہو جائیں گے۔ ایسے موقع پر اس شرک کی نمائندگی کرتے ہوئے وہ ادھر سے نکلے اب سیدھے رسولؐ کی مسجد میں آئے۔ ناقوس کو پھونکا اور رخ بدل کر اپنے زانوؤں پر کھڑے ہو کر عبادت کی صحابہ کرام نے کہا اللہ کے رسولؐ یہ مسجد میں عبادت کر رہے ہیں کہا! پرواہ نہیں عبادت کرنے دو۔ عبادت کرنے دو۔ پوچھیں گے کہ ان کا منشاء کیا ہے۔ عبادت کے بعد رات ہو چکی رسولؐ نے پوچھا کیا منشاء ہے؟ جنگ کرو گے؟ فوجیں آئیں گی۔ کہا نہیں ہم آپ سے لڑیں گے نہیں۔ آپ سے لڑیں گے نہیں۔ تو کہا پھر کیا کرو گے؟ کہا ہم استدلال چاہتے ہیں۔ حجت چاہتے ہیں۔ ایک مرتبہ رسولؐ نے آنکھیں بند کیں۔ جبرئیل آئے۔ اور آیت آئی

فمن حاجک لہ من بعد ما جاءک من العلم ☆ (سورہ آل عمران آیت ۶۱)
 ”علم کے آ جانے کے بعد اگر کوئی استدلال چاہتے ہیں تو کہہ دینا حجت کا موقع نہیں ہے۔“

قل تعالوا ندع ابنائنا ونا وبنائکم و نساءنا و نساءکم و الفسنا و انفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین ☆ (سورہ آل عمران آت ۶۱)
 یہ جو رات کی گفتگو تھی۔ کہ کل صبح کو ہم اپنے بیٹوں کو لائیں گے تم اپنے بیٹوں کو لاؤ اور ہماری عورتیں بھی آئیں گی تمہاری عورتوں کو تم لاؤ۔ ہمارے نفوس کو ہم لائیں گے۔ تمہارے نفوس کو تم لاؤ۔ اللہ کے رسولؐ مقابل میں راہب ہے۔ جنہوں نے شادی نہیں کی ہے آپؐ کس کے بیٹوں کو بلا رہے ہیں؟ آپؐ کس کی بیویوں کو بلا رہے ہیں۔ مگر نہیں۔۔۔۔۔ نہیں توحید کے منافی نہیں ہے رسولؐ کی امتزاجی زندگی توحید کے منافی نہیں ہے رسولؐ کا صاحب اولاد ہونا۔ نصاریٰ و نجران سے کہا لاؤ تمہارے

بیٹوں کو لاؤ۔ ہمارے بیٹوں کو لاتے ہیں۔ انہوں نے سر جھکا دیا۔ انہوں نے سر جھکا دیا۔ اور یہاں پھر ایک مرتبہ گفتگو --- مکہ میں کچھ مسلمان ہو چکے تھے۔ ہجرت کے بعد بہت سے مسلمان ہوئے۔ بدر کے بعد اور مسلمان ہوئے۔ خیبر کے بعد تو بڑی کثیر تعداد تھی جو دست حضرت ذات رسالتؐ پر ایمان لاپچی تھی اور پھر فتح مکہ کے بعد تو سارا مکہ مسلمان تھا اور نصاریٰ و نجران راضی بہ گفتگو تھے مدینے کا ایک ایک آدمی اس رات کو اس بے چینی سے گزار رہا تھا کہ صغے سب جمع کے ہیں ممکن ہے امت کے بچے آئیں ممکن ہے امت کی بیسیاں بلائی جائیں ممکن ہے امت کے نفوس آئیں مگر رات گزر جانے کے بعد جب صبح ہوئی اور نبیؐ نکلے، تو حضرت شیخ الاسلام مولانا اشرف علیؒ تھانوی تحریر فرماتے ہیں عاشقے پر کہ ابناء میں دو نواسے نکلے نساء میں ایک بیٹی نکلی نفوس میں ایک ہی نفس نکلا ایک ہی نفس، جنگ ہے توحید اور شرک میں --- جنگ ہے توحید اور شرک میں اور لڑائی فوجوں کی نہیں ہے اس جنگ کو فوجیں سر نہیں کرتیں یہاں مال غنیمت نہیں ملتا یہاں اموال تقسیم نہیں ہوتے۔ ”توحید اور شرک“ میں جو جنگ ہوتی ہے وہاں فیصلہ بدعا پر ہوتا ہے۔ بہت غور سے سنئے اگر میری پوری بحث آپ کے ذہن میں نہیں ہے تو آپ اس آیت کو اب ممکن ہے کہ وہاں تک نہ پہنچ سکیں جہاں تک میں لے جانا چاہتا ہوں میں ذرا اب آپ کو سمجھانے کی کوشش تو کروں گا۔ توحید اور شرک کی لڑائی میں اموال نہیں ہیں۔ زیر بحث۔ غنائم نہیں ہیں زیر بحث عساکر نہیں ہیں۔ زیر بحث وہاں فوجیں نہیں ہیں لشکر نہیں ہے وہاں بدعا ہے۔ اور بدعا کس پر ہے؟ کس پر ہے بدعا مشرکین پہ --- نہیں --- کاذبین پہ جمہوٹوں پہ۔ اگر یہ تجھ کو جھٹلا رہے ہیں تو تجھ سے پہلے نوحؑ کو جھٹلایا ابراہیمؑ کو جھٹلایا موسیٰؑ کو جھٹلایا اصحابِ عیسیٰؑ نے جھٹلایا اصحابِ لوطؑ نے جھٹلایا اسموں نے جھٹلایا، تجھے جھٹلا رہے ہیں۔ ہم بتلائیں۔ مگر ان کو ہم انتقام لیں گے ان سے تو توحید

اور شرک کی لڑائی اور کاذبین پہ لعنت -----

ثم نبتهل لنجعل لعنت الله على الكاذبين ☆ (آل عمران کی آیت ہے)
 تو حضرت شیخ الاسلام مولانا اشرف علی تھانوی نے لکھا کہ علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ اور
 رسولؑ گئے اور میں نے کسی موقع پر عرض کیا کہ حضرت شیخ عبدالقادر نے اپنے حاشے
 میں لکھا کہ حضرت علیؑ گئے حضرت فاطمہؑ گئیں اور حضرت رسولؑ گئے اور امام حسنؑ
 گئے اور امام حسینؑ گئے یعنی لفظ امام کو اس عمر میں استعمال کیا بچوں کے ساتھ آپ
 نے دیکھا جب یہ لڑائی چھڑی اور جب اس طرح سے باہر نکلے تو محی الدین عربی
 فرماتے ہیں کہ جب رسولؑ مباہلے کے لئے باہر آئے تو بے اختیار اس شان سے آئے
 کہ گود میں حسینؑ ہاتھ میں حسنؑ کا ہاتھ تھامے ہوئے پیچھے فاطمہؑ اور فاطمہؑ کے پیچھے
 علیؑ یہ لشکر چلا اللہ والوں کا ----- کلمہ گو سب تھے مگر نمائندگی کرنے کے لئے امرحق
 کی چن لیا ان پانچ کو۔ ذات واجب نے کہا تم جاؤ۔ تم جاؤ۔۔۔ وہ گئے انہوں نے
 صورت دیکھی اور کہا ہم مباہلہ نہیں کرتے۔۔۔ ہم مباہلہ نہیں کریں گے۔ آیت
 مباہلے کی اب آپ کو یاد ہو گئی۔ لاؤ تمہارے بیٹوں کو لاتے ہیں ہم اپنے بیٹوں کو لاؤ
 تمہارے نفوس کو لاتے ہیں ہم اپنے نفوس کو لاؤ گے تم تمہاری عورتوں کو لائیں گے
 ہم ہماری عورتوں کو اس کے بعد مباہلہ کریں گے اور قرار دیں گے اللہ کی لعنت
 جھوٹوں پر تو آپ نے دیکھا شرک اور توحید کا انجام صدق اور کذب ہے کہ صادق
 کون ہے اور کاذب کون، اور جو نبیؐ کو جھٹلائے وہ موحد نہیں ہے فقط اس واسطے کہ وہ
 لا الہ الا اللہ کے اور محمد رسول اللہ نہ کہے اور جو۔۔۔ لا الہ الا اللہ کے اور
 محمد رسول اللہ نہ کہے وہ موحد نہیں ہے اگرچہ خدا کو ایک مانے اس لئے کہ خدا
 نے اتنی مرتبہ اپنے ساتھ اپنے رسول کا نام لیا ہے۔ تو حبیب۔۔۔ حبیب ہر آن ہر

لحظہ۔۔۔

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْلَمُونَ مِنْ عَمَلِ الْكُنَا عَلٰی كَمِ
شہودنا ☆ (سورہ یونس آیت ۶۱)

”رسول تم قرآن پڑھو۔۔۔۔۔ تم کسی حالت میں رہو کوئی کام کرتے رہو ہماری نگاہیں
تم پر لگی ہوئیں ہیں۔“ اتنا قرب تمام ہے۔۔۔۔۔ اتنا قرب تمام ہے اور ایسے موقع پر
مکذیب رسول۔۔۔۔۔ رسول کو جھٹلانا اپنے آپ کو دائرہ توحید سے ہٹا لینا ہے۔ اب آپ
مجھ گئے۔ رسول کی تکذیب اور یہ نہ مانیں تکذیب رسول ہے اور اب وہ چھوٹا سا
حکم سہی یا کوئی اہم حکم سہی اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ کہاں جھٹلایا یا کہاں نہیں
جھٹلایا کوئی مصلحت وقتی کوئی مصلحت زمانی اس بات پر مجبور نہیں کر سکتی کہ رسول کی
مکذیب کی جائے۔ رسول کو جھٹلایا جائے اگر یہ ذہن میں ہے تو پھر آپ دیکھیں گے کہ
جس کا کل حرام ہے اس کا جزو حرام ہے۔ ورنہ تو آپ یہ کہیں گے کہ کل کو تو مانا مگر
جزو کی تکذیب کر دی۔ باتوں کو سمجھ رہے ہیں نہ! کہ بھی شراب بھرپور ساغر حرام
ہے۔ مگر کچھ قطرے کچھ قطرے آپ نے کچھ قطروں تک تکذیب کی۔ سود زیادہ لیا
جائے تو حرام ہے ذرا سا کچھ ذرا سا تو وہاں تک تکذیب کی۔ آپ نے دیکھا جہاں تک
آپ تکذیب کریں گے وہاں تک آپ شیطان کی اطاعت کریں گے۔ اسلئے کہ شیطان
کا منشاء ہی یہ ہے کہ نبی کو جھٹلایا جائے۔ نبی کو جھٹلایا جائے۔۔۔۔۔ گفتگو ختم ہوئی۔
نبی نے جہاں ایک ایک حکم پر۔۔۔۔۔ ایک ایک حکم پر یہ چاہا اور یہ تکرار کی کہ دیکھو
یہ خیال رکھنا یہ خیال رکھنا۔۔۔۔۔ دیکھو پڑوسیوں کا خیال رکھنا دیکھو یتیم بچوں کا خیال
رکھنا دیکھو بیوہ عورتوں کا خیال رکھنا۔ دیکھو جنگ کے قیدیوں کا خیال رکھنا۔ دیکھو جہاد
کرنے کا تو بھاگتے ہوئے انسانوں پر حملہ نہ کرنا۔ دیکھو اگر جہاد کرنا اگر جنگ کے میدان میں
کافر مارا جائے تو اس کے سر کو نہ کاٹنا۔ دیکھو اگر جہاد کرنا تو مرنے والوں کی لاشوں پر
اس کے عزیزوں کو نہ لانا اتنی تفصیل دی ایک ایک چیز کی تفصیل۔ ایک ایک چیز کی

تفصیل --- اور اب وہ وقت آیا --- وہ وقت آیا جہاں یہ کہا گیا کہ اگر پڑوسی کچھ مانگے تو دیکھو اگر تم پر تکلیف بھی گزر جائے تو رد نہ کرنا۔

وَمَنْعُونَ الْمَاعُونَ ☆ (سورہ ماعون آیت ۷)

یہ اصطلاح ہے قرآن میں کہ ”وہ لوگ پڑوسیوں کی باتوں کو رد کر دیتے ہیں۔“ کچھ مانگے --- ایسے رسولؐ کی اولاد آج پانی مانگ رہی ہے۔ ساتویں محرم ہے آج۔ پانی --- پانی --- کیا میں تاریخ سے ہٹ گیا۔ کیا آپ نے تاریخ کو نہیں پڑھا۔ پانی --- کتنی عجیب بات ہے بچہ باپ سے کوئی بہت بڑی چیز مانگے۔ کوئی بڑی چیز مانگے --- ہم کو گھر چاہئے۔ ہم کو سواری چاہئے تو بات کو سمجھا سکتا ہے بیٹا ہماری استطاعت نہیں مگر بچہ اگر ماں سے کہے بابا پانی --- پانی --- تو اس کے دل کا کیا حال ہو بابا یہ کہہ رہا ہے بیٹی ہائے بیٹی میں کیا کروں میں کیا کروں سیکنے --- کیا کروں؟

تو رد نہ اب مبر کو باپ کی جانی
کچھ دیتی ہو عباسؑ کو پیغام زبانی
اودے ہیں لب لعل یہ ہے تشنہ دہانی
ماتا ہے تو بی بی کیلئے لاتے ہیں پانی
محبوب الہی کے نواسے ہیں سیکنے
ہم بھی تو کئی روز سے پیاسے ہیں سیکنے

ختم شد

مجلس ہشتم

”توحید اور شرک“

- ۱۔ توحید کے پرستار عمل کریں۔
- ۲۔ مکمل کلمہ وحی ہے۔ توحید میں تسلیم ہے۔
- ۳۔ محمدؐ عربی نے کہا بحکم وحی کہ یہ میرا راستہ ہے میں بلا رہا ہوں اللہ کی طرف
- ۴۔ رسولؐ کا انکار کر کے اللہ کا گھر بنانا شرک ہے۔
- ۵۔ مسجد ضرار کی تعمیر شرک تھی۔
- ۶۔ اگر اللہ آدم کے لئے سجدے کا حکم دے تو یہ توحید ہے شرک نہیں۔
- ۷۔ اللہ کا گھر اور حجر اسود کا بوسہ توحید ہے۔ جبکہ حجر اسود کے بوسے کا ذکر قرآن میں نہیں ہے۔
- ۸۔ حکم نبیؐ ”مرضی نبیؐ توحید ہے شرک نہیں۔
- ۹۔ ”کر بلا نام ہے عظمت محمدؐ کا۔“
- ۱۰۔ شہادت حضرت عباسؓ

۸ محرم ۱۴۹۲ھ - ۲۴ فروری ۱۹۷۲ء

(نشر پارک کراچی)

مجلس ہشتم

موضوع :- توحید اور شرک

”توحید اور شرک“ کے عنوان پر یہ آٹھویں تقریر آپ کی توجہات کے لئے ہدیہ ہے۔ جو کچھ بھی کہا گیا اور جو کچھ بھی آپ نے سنا۔ کہتے ہوئے کبھی بھی دل و دماغ کے کسی گوشے میں خیال نہیں تھا کہ ہم اپنی گفتگو کو منوار ہے ہیں۔ نہیں — خیال یہ تھا کہ اس فکر کو پیش کر رہے ہیں اس کو آپ توجہ کے ساتھ آگے بڑھائیں ڈیولپ (DEVELOP) کریں دیکھیں کہ شاید آپ کسی نتیجے پر پہنچیں۔ اس اہم ترین عنوان کے لئے ظاہر ہے کہ آٹھ (۸) گھنٹے یقیناً کافی نہیں ہیں اور ضخیم کتابیں اس مضمون کو مکافہ بیان کرنے سے قاصر رہی ہیں — میرا کام صرف یہ تھا کہ بغیر دماغی تحفظات کے بغیر کسی (MENTAL RESERVATION) کے آپ کے سامنے چند حقائق کو قرآن مجید کی آیتوں سے لے کر رکھ دوں۔ اور اس کے بعد آپ تصفیہ کریں کہ اگر ہم مسلمان ہیں اگر ہم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے ہیں تو ہم صحیح طور پر پہلے یہ طے کریں کہ کیا لا الہ الا اللہ پر رک جانا توحید ہے کیونکہ بھی کلمہ تو یہی ہے کہ خدا نہیں ہے قابل پرستش مگر اللہ، یہی کہہ کہ چپ ہو جائے کیا یہ توحید ہے اگر فقط لا الہ الا اللہ توحید ہے تو مقام عمل کیا ہے۔ میدان عمل کیا ہے۔ (PRACTICAL APPLICATION) کیا ہے پس (APPLICATION) کے لئے کسی کا پیغام چاہئے۔ کسی کا عمل چاہئے۔ کسی کی سنت چاہئے۔ کسی کا اسوہ حسنہ چاہئے کوئی پیغام پہنچانے والا چاہئے کہ اس راہ پر چلو اس راہ پر نہ چلو یہ کھاؤ یہ نہ کھاؤ۔ یہ پیو یہ نہ پیو یہ نہ پہنو یہ نہ پہنو اس طرح سے زندگی بسر کرو جو خبیث کو طیب

تے پہنچنا دے یہ بتائے کہ یہ ظاہر ہے یہ نجس ہے جو بتائے کہ یہ پاک ہے یہ ناپاک
 جہ بتائے کہ یہ حلال ہے یہ حرام ہے۔ آخر توحید کے پرستار عمل بھی تو کریں۔ انہیں
 بھی لازمی طور پر یہ کہنا پڑا کہ کلمہ پورا تو یہی ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
 جب آپ نے یہ کہا کہ کلمہ پورا یہ ہے تو اب یہ بتائیے اس الوہیت میں اور اس
 عبدیت میں کیا ربط ہے۔ اس الوہیت تمام میں اور اس عبدیت تمام میں ربط کیا ہے؟
 وہ جی قیوم ہے۔ وہ لم یزل لایزال ہے۔ وہ قدیم ہے ازل ہے عبدی ہے سرمدی ہے
 اور یہاں زمانہ نبوت کل تئیس (۲۳) برس ——— تئیس برس (۲۳) حبیبؑ بھی کلمہ
 ——— اب تئیس (۲۳) برس کی زندگی بھی کلمہ میرے جلوں کو آپ سمجھ رہے ہیں لا
 الہ الا اللہ درست ہے ——— درست ہے ——— کچھ بھی نہ تھا وہ تھا۔ کچھ نہ رہے گا وہ
 رہے گا اس کے لئے اول نہیں اس کے لئے آخر نہیں اس کے لئے دل، دماغ، کیف،
 متاع، معاد، قد، یہ کوئی حرف اس کے لئے نہیں آتا اور ——— اس نے کہا میرا نام لو
 مجھے یاد کرو۔ مگر ——— مگر ——— میرا نام لینے کا سلیقہ بھی میرا بندہ سکھائے۔ اسی لئے
 فرمایا کہ مجھ سے پہلے کسی نے لا الہ الا اللہ نہیں کہا ہے۔ میں نے پہلی تقریر میں کہا
 تھا کہ مجھ سے پہلے کسی نے لا الہ الا اللہ نہیں کہا ہے۔ اپنی اپنی زبان میں وہ جو بھی
 کہتے ہوں گے سارے انبیاء موحد تھے۔ مگر یہ کلمہ بھی انہی کی زبان سے نکلا اور
 انہوں نے ہی کہا کہ یہ کلمہ بھی وحی ہے ——— کلمہ وحی ہے ——— میرے عقل کی
 تخلیق نہیں ہے۔ یہ وحی ہے ——— : ———

انما انا بشر مثکم یوحی الی الہکم اللہ واحد (سورہ کہف ۱۱۰)

”میں بشر ہوں تمہاری طرح مجھ پر وحی آتی ہے۔“

فہل انتم مسلمون (سورہ انبیاء آیت ۱۰۸)

”کیا تم مسلمان ہو گے۔“ کیا تم مسلمان بنو گے؟ میں بشر ہوں تمہاری طرح مجھ پر وحی

آتی ہے۔ وحی کی گئی ہے کہ خدا تمہارا ایک ہے۔ کیا تم مسلم بنو گے! تو آپ نے دیکھا نواز عہدیت یہ ہے کہ وہ معبود کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ توحید کا عقیدہ تو نے دیا۔ معبود کا کرم بندے پہ یہ ہے کہ وہ کہے کہ میرا بندہ ہی اب میرے پیغام کو پہنچائے گا تو اب ایسے بندے کو ایسے عہد کو معبود سے الگ کر کے دیکھنا یا یہ کہنا بس ہم موحد ہیں ہم اللہ کو ایک مانتے ہیں ہم اللہ، اللہ کریں گے۔ تو اس کے لئے اسلام میں اور قرآن میں تو کوئی جواز نہیں ہے۔ اللہ ایک ہے۔ اللہ ایک ہے۔ کوئی شخص راستے سے گزرتے ہوئے کہہ دے اللہ ایک ہے۔ نجاستوں کا خیال نہ رکھے اپنی غذا کا خیال نہ رکھے بندگی نہ کرے۔ عبادت نہ کرے۔ کوئی نیکی نہ کرے اور کہے اللہ ایک ہے آپ اس کو مسلم کہیں گے؟ اس واسطے کہ ساری دنیا کا مرتبہ بعد ختمی مرتبت اب اس نتیجے پر پہنچ چکا ہے۔ نطشے، کانٹ، ہیگل، شوپن ہار، ڈیکارٹے، سمون نے لکھ دیا کہ عقل انسانی علت الا علل پر جا کے رک جاتی ہے۔ ہر چیز کی ایک علت ہے اور علت اولیٰ کوئی ہے تو فلسفے کا یہ نتیجہ اگر آپ کوئی زبان سے کہے تو آپ اس کو موحد مان لیں گے۔ ارے موحد میں چھپا ہوا ہے مسلم توحید میں چھپی ہوئی ہے تسلیم اگر وہ نہیں ہے تو کچھ نہیں ہے۔ یہاں تک تو گفتگو تھی اور کل کی تقریر میں یہ عرض کر رہا تھا سب احباب کو علم ہے اس مقام قوت تامہ پر کہ وہ حبیب و محبوب و عبد و معبود یہ سرفرازی کہ اگر حبیب کسی نے تجھ کو جھٹلانے کی کوشش کی تو ہم بدترین عذاب میں جھٹلا کریں گے۔ شہروں کو تباہ کر دیں گے قریوں کو تباہ کر دیں گے۔ ہم مملکتوں کو تباہ کر دیں گے اگر کسی نے تیری تکذیب کی اس لئے کہ اس سے پہلے جس جس نے رسولوں کی تکذیب کی ہم نے ان بستیوں کو تباہ کر دیا۔ یہ میری کل کی گفتگو تھی میں نے اپنے پورے سلسلہ کلام کو ختم کیا۔ آج بھی کسی حد تک جہاں تک وقت ساتھ دے گا میں آپ کی خدمت کروں گا اور ظاہر ہے کہ مجھے

اپنی ان ساری تقریروں کو ان ایام غم کی نشر پارک والی تقریروں کو کل گیارہ بجے اسی خلاصے کے ساتھ کسی نتیجے کے ساتھ یہاں پیش کرنا ہے۔ اب جتنا وقت میرے پاس ہے وہ بڑا قیمتی ہے اور میں آپ سے واقعی معافی چاہتا ہوں کہ بالکل ایک طالب علم کی حیثیت سے میں نے جو مسائل آپ کے سامنے پیش کئے ہیں پھر کہتا ہوں کہ اس پر ناز نہیں ہے مگر چاہتا یہ ہوں کہ آپ قرآن پڑھنے کے بعد ان مسائل پر ناز کریں آپ قرآن پڑھنے کے بعد ان مسائل پر ناز کریں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں دیکھیں قرآن میں پڑھتا ہوں سورہ یوسف یہ بارہواں (۱۲) سورہ ہے سورہ یوسف پھر وہی ارشاد ”قل“ تم کہو۔ دیکھئے قرآن مجید میں بہت کم ایسے سورہ ہیں جو مسلسل ہوں سوائے سورہ یوسف کے۔ بیٹے نے خواب دیکھا باپ سے بیٹا جدا ہوا قید میں آیا پھر اس کے بعد بادشاہ کے پاس گیا پھر قید میں آیا پورا ایک سلسلہ اور جہاں سورہ ختم ہوا وہاں ارشاد ختمی مرتبت کو ہوا ”قل“ تم کہو۔۔۔۔۔ تم کہو۔

قل هذه سبيلي ☆

”یہ میرا راستہ ہے۔“ فی سبیل اللہ نہیں۔ کتنا اختیار ملا ہے اس بندے کو۔۔۔۔۔ کتنا اختیار ملا ہے اس بندے کو کہ ”قل“ تم کہو۔ ہم اجازت دیتے ہیں۔

قل هذه سبيلي ادعوا الى الله ☆

”میں بلا رہا ہوں اللہ کی طرف۔“

ادعوا الى الله

”یہ راستہ میرا ہے میں بلا رہوں اللہ کی طرف۔“

على بصيرة انا ومن اتبعني ☆

اس بصیرت کے ساتھ بلا رہا ہوں اللہ کی طرف جو مجھے حاصل ہے۔ پیغمبرؐ نے اپنی بصیرت کا اعلان کیا یہ میرا راستہ ہے، یہ سبیل ہے میری، یہ میرا راستہ ہے، مختلف

مقامات پر قرآن مجید میں ”فی سبیل اللہ“ کی اصطلاحات تو آپ نے پڑھی ہوں گی۔ مگر سورہ یوسف میں ارشاد ہوا: ”قل“

قل هذه سبيلي ادعوا الى الله ☆ على بصيرة انا ومن اتبعني و سبحان الله و ما انا من المشركين ☆ (سورہ یوسف آیت ۱۰۸)

”میں دعوت دے رہا ہوں اللہ کی طرف، اس بصیرت کے ساتھ جو مجھے حاصل ہے اور میری پیروی کرنے والوں کو حاصل ہے۔ ہاں کہہ دو تم میں مشرک نہیں ہوں۔“

اب آپ نے دیکھا ”توحید اور شرک“ کی منزل۔ تم کو میرا راستہ ہے تم کو میں بلا رہا ہوں، تم کو میری بصیرت ہے، پھر کو میں مشرک نہیں ہوں، تو سبیل سبیل رسول، دعوت، دعوت رسول، بصیرت، بصیرت رسول، آپ نے غور نہیں کیا کیا یہ شرک نہیں ہے۔۔۔۔۔ یہ شرک نہیں ہے۔۔۔۔۔ راستہ خدا کا۔۔۔۔۔ بلانے والا اپنی طرف رسول ہے۔۔۔۔۔ وہی ہادی ہے، میں ہوں اور پھر راستہ میرا ہے، بصیرت میری ہے اور فقط میری بصیرت نہیں جو میری پیروی کرے وہ بھی و من اتبعنی ”اور جو میرا تابع ہو۔۔۔۔۔ اور ابراہیمؑ نے بتلایا کہ مقام اتباع کیا ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا۔۔۔۔۔

فمن تبعني فلله مني ☆ (سورہ ابراہیم آیت ۳۶)

”جو میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہے تو اب مقام اتباع رسولؐ میں جو منیت رسولؐ پر قائم ہو اس کو یہاں حق ہے کہ وہ کہے کہ میری بصیرت۔

سبحن الله و ما انا من المشركين ☆ (سورہ یوسف آیت ۱۰۸)

اللہ کے رسولؐ سے پوچھنے کو جی چاہتا ہے کہ یا رسولؐ اللہ یہ آیت یہاں کیوں ختم ہوئی کہ میں مشرک نہیں ہوں۔ میں مشرک نہیں ہوں اس وقت کیا اعتبار تھا کسی کو اس وقت دنیا کیا کہہ رہی تھی کیا یہ کہہ رہی تھی کہ آپ کا راستہ نہیں ہے کیا یہ کہہ رہی تھی کہ آپ دعوت نہیں دے رہے ہیں۔ کیا یہ کہہ رہی تھی کہ یہ آپ کی بصیرت

نہیں ہے۔ اللہ کے رسولؐ اگر دنیا اس وقت کہہ رہی تھی تو آج بھی کہتی ہو گی --- آج بھی کہتی ہو گی کہ خبردار موحّد ہو تو بس اللہ کا نام کافی ہے۔ ہو اور حق کے نعرے کافی ہیں۔ رسولؐ کی کیا گفتگو ہے رسولؐ کا کیا ذکر ہے مگر آپؐ کو معلوم ہے اگر رسولؐ ہٹ جائے --- رسولؐ ہٹ جائے توحید ثابت نہیں ہے۔ اگر رسولؐ ہٹ جائے تو توحید ثابت نہیں ہے۔ اگر رسولؐ آپؐ کے دل و دماغ میں نہ رہے اور اگر رسولؐ کا حکم آپؐ کے پیش نظر نہ رہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آپؐ نے توحید الہی کو قبول نہیں کیا۔ تھوڑی سی گفتگو یہ سورہ یوسف کی آیت تھی ذرا سی زحمت اور سورہ "صف" کلام مجید کا اکسٹھوں (۶۱) سورہ یہ بارہواں (۱۲) سورہ تھا۔ جس سے استدلال کیا گیا ہے۔ عنون دیا ہے آل عمران سے۔

قرآن مجید کا اکسٹھوں سورہ ہے، سورہ "صف" یہ دو آیتیں ہیں، ذرا سنئے ترجمہ بھی میں کرتا ہوں، اور آپؐ بھی ماشاء اللہ قرآن پڑھتے پڑھتے ترجمہ کرنے کے قابل ہو گئے ہیں اس لئے کہ قرآن کچھ ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے جو بہت زیادہ قلیل نہیں ہوتے آپؐ کے لئے آسان ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلٰلِكُمْ اَنْ تَقْرَءُوْا كِتٰبَ اللّٰهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ ☆ (سورہ صف آیت ۸)

"یہ لوگ ارادہ کرتے ہیں کہ پھونک کر اللہ کے نور کو بجھا دیں، اللہ اپنے نور کو پورا کرے گا، اگرچہ کافر کراہت کریں۔"

نور الہی کو بجھانے والے کافر ہیں۔ میں سورہ "صف" سے آیت پڑھ رہا ہوں۔ اکسٹھوں سورہ ہے۔ اس کے بعد ہی دوسری آیت میں ارشاد ہوا۔

هُوَ الَّذِیْ اَوْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهٰدِیْ وَدِیْنَ الْحَقِّ لِيُظٰهِرَ عَلٰی الدِّیْنِ کُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ☆ (سورہ صف آیت ۹)

”جس نے رسولؐ کو اپنی ہدایتوں کے ساتھ بھیجا اور دین حق کے ساتھ بھیجا، تاکہ اس کا دین تمام ادیان پر غلبہ پائے اگرچہ مشرک کراہت کریں۔“
جب اپنا ذکر آیا تو کہا یہ کراہت کرنے والے کافر ہیں، اور جب نبیؐ کا ذکر آیا تو کہا یہ کراہت کرنے والے مشرک ہیں۔

اگرچہ مشرک کراہت کریں تو مطلب یہ کہ جہاں دین اسلام غلبہ چاہے اور اگر کوئی دین اسلام کے غلبے کو پسند نہ کرے وہ مشرک ہے — وہ مشرک ہے — اب ایک بحث اور رہ جاتی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ عموماً مجالس میں ہم بہت زیادہ تفصیل تو نہیں دے سکتے — مگر آپ کی توجہ کے لئے کیونکہ مجھے آپ کی قوتِ دراکہ پر ناز ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ بہت جلد آپ قبول کرتے ہیں۔ (RECEPTION) اچھا ہے اس لئے ایک آیت پڑھتا ہوں ایک آیت اور یہ سورہ توبہ کی۔ تاکہ شرک و کفر کو آپ پہچانیں۔

ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ ☆ (سورہ توبہ آیت ۱۷)
”مشرک کو اجازت نہیں ہے کہ ہمارا گھر بنائے۔“ بھی جس کو آپ کی نگاہ میں مشرک سمجھتے ہیں اللہ کا گھر وہی بناتا ہے — یہ سورہ توبہ نواں (۹) سورہ جس کو سورہ برات بھی کہتے ہیں۔

شاہد بن علیؓ انفسہم بالکفر ☆ (سورہ توبہ آیت ۱۷)
”کسی مشرک کو اجازت نہیں ہے ہمارا گھر بنانے کی جبکہ ان کا نفس گواہی دے کہ وہ کافر ہیں۔“ آپ نے دیکھا شرک اور کفر کو ایک جگہ کر دیا۔ مشرک کو اجازت نہیں ہے ہمارا گھر بنانے کی۔

شاہد بن علیؓ انفسہم بالکفر ☆ (سورہ توبہ آیت ۱۷)
”کہ وہ گواہ ہے کہ ان کے نفس کافر ہیں — کافر ہیں — انکار کرتے ہیں

انکار کرتے ہیں رسولؐ کا۔ ”گھر بناتے ہیں میرا۔“ تو خدا گواہ ہے قرآن نے کہا

لَا تَقْبَلُوا لَهُم مِّنْهُنَّ

”اے رسول ان کے گھر میں نہ ٹھہرو جا کے“ اس لئے کہ اس کی بنا کفر و نفاق و شر پر ہے اس گھر کو گرا دو حکم خدا سے مسجد کو گرا دیا گیا اور کہا کہ وہ مسجد ہم کو پسند نہیں ہے تو ہمارا گھر سہی مگر ہم سے بڑھ کر ہے۔ اس کو کوئی مسجد آپ نے کہا اس کا نام آپ کو معلوم ہے۔ ”مسجد ضرار“ دینے میں نماز جمعہ شروع ہوئی تو لوگوں نے کہا اتنی دور جا کر رسولؐ کے ساتھ نماز کیا پڑھنا۔ ہم اپنی مسجد میں پڑھیں گے۔ ہم اپنے محلے میں پڑھیں گے۔ مسجد بنائی۔ مسجد بن گئی۔ ظاہر ہے کہ ایک رات میں مسجد بنتی ہے، ”من اپنا پرانا پانی تھا“ ایک رات میں مسجد بن گئی اور صبح کو وحی آئی دیکھا تم نے — دیکھا تم نے — انہوں نے مسجد بنائی ہے۔ انہوں نے مسجد بنائی ہے۔ اور قرآن نے کہا اس مسجد کو۔

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا وَكُفَرُوا وَتَفَرَّقَ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ ☆ (سورہ توبہ آیت ۱۰۷)

یہ پناہ گاہ ہے جو رسولؐ سے اور اللہ سے لڑنے والا ہے خود کو چمپا کر رکھنے کی جگہ ہے ہمارا گھر نہیں ہے۔ یہ کمین گاہ ہے۔ ”ارصاد“ کمین گاہ ہے کہ جو تم سے اور ہم سے لڑے اس کو چمپانے کے لئے انہوں نے گھر بنایا ہے۔ جا کے گھر کو توڑ دو مسجد — مسجد توڑ دو — نبیؐ کے زمانے میں نبیؐ کے ہاتھوں اللہ کے گھر کو توڑا گیا اور یہ قرآن میں موجود ہے کیوں توڑا گیا؟

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْبُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ ☆ (سورہ توبہ آیت ۱۷)

”مشرکین کو اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ اللہ کا گھر بنائیں۔“ ارے پروردگار وہ تو نماز جمعہ اپنے محلے میں پڑھنا چاہتے تھے تو مشرک کیسے ہو گئے۔ وہ تو نماز اپنے محلے میں

پڑھنا چاہتے تھے تو مشرک کیسے ہو گئے۔ وہ تو نماز اپنے محلے میں پڑھنا چاہتے تھے اللہ کے رسولؐ کا گھر بہت دور تھا وہ مسجد بہت دور تھی انہوں نے کہا اپنے محلے میں پڑھیں۔ ارشاد فرمایا۔ مشرک مسجد نہ بنائیں جبکہ ان کے نفس گواہی دے رہے ہیں کہ وہ کفر پر ہیں۔ تو اب آپؐ نے اس منزل کو بھی دیکھا لیا کہ کتنا قریبی رشتہ ہے مابین کفر و شرک کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جس نے کہا خدا دو (۲) وہ مشرک ارے کوئی ہے خدا کو دو (۲) کہنے والا آج روئے زمین پر صاحب عقل میں نے آپؐ کو بتایا کہ ہندوستان کے فلسفیوں نے کہا کہ ان کی جو ہزاروں دیویاں ہیں اور ان کے جو صد ہا بت ہیں یہ سب ایک ہی اللہ کے جلوے ہیں۔ ایک ہی اللہ کی تجلیاں ہیں اس کو مختلف صورتوں میں آپؐ دیکھتے ہیں۔ وہ اور بات ہے کہ کوئی انکار کر دے انکار کر دے --- کروڑوں انسان جو سرخ سیلاب کی زد میں آئے انہوں نے خدا کا انکار کر دیا نہ وجود باری کا انکار کر دیا۔ وجود صالح کا انکار کر دیا۔ اور کہا ہم خدا کو ہی نہیں مانتے تو دیکھا آپؐ نے یہاں تو اب دو ہی حالتیں ہیں یا تو خدا کا کوئی انکار کر دے تو ہے ہی نہیں یا یہ کہ کوئی خدا کو مانے خدا کو مانے ایسے موقع پر شریک ہونے کا سوال شریک کرنے کا سوال اتنا عام ہو جاتا ہے کہ جہاں ذہن انسانی تھوڑا سا منتشر ہو جاتا ہے اور لوگوں کی باتوں میں آ جاتا ہے میں نے کسی کی تعظیم کی آپؐ مشرک ہو گئے میں نے کسی کی تکریم کی آپؐ مشرک ہو گئے میں نے کسی کو سلام کیا آپؐ مشرک ہو گئے میں نے ادب سے کسی کے سامنے سر کو جھکایا آپؐ مشرک ہو گئے۔ شرک تو اب اتنا آسان ہو گیا اتنا آسان ہو گیا کہ ذرا سی بات پر اور میں چیخ رہا ہوں --- لا الہ الا اللہ - محمد رسول اللہ تو کلمہ طیبہ کو سننے کے بعد بھی آپؐ مسلم نہیں کہیں گے مجھے ذرا سی۔ ذرا سی بات پر ڈرا دیا۔ اس نظر پر کہ جہاں اختلاف فکر ہو۔ آپؐ کہیں گے کہ جب وہ شرک ہے جب وہ شرک ہو گیا تو غیر خدا ہے غیر خدا تو میں نے مجلسوں کے دوران

عرض کیا ہے کل تفصیل سے عرض کروں گا جب میں خلاصہ کروں گا تقریروں کا ایک دفعہ صرف آپ کے حافظے کے لئے دو باتیں ایک کسی ہوئی بات اور ایک وہ بات جو آج کہہ رہا ہوں جس کو آپ نے نہیں سنا ہے مگر آپ کے ذہن میں ہے اس کے بعد دیکھئے گا کہ شرک کیا ہے — کوئی نبی نہ تھا اور وہ تنہا تھا اور اس نے آواز دی کہ اب زمین پر خلیفہ بنانا ہوں۔

ان جاعل فی الارض خلیفہ ☆ (سورہ بقرہ آیت ۳۰)
میں زمین پر خلیفہ بناؤں گا میرے اس جملے میں بھی نبوت کا ذکر نہیں ہے نبوت کا ذکر نہیں ہے۔ حضرت آدم کے لئے بھی بڑی حیرانی ہے مفسرین کو کہ ان کو نبی کہا گیا قرآن میں کہ نہیں کہا گیا۔

قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسلف الدماء ☆ (سورہ بقرہ آیت ۳۰)
کیا تو چاہتا ہے کہ زمین پر خونریزی ہو۔ زمین پر فساد ہو۔۔۔

ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک (سورہ بقرہ آیت ۳۰)
”تیری تسبیح ہو، تقدیس ہو، تجید و تحلیل کے لئے ہم ہیں۔“

قال انی اعلم ما لا تعلمون ☆ (سورہ بقرہ آیت ۳۰)
کہا ”مجھے علم ہے تمہیں علم نہیں ہے۔“ تم کو علم نہیں ہے۔ ہاں۔ ہاں اس کو بنایا ہے مٹی سے مٹی سے بنایا ہے۔

فاذا سوتہ ونفخت فیہ من روحی قفوا لہ ساجدین ☆ (سورہ حجر آیت ۲۹)
”جب میں روح ڈال دوں سجدہ کرو۔“ ملا کہ نے سجدہ کیا۔ ملا کہ یہ تو کہتے ہیں کہ تو نے بنایا آدم کو یہ خونریزی کرے گا اور ملا کہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ سجدہ شرک ہے۔ ملا کہ یہ تو کہتے ہیں۔

من یفسد فیہا ویسلف الدماء ☆ (سورہ بقرہ آیت ۲۹)

”کیا خونریزی کرنے کے لئے بنا رہا ہے۔“ مگر جب حکم ہوا سجدے کا تو ملا مکہ نے سجدہ کیا۔ اجمعون سمجھوں نے سجدہ کیا کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اعتراض نہیں کیا الا ابلیس سجدے کو شرک سمجھنا یا کفر سمجھنا وہ بھی ابلیس کے بس میں نہیں ہے گفتگو کہاں تک پہنچی یعنی ابلیس یہ نہیں کتا کہ مالک شرک نہیں کروں گا وہ یہ نہیں کتا مالک کفر نہیں کروں گا وہ اپنی حجت الگ پیش کر رہا ہے کہ پروردگار مجھے آگ سے بنایا اسے مٹی سے بنایا میں اس سے افضل ہوں افضل کو کیوں جھکاتا ہے مفضل کے سامنے شیطان بڑا عقلمند ہے۔ شیطان بڑا عقل مند ہے۔ وہ پھر بھی خیال کرتا ہے کہ افضل کو نہیں جھکنا چاہئے۔ مفضل کے سامنے — اس نے کہا —

فَاخْرُجْ مِنْهَا لَٰنَكَ وَجْهٌ ۙ (سورہ حجر آیت ۳۴)

”جاؤ۔ جاؤ یہاں سے جاؤ۔ راندہ درگاہ ہو۔“ کوئی تمہارے لئے حجت، دلیل، برہان نہیں ہے۔ علماء نے کہا سجدہ۔ سجدہ خدا کی طرف تھا۔ سجدہ خدا کے لئے تھا اب جو بھی تشریح ہو جو بھی تفسیر ہو مگر حکم آجائے اس ایک کا کہ کرو سجدہ تو وہ بھی توحید۔ بھی میری بات کو سمجھئے۔ اگر اس کا حکم آئے تو یہ تو انسان ہے اگر میرے نام سے منسوب کچھ دیواریں ہو جائیں مٹی کی اور اس کے گرد اگر پھرتے جاؤ اور اگر آخر میں کسی کالے پتھر کو بوسہ دو اور اگر نبیؐ راضی ہو تو توحید، دیکھیں کس منزل پر گفتگو آئی۔ قرآن میں ہے کہیں حجر اسود کے بوسے کا ذکر کوئی آیت بتائیے چھ ہزار دو سو چھتیس (۶۲۳۶) آیتیں ہیں قرآن میں کسی مقام پر بتائیے کہ حجر اسود کو بوسہ دو۔ طواف کا ذکر ہے۔ طواف کا ذکر ہے۔؟

طَهِّرْ اٰيِنِي لِلطَّاءِفِيْنَ وَالْعَاكِفِيْنَ ۙ (سورہ بقرہ آیت ۱۲۵)

”باپ بیٹے اے ابراہیم و اسماعیل میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں کے لئے پاک کر دو۔ مگر حجر اسود کا ذکر نہیں ہے۔ زمانہ رسولؐ میں حجر اسود کو

نسبت محمدؐ سے ہے۔ نسبت محمدؐ سے ہے۔ اور ایسی نسبت کہ جہاں جان دیدی مگر محمدؐ کے احترام میں فرق آنے نہیں دیا۔ کر بلا نام ہے احترام محمدؐ کا، کر بلا نام ہے عظمت محمدؐ کا، کر بلا نام ہے شہادت رسالت محمدؐ کا، نہیں۔ کر بلا وہ فیصلہ کن منزل ہے جس منزل پر فیصلہ کن اعلان کیا کہ محمدؐ کی حلال کی ہوئی شے قیامت تک حلال ہے۔ محمدؐ نے جس کو حرام کیا وہ قیامت تک حرام ہے۔ اور ایسی منزل پر بہت آسان تھا حسینؑ کے لئے حکومت وقت میں جذب ہو جاتے۔ حکومت وقت میں جذب ہو جاتے۔ اور یہ کہتے ہوئے جذب ہو جاتے کہ کلمہ تو تو بھی پڑھتا ہے نہ مگر نہیں۔۔۔ نہیں جنگ کی اور جتنی فرصت ملی جتنی مہلت ملی قیامت کی جنگ تھی۔ بڑے لشکر آئے تھے، جاتے ہوئے یہ لشکر گئے جاسکتے تھے۔ اتنے آدمی کر بلا میں شہدائے کر بلا کی تلواروں سے قتل ہوئے اور ایسے موقع پر آخری وقت تک یہی کوشش کہ مان جاؤ سنبھل جاؤ گلہ نہیں کروں گا کہ اکبرؑ مر گئے۔ گلہ نہیں کروں گا کہ قاسمؑ کا جسم چھلنی ہو گیا۔ گلہ نہیں کروں گا کہ عونؑ و محمدؑ نہ رہے۔ دیکھئے بہت غور سے سنئے پوچھا تو یہی پوچھا۔۔۔۔۔

”مجھے کیوں قتل کر رہے ہو۔“

”کیا میں نے شریعت میں کوئی تبدیلی کی؟“ ابو اسحاق اسفرائینی علماء اہلسنت و الجماعت میں اول علماء میں سے ہیں۔ ان کے مقتل کا نام ہے ”نور العین“ بڑا قدیم مقتل ہے اور ہمارے لئے ماخذ ہے۔

”مجھے کیوں قتل کر رہے ہو۔“

”کیا میں نے رسولؐ کی شریعت میں کوئی تبدیلی کی۔“۔۔۔ مسلمانوں کے لئے آسان تھا یہ کہنا جو آج ساری باتیں کہی جا رہی ہیں۔۔۔ حسینؑ تمہاری شریعت الگ ہے۔ حسینؑ تمہارا دین الگ ہے۔ حسینؑ تمہارے باپ کا دین الگ تھا۔ حسینؑ تمہارا قرآن

اُلگ ہے۔ حسینؑ تمہارے باپ کا قرآن الگ ہے۔ حکومت وقت ہزار بہانے تراش سکتی تھی۔۔۔۔۔ مگر کوئی موقع نہیں تھا کوئی انکار نہ تھا سمجھوں نے کہا فرزند رسول آپؐ نے کوئی شریعت میں تبدیلی نہیں کی۔ آپؐ نے کسی کا خون نہیں بہایا۔ آپؐ کے ذمہ کوئی قتل نہیں ہے مگر فرزند رسول حاکم کا حکم ہے کہ وہ بیعت چاہتا ہے۔ آپؐ نے نما فاسق و فاجر کی بیعت نہیں کروں گا۔ شرابی کی بیعت نہیں کروں گا۔ رسولؐ کے حرام کو حلال کرنے والے کی بیعت نہیں کروں گا اور پھر اس کے بعد اذن شروع کیا جاؤ عون و محمدؑ جاؤ قاسمؑ جاؤ۔ علیؑ اکبرؑ جاؤ۔ پورا گھر گیا علیؑ کے بیٹوں کی باری آئی۔ دو چار جملے ہیں حاضرین بہت سے افراد اور بہت سے احباب میرے ہاں ایسے ہیں کہ جن کیلئے ایسے طرز فکر میں انوکھا پن ہے میں ان سے معذرت چاہتا ہوں آج محرم کی آٹھویں تاریخ ہے۔ اب ہمارے پاس کل کا ایک ہی دن رہ گیا ہے اور پرسوں کو دسویں ہے کوئی تقریر نہیں ہوگی۔۔۔۔۔ کچھ دیر کے لئے آپؐ کو جمع کیا جاتا ہے تاکہ آپؐ اس عالم میں بھی دیکھ سکیں کہ جس عالم پر کفر کا شبہ ہے جس عالم پر شرک کا شبہ ہے اس عالم کو بھی دیکھ لیں۔ سب جا چکے ہیں ایک مرتبہ ابو الفضل العباسؑ آ گئے اور آ کے کہا آقا اجازت ہے بھائیوں کو بھیجوں۔ ام البنین کے چار بیٹے تھے پہلے سب سے چھوٹے بیٹے کو بھیجا یعنی عباسؑ کے چھوٹے بھائی گئے۔ منجھلے بھائی گئے۔ عباسؑ سے جو چھوٹے تھے وہ بھائی گئے۔ تین بھائیوں کی لاشیں آئیں اس کے بعد پھر عباسؑ آ گئے کہا عباسؑ اب کیا چاہتے ہو؟ کہا آقا۔۔۔۔۔ میرا ایک بچہ ہے آقا نو برس کا بچہ ہے آقا محمد ابن عباسؑ نام ہے۔ کہا عباسؑ بچہ بہت چھوٹا ہے۔ عباسؑ نے کہا آقا میرا دل چاہتا ہے اس لال کو میں سجا کر اسلحہ جنگ سے آراستہ کر کے میدان میں بھیجوں۔ کہا عباسؑ تمہاری مرضی۔ نو برس کا بچہ امام کی خدمت میں آیا پاؤں پر سر رکھ کر رخصت لے کر چلا۔ تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی بابا آؤ بابا عباسؑ چلے تو گہڑ کے کہا

عباسؑ کیا ہو سکتا ہے کہ باپ بیٹے کی لاش پر جائے۔ تم کو جانے نہیں دوں گا۔ تم یہاں کھڑے رہو ہم لاش لے کر آتے ہیں۔ لاش ——— بھتیجے کی۔ حسینؑ مگے عباسؑ کے جگر گوشے کی لاش لائے۔ بھرا گھر خالی ہو گیا۔ اب شاید دو جملے رہ گئے۔ سنئے بھرا گھر خالی ہو گیا۔ حسینؑ ابن علیؑ سے ابو الفضل نے سر جھکا کے کہا آقا اب غلام کو اجازت ہو بس اتنا سننا تھا کہ آنکھوں سے مسلسل آنسو جاری ہو گئے کہا عباسؑ تم کو تو سینے سے لگا کر پالا ہے نہ تم کو تو بچپن سے پالا ہے تمہیں کیسے اجازت دے دوں۔ کہا آقا۔ آقا میں نہ دیکھ سکوں گا آپ کو زخمی نہ دیکھ سکوں گا میں آپ کو حیران نہ دیکھ سکوں گا مولا جب تک میں زندہ ہوں آپ کے جسم اور سر پر ایک زخم نہیں آیا ہے۔ تیرا برابر چل رہے ہیں مولا۔ مولا مجھے اجازت دیجئے۔ عباسؑ نہیں۔ عباسؑ۔ عباسؑ بچوں کی آس ٹوٹ جائے گی۔ عباسؑ گھر کا نقشہ بدل جائے گا۔ عباسؑ شہزادیاں نا امید ہو جائیں گی۔ عباسؑ میری کمر جھکے گی۔ عباسؑ میرا علم گرے گا۔ کیا کہتے ہو عباسؑ؟ کہا نہیں آقا مجھے جانے دیجئے۔ حسینؑ نے کہا ہم دونوں مل کے جائیں گے۔ کہا نہیں آقا میرے سامنے آپ زخمی نہیں ہوں گے میں نہ دیکھ سکوں گا۔ آپ یہیں رہیں۔ ایسے میں وہ واقعہ جس کو آپ نے سنا خیمے میں گئے ایک بچی کو گود میں اٹھایا اور محبت سے کہنے لگے سیکینہؑ چل کر سفارش کرو۔ اور کو بابا مجھے بڑی پیاس لگی ہے چچا کو جانے دیں۔ چچا کو جانے دو سیکینہؑ چچا کی گود میں آئیں۔ باپ نے بیٹی کو گود میں دیکھ کر کہا سیکینہؑ بہت پچھتاؤ گی سیکینہؑ بہت روؤ گی۔ زندگی بھر روؤ گی سیکینہؑ ——— اب تیرا چچا نہیں آئے گا ——— اب تیرا چچا نہیں آئے گا۔ اب سیکینہؑ چپ ہیں عباسؑ علم ہاتھ میں لئے ایک مرتبہ جھک کر چاہتے تھے کہ آقا کے قدموں پر گر کر خدا حافظ کہیں کہ ایک مرتبہ نفعہ نے خیمے کا پردہ اٹھایا کہا علیؑ کے لال فاطمہؑ کی بیٹی بلا رہی ہے۔ اب تو عباسؑ ریشہ بر اندام ہو گئے۔ حسینؑ کو سنبھالنا آسان تھا مگر شہزادی سے کیا کہیں۔

عباسؑ آئے۔ جناب زینبؑ نے صورت کو دیکھا کہا میں سمجھ گئی میں سمجھ گئی تم جا رہے ہو۔ گھر پورا لٹ گیا میرے بچے نہ رہے حسینؑ کا لال نہ رہا علیؑ کا پورا گھرا جڑ گیا ظاہر ہے تم کو روکوں گی نہیں عباسؑ پر ایک بات کہنا چاہتی ہوں اور وہ بات یہ تھی عباسؑ کہ میں جب اکیسویں رمضان کو بابا کو خدا حافظ کہہ رہی تھی تو بابا میرے بازوؤں کو چوم رہے تھے میں نے کہا بابا کیا بات ہے تو رو۔ کے کہنے لگے زینبؑ بازوؤں میں رسی بندھے گی۔۔۔ میں چپ ہو گئی عباسؑ۔۔۔ میں چپ ہو گئی مگر ہمیشہ یہ سوچتی تھی کہ جس بی بی کے اتنے بھائی ہوں اس کے بازوؤں میں رسی کیسے بندھے گی۔ عباسؑ۔۔۔ اب مجھے یقین ہو گیا عباسؑ۔۔۔ اب جاؤ اللہ کے حوالہ کیا عباسؑ اب مجھے یقین ہو گیا۔ حمید ابن مسلم بیان کرتا ہے کہ عباسؑ نے زینبؑ سے اجازت لی خیمے کے باہر آئے حمید کہتا ہے خدا کی قسم یہ کاتب ہے یہ واقعہ نویس ہے ابن زیاد کا وہ لکھتا ہے خدا کی قسم صبح سے میں دیکھ رہا تھا عون و محمد نکلے۔ علی اکبرؑ نکلے۔ قاسم نکلے۔ علیؑ کے شیر نکلے مگر کبھی کسی بی بی نے خیمے کا پردہ نہیں اٹھایا اور ایک مرتبہ جب عباسؑ باہر آئے حمید کہتا ہے تمام خیموں کے پردے اٹھ گئے اور ساری بیسیاں عباسؑ۔۔۔ عباسؑ۔۔۔ عباسؑ۔۔۔

ختم شد

مجلس نہم

”توحید اور شرک“

- ۱۔ وحدت افکار سے وحدت اتحاد ہے۔
- ۲۔ جھوٹے انسانوں کی اکثریت رسولوں کی اقلیت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکی۔
- ۳۔ خدا نے ایک ہی خاندان کو چن لیا لیکن خدا پر خاندان پرستی کا الزام نہیں آ سکتا۔
- ۴۔ توحید ہی میں سلسلہ ہدایت آتا ہے شیطان اس کو منقطع کرنا چاہتا ہے۔
- ۵۔ پہلا اختلاف انتقال اقتدار پر ہوا تھا۔
- ۶۔ اکائی کا تصور بغیر محمدؐ بے کار ہے۔
- ۷۔ محمدؐ کا نام آئے تو شریف آدمی کا سر جھکتا ہے۔
- ۸۔ رسولؐ نے کافروں سے اور علیؑ نے منافقین سے جنگ کی۔
- ۹۔ علم، ذوالجناح، تابوت کو سجدہ نہیں کیا جاتا یہ آثار ہیں جن سے قوم پہچانی جاتی ہے۔
- ۱۰۔ قرآن میں مسجد کے مینار بنانے کا حکم نہیں ہے۔
- ۱۱۔ اہل حرم سے امام حسینؑ کی رخصت۔

۹ محرم ۱۳۹۲ھ - ۲۵ فروری ۱۹۷۲ء

(نشر پارک کراچی)

مجلس نہم

موضوع:- توحید اور شرک

سورہ آل عمران کی اس آیت پر مسلسل آٹھ تقریریں آپ سماعت فرما چکے ہیں یہ سلسلے کی نویں اور آخری تقریر ہے۔ اس طرح ہم کو حسب وعدہ اس فریضے کو بھی ادا کرنا ہے کہ جو کچھ کہا گیا مختصر الفاظ میں اس سے استفادہ کیا جائے ”اور پھر کسی نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کی جائے۔ سب سے پہلے جو امر قابل غور ہے وہ یہ کہ ملت کا گراں بہا اور سب سے زیادہ قیمتی سرمایہ جو دنیوی اعتبار سے ہو یا دینی اعتبار سے وہ اخلاقی اعتبار سے ہو یا سیاسی اعتبار سے ہو وہ سرمایہ ”عقیدہ توحید“ ہے یعنی اگر ملت مسلمہ توحید کے اصلاح اور اس کے انتہاء کو پیش نظر رکھے کہ کس طرح سے اس کو (APPLY) کیا جائے اس کا (APPLICATION) کیا ہو تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ ”وحدہ لا شریک“ تو قدیم ہے ازل ہے۔ ابدی ہے۔ سرمدی ہے۔ مگر جس دور میں ہم ہیں وہاں اس عقیدہ توحید سے وحدت فکر پیدا ہوگی۔ اور وحدت افکار سے وحدت کردار آئے گی۔ ملت متحد ہوگی ملت میں اتحاد یقیناً دریا ہو گا اگر عقیدہ توحید کاملت پر صحیح طریقے سے اطلاق ہو جائے (APPLY) ہو جائے۔ قصہ یہ ہے کہ توحید ہی میں یہ عقیدہ بھی (APPLY) ہو تو وحدت افکار بھی ہے وحدت کردار بھی لیکن توحید ہی میں یہ عقیدہ بھی موجود ہے اس ایک میں وحدہ لا شریک میں جو عین قدرت ہے عین حیات ہے۔ عین علم ہے کبھی نہیں کہا کہ اس کی مخلوق بغیر ہادی کے رہے۔ کبھی نہیں چاہا کہ اللہ کی یہ مخلوق جو حیات عقلی رکھتی ہے بغیر کسی راہبر کے رہے اس لئے حلال مشکلات نے خطبہ دیتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

و لم یخل اللہ سبحانہ خلقہ من نبی مرسل ☆ او کتاب منزل ☆ او حجۃ لا زمۃ
☆ او معجۃ قائمۃ ☆ رسل لا تقصر و بہم قلتہ عددہم ☆ ولا کثرہ المکذبین
لہم ☆

”اللہ نے کسی دور کو اپنی حجت سے خالی نہیں رکھا۔ رسول پر رسول بھیجے نبی پر نبی
بھیجے رسولوں کا اقلیت میں رہنا رسولوں کو نقصان نہ پہنچا سکا اور رسولوں پر جھوٹ
بولنے والوں کی اکثریت رسولوں کو نقصان نہ پہنچا سکی۔“

ولا کثرہ المکذبین لہم
”نہ ان پر جھوٹ بولنے والوں کی کثرت ان کو نقصان پہنچا سکی۔“

من سابق سمی لہ من بعدہ او غابر عرثہ ☆ علی ذالک نسلت القرون ☆
و مضت الدہور ☆ و سلف الاباء

”یہاں تک کہ دہر کے بعد دہر اور عصر کے بعد عصر اسی طرح سے زمانے گزرتے گئے
اور بزرگوں نے اپنے آنے والوں کے لئے پیغام چھوڑا اور آنے والوں نے اپنے
بزرگوں سے میراث پائی۔“

الی ان بعث اللہ سبحانہ محمدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لا نجاز عدتہ
و تمام نبوتہ ☆

”یہاں تک کہ خداوند علی اعلیٰ نے احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ کو بھیجا۔“

عدتہ و تمام نبوتہ
”تاکہ اس کے فیصلے کا وقت آخر آئے تاکہ نبوت ختم ہو جائے تاکہ اس کا وعدہ پورا
ہو جائے لیکن یاد رکھئے گا۔“

ملحوظا علی النبین میثاقہ مشہورۃ سمانہ ☆ میلادہ ☆
”اس کی نشانیاں مشہور تھیں اس کی میلاد اور مکرم اور پھر انبیاء سے اس کے میثاق

کو لے لیا گیا تھا وہ آیا اور اس طرح سے آیا۔۔۔۔۔

”اس کو کسی معمولی گھرانے سے نہیں لیا۔ اسے کسی معمولی معدن سے نہیں لیا۔ بلکہ بہترین عناصر سے اس جوہر نایاب کو اٹھایا اور بہترین طریقے سے اس درخت کی آبیاری ہوئی۔“

”اس کا درخت بہترین درخت تھا۔ اس کی عزت بہترین تھی۔ یہ درخت حرم میں لگا اور حرم میں پھولا اور پھلا اور کرم الہی کے سائے میں پروان چڑھا اس کی سنت میں فضیلتیں ہی فضیلتیں ہیں اس کے کلام میں عدل ہے اس کا حکم فیملہ کن ہے۔ اس کا منشاء یہی حقیقی منشاء ہے اللہ کا کہ ایک ایسا نبی آیا پھر اس کے بعد آواز آئی کہ محمد آئے اب نبوت ختم ہوئی اب پیغام نہیں آئے گا۔ اب کوئی خبر نہیں آئے گی تو توحید کے عقیدے ہی میں یہ پنہاں ہے کہ جس کے نظام عدل میں یہ لازم ہے جس کے نظام عدل میں یہ لازم ہے کہ مخلوق رہے رہبر نہ رہے تو اس ایک نے ”وحدہ لا شریک“ نے اپنی طویل مصلحتوں کے بناء پر سلسلہ نبوت کا آغاز کیا اور اتفاق سے یہ عجیب اس کی مصلحت تھی کہ ایک گھرانے سے چنانچہ ذریت آدم میں نوح ذریت نوح میں ابراہیم ذریت ابراہیم میں اسماعیل و اسرائیل۔ اسرائیل کی اولاد میں کچھ انبیاء اور ذریت اسماعیل میں ختمی مرتبت ایسا معلوم ہوا کہ ایک خاندان کو چن لیا گیا تھا تم خاندان کو محترم کرتے جاؤ۔

ان اللہ اصطفیٰ ادم و نوح و ال ابراہیم و ال عمران علی العالمین ☆ (سورہ آل عمران آیت ۳۳)

ایک خاندان کو بھارا ہے ایک خاندان کو بلند کیا ہے تو اب کس پر خاندان پرستی کا الزام نہ لگ جائے۔۔۔۔۔ اور ابراہیم کا یہ عالم ہے کہ وہ اپنے آپ کو مسلم کہتے ہیں۔ اسماعیل کا یہ عالم ہے کہ وہ اپنے آپ کو مسلم کہتے ہیں۔ باپ بیٹے دونوں ملتے

ہیں تو کہتے ہیں۔

ربنا واجعلنا مسلمین لک ☆ (سورہ بقرہ آیت ۱۲۸)

”پروردگار ہم دونوں کو مسلم بنا۔“ یعقوب اپنے آپ کو مسلم کہتے ہیں۔ اسحاق اپنے آپ کو مسلم کہتے ہیں انبیاء نے سب نے یہ طے کیا کہ ہم تسلیم کی منزل پر ہیں۔ اسلام بظاہر بعد میں آئے مگر۔۔۔

ان الذین عند اللہ الا سلام ☆ (سورہ آل عمران آیت ۱۹)

لیکن یہ عجیب منزل ہے آپ کی توجہ حاصل کرنا چاہتا ہوں اب آیت پڑھوں گا۔
شهد اللہ انہ لا الہ الا هو والملائکۃ واولو العلم قائما بالقسط ☆ لا الہ الا هو
الحزب الحکیم ☆ (آیت ۱۸)

ان الذین عند اللہ الا سلام و ما اختلف الذین او تو الکتاب الا من بعد ما جاء ہم العلم بغیا ☆ (سورہ آل عمران آیت ۱۹)

”اثر کی عنایت میں جو دین ہے وہ اسلام ہے اور کسی نے اختلاف نہیں کیا مگر یہ کہ کتاب ان کے پاس آگئی تھی علم ان کو مل چکا تھا آپس کی مخالفتوں اور آپس کی بغاوتوں کا اثر دین پر پڑا ورنہ دین مخالفت کے لئے ہے ہی نہیں۔ ورنہ مستقات عقیلہ کی کون مخالفت کرے گا۔ مستقات عقیلہ کی کون مخالفت کرے گا۔ جو دراصل صحف انبیاء ہیں ان کی کون مخالفت کرے گا تسلیم کا کوئی مخالف نہیں ہے بلکہ آپ کی مخالفت میں ایک دوسرے کی لڑائی میں اچھا تم اس کو مانتے ہو ہم نہیں مانتے۔ پس یہ ہوا کہ سارا جھگڑا اسی بات پر ہے کہ تم نے ان کو مانا ہم نہیں مانتے تو آپس کے جھگڑے ہیں تو ذوات مقدسہ جن کے لئے یہ جھگڑے ہیں وہ ہر جھگڑے سے بلند ہیں۔ اسلام کی منزل بھی یہی تھی کہ بذات خود اسلام جو مستقات عقیلہ کا مجموعہ ہے اس میں کوئی گنجائش کسی کے لئے عداوت و بغاوت کی نہیں ہے۔

ان الذين عند الله الا سلام وما اختلف الذين او تو الكتاب الا من بعد ما جاءهم العلم بغيا ☆ (سورہ آل عمران آیت ۱۹)

”اور یہ طے ہے کہ صاحبان کتاب جن کو کتاب دی جا چکی تھی انہوں نے اختلاف نہیں کیا“ مگر یہ --- مگر یہ کہ علم کے آجانے کے بعد تو اب ہم اس منزل سے بھی آگے گزر گئے مگر ایک امر کی طرف متوجہ کرتے ہوئے وہ یہ کہ توحید ہی میں --- توحید ہی میں وہ نظام عدل آتا ہے جہاں سلسلہ ہدایت آگے بڑھے۔ وہ نظام عدل آتا ہے جہاں سلسلہ ہدایت نہ رکے۔ شیطان کی کوشش یہ ہے کہ سلسلہ ہدایت منقطع ہو جائے شیطان کی کوشش یہ ہے کہ کوئی ہادی سامنے نہ آئے۔ وہ خدا کو تو خوب جانتا ہے اس کی قدرت کو جانتا ہے اس کی خلافت کو جانتا ہے اس کے علم و حیات کا وہ قائل ہے اسے وہ پرستش کے قابل سمجھتا ہے شیطان نے ہزاروں برس اللہ کی کو سجدہ کیا۔ مگر ایک حکم کا انکار کیا ہے اور اس حکم کا تعلق ایک انسان سے تھا کہ جس کے لئے کہا۔

انی جاعل فی الارض خلیفہ ☆ (سورہ بقرہ آیت ۳۰)

”میں زمین پر خلیفہ بنا رہا ہوں۔“ شیطان نے انکار کر دیا۔ پہلا ہنگامہ پہلا اختلاف تو اسی بات پر ہوا کہ تو نے اپنا اقتدار اس کو کیوں منتقل کیا مجھے کیوں منتقل نہیں کیا جھگڑا انتقال اقتدار پر ہے کہ یہ اقتدار ادھر کیسے جا رہا ہے۔

خلقتنی من انار و خلقتہ من طین ☆ (سورہ ص آیت ۷۵)

”مجھے آگ سے پیدا کیا اسے مٹی سے پیدا کیا“ آگ مٹی سے افضل ہے حالانکہ قرآن نے بتلایا کہ یہ فلسفہ اس کا غلط ہے۔

جعل لکم من الشجر الا خضر نلوا ☆ (سورہ ”سین“ آیت ۸۰)

”ارے درخت سے آگ نکلتی ہے۔“ لکڑیوں سے آگ نکلتی ہے۔ لکڑی زمین کی

پیداوار ہے۔ زمین اس کے لیے اصل ہے۔ اس لئے زمین آگ سے افضل ہے یہ تو بتلانا تھا اللہ کو کہ تو نے غلط فیصلہ کیا تو نے اپنی فضیلت پر جو سند دی وہ خود مہمل تھی وہ دلیل غلط تھی۔ آگ مٹی سے افضل نہیں ہے مٹی آگ سے افضل ہے وہ روٹ ہے وہ عقل ہے وہ فعال ہے ہر صورت جھگڑا اس سے یہ تھا کہ یہ اقتدار کیسے منتقل ہو رہا ہے۔ سجدے پر اعتراض نہیں ہے۔ پیشانی کو جھکانے پر اعتراض نہیں ہے۔ اعتراض اسی بات پر ہے کہ تو نے جو کہا۔۔۔

ان جاعل فی الارض خلیفہ ☆ (سورہ بقرہ آیت ۳۰)

”کہ میں دنیا پر اپنا خلیفہ بنا رہا ہوں۔“ تو یہ اقتدار اس کو جو منتقل ہوا یہ اگر مجھے منتقل ہوتا تو میں تیری پرستش کرواتا میں تیری بندگی کرواتا میں تیری عبادت کرواتا۔ میں تیرے حبیب القیوم و لم یزل و لم یزال ہونے کا اعلان کرواتا مگر جب تو نے مجھے ٹھکرایا ہے تو مجھے بھی مہلت دے میں سب کو بہکاؤں گا۔ ظاہر ہے نبوت انتہائی اخلاص کے ساتھ تواضع کے ساتھ انکساری کے ساتھ صداقت کے ساتھ دیانت کے ساتھ آگے بڑھے گی اور ہدایت کا ہمیشہ یہ طریقہ رہا ہے کہ جو دشمنی جس طرح سے بھی ہو جائے مگر دیانت و عداوت ہاتھ سے نہ جائے مگر جو ہدایت کے خلاف کھڑے ہو جاتے ہیں مگر جو دین و دیانت کے خلاف کھڑے ہو جاتے ہیں وہ شریعت پر بھی آتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ عوام کو بھڑکائیں عوام کو ایک ایسی راہ پر لے جا کر ڈال دیں کہ جہاں سے عوام پھر واپس نہ آسکیں اور ان کو راستہ نظر نہ آئے۔ اور بھٹکتے بھٹکتے دین تو ملتا نہیں ہے مخالفت کے لئے پھر وہ آپس میں مخالفت شروع کر دیتے ہیں اور اس کا انجام خطرناک ہوتا ہے یہی وہ وجہ تھی کہ جہاں شیطان نے بھروسہ کیا اپنی ذات پر اور اللہ سے جو وعدہ کیا کہ میں سب کو بہکاؤں گا ارشاد ہوا کہ اچھا جاؤ۔۔۔ اچھا جاؤ

الی یوم الوقت المعلوم ☆ (سورہ ص آیت ۸۱)

”ہم نے تم کو مہلت دی۔“ تم کو ہم نے مہلت دی قیامت تک کے دن کی لیکن قیامت کے دن کیا کرو گے۔ قیامت کے دن کیا کرو گے سورہ ابراہیم ایک دن تو جانا ہے نہ دیکھئے یہ نظریہ توحید اور عقیدہ توحید کا کمال ہے اگر مبداء ہے تو معاد ہے اگر ابتداء ہے تو انتہا ہے اگر آغاز ہے تو انجام ہے اگر ازل ہے ابد ہے اگر خلقت ہے تو قیامت ہے تو آپ نے دیکھا امن پر کنٹرول کبھی نہیں ہو سکتا جب تک قیامت پر عقیدہ نہ ہو۔ جو قیامت ہی کو نہ مانے یہ ظلم کرے تو کیا وہ استبداد کرتے تو کیا کسی کو لوٹ لے تو کیا کوئی ہو سکتا ہے نہیں وہ قیامت ہی کا قائل نہیں ہے تو آپ نے دیکھا نظریہ توحید میں سلسلہ ہدایت بھی ہے نبوت بھی ہے عدل بھی ہے قیامت بھی ہے تو ایک سے ایک تک تو قیامت کے میدان میں آنا ہے وہاں کیا ہو گا؟ مدت ختم ہو گئی۔ مہلت ختم ہو گئی اب وہاں پہنچ کر ایک مرتبہ شیطان نے ایک طویل تقریر کی اہل معشر کے گرد اپنے پورے کارناموں کو بیان کیا اور کہا دیکھو۔۔۔۔۔ دیکھو۔۔۔۔۔

ان اللہ وعدکم وعد الحق ☆ (سورہ ابراہیم آیت ۲۲)

”اللہ نے جو وعدہ کیا وہ سچا۔“

و وعدتکم فاختللتکم ☆ (سورہ ابراہیم آیت ۲۲)

”اور میں نے جو وعدہ کیا وہ جھوٹا۔“

فلا تلو مونی ولو مو انفسکم ☆ (سورہ ابراہیم آیت ۲۲)

”آج مجھے ملامت نہ کرو اپنے نفسوں کو ملامت کرو۔“

میں نے تم کو پیدا نہیں کیا تھا میں نے تم کو باصرہ، سامعہ، ذائقہ، لامہ، شامہ، یہ طاقتیں نہیں دی تھیں۔ میں تمہارے روزی کا ذمہ دار نہیں تھا۔ تم کیوں آئے۔ تم کیوں آئے۔ میری طاقت ہے تو بس یہی کہ میں نے تم کو آواز دی۔

دعوتکم لاستجبتم لی ☆ (سورہ ابراہیم آیت ۲۲)

”میں نے جب تم کو پکارا تم دوڑ کے میرے پاس آ گئے۔“

للا تلو مونی ولو مو انفسکم ☆ (سورہ ابراہیم آیت ۲۲)

”اب اپنے نفسوں کو ملامت کرو مجھے ملامت نہ کرو۔“

ما انا بمصر حکم و ما انتم بمصر خی ☆ (سورہ ابراہیم آیت ۲۲)

”نہ آج تم میرے ولی ہو نہ آج میں تمہارا ولی ہوں۔“ نہ آج تم مجھے بچا سکتے ہو نہ آج تمہیں میں بچا سکتا ہوں۔ شیطان نے فیصلہ دیا اور آخر وقت دیا فیصلہ قرآن نے پہلے ہی بتا دیا کہ شیطان کا فیصلہ یہ ہے — شیطان کا فیصلہ یہ ہے جو قیامت میں ہونے والا ہے۔ مگر قدرت کی رحمت دیکھو پہلے سے فیصلے کو بتا دیا کہ شیطان یہ فیصلہ کرنے والا ہے۔ اب تو خدا ترس بنو اب تو رسولؐ کے کہنے پر چلو اب تو رسولؐ کی باتوں کو تسلیم کرو۔ تو بہر حال پہلی ہی منزل ان آٹھ تقریروں میں یہ تھی کہ اللہ سر آنکھوں پر دل و دماغ پر ایک ایک رگ حیات میں ایک ایک نفس میں اللہ ایک ہے۔ نظریہ اکائی کا تصور بیکار ہے اگر محمدؐ نہیں ہے۔ اور ختمی مرتبت کا تصور بیکار ہے۔ اگر ان کے احکام پر عمل نہیں ہے اگر ان کے احکام پر عمل نہیں ہے ان کا احترام نہیں ہے انکی عظمت نہیں ہے۔ انکی عظمت نہیں ہے — بادشاہوں کے درباروں میں جانے والے بڑی دور سے گردن جھکا کر جاتے ہیں اور ختمی مرتبت کا نام آجائے تو ان کے سر نہیں جھکتے۔

غور کر لیجئے — کسی کو آزمانا ہو کہ اس میں شرافت کتنی ہے تو ایک مرتبہ کہئے ”محمدؐ“ اگر سر جھکے تو شریف ہے۔

یہ پیشانی جھکتی ہی نہیں آدم کو تو سجدہ کرنے کو کہا مگر ختمی مرتبت کا نام آئے تو ذرا سا پیشانی نہ جھکے۔ وہ سجدے کا طالب نہیں ہے مگر محمدؐ کی آل یہ چاہتی ہے کہ ہمارے جد

کا نام لیا جائے تو سر جھک جائے۔ سر کو جھکا کے بتاؤ کہ یہ قوم زندہ ہے۔
لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کہنے والے ایک تقریر میں یہ بھی ہو چکا
ہے کہ درود کو لازم جانے درود کو نسخہ حیات سمجھے درود سے ولادت پاک ہوتی ہے
طہنت میں طہارت آتی ہے۔

جب ہم تم پر درود بھیجتے ہیں تو ہماری ولادت پاک ہوتی ہے ہمارے نفس میں طہارت
آتی ہے ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے ہماری برائیاں دور ہو جاتی ہیں۔

اللہم صل علی محمد و آل محمد
سلسلہ کلام کہاں تک پہنچا درود کے آخری حصے تک۔

اللہم صل علی محمد و آل محمد
کیا اختلاف ہے ملت کو صرف یہی نہ کہ علیؑ

اللہم صل علی محمد و علی آل محمد
مگر نہیں۔ نہیں یہ درود۔ بڑا کامل و اکمل ہو جاتا ہے جس وقت آپ یہ کہتے ہیں۔
اللہم صلی علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و آل ابراہیم انک
حمید مجید ☆

آپنے مثال کیوں دی کہ آل محمد تھے، اس لئے نہیں کہ پکارتے کہ ہم ان کے طرفدار
ہیں یہ ساری ملت اسلامیہ کا درود ہے کہ اللہ درود بھیج محمدؐ پر اور ان کی آل پر جیسے کہ
تو نے رحمتوں کو نازل کیا ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر نہ وہاں امت ہے نہ یہاں امت
ہے۔

”انک حمید مجید“

حمد تیرے ہی لئے ہے حمد و کبرائی تیرے ہی لئے ہے تو پروردگار رحمتوں کو نازل کر
اس گھرانے پر یہ گھرانہ نبوت کا گھرانہ ہے یہ گھرانہ امامت کا گھرانہ ہے فقط یہی نہیں

ہے۔ کہ ابراہیم ہمیشہ اپنے گھرانے کے لئے چاہتے ہیں جو کچھ چاہتے ہیں۔ اللہ اللہ وہ دن یاد ہے کہ ابراہیم کو جب امامت عطا ہوئی تھی تو بے اختیار یہ آواز آئی۔

ان جاعلك للناس اما ما قال ومن فقلتى ☆ (سورہ بقرہ آیت ۱۲۳)

”ابراہیم ہم نے تم کو امام بنایا۔ کہا میری ذریت میں بھی ہے۔“ آدم یہ کہہ سکتے تھے اس لئے کہ ابھی پتلا آب و گل سے تیار نہیں ہوا تھا۔

انى جاعلك فى الارض خليفته ☆

تو ابھی آدم جو ہوش میں تھے مگر جب ابراہیم کو امامت ملی تو ابراہیم نبی بھی تھے رسول بھی تھے۔ خلیل تھے۔ اللہ کے ولی تھے۔ محبت کے درجوں پر فائز تھے۔ صاحب شریعت تھے۔ صاحب کتاب تھے۔ صاحب رسالت تھے۔ سوچو بوجھ تھی اب اتنا بڑا عہدہ اتنا جلیل القدر عہدہ اولاد میں جائے گا یا نہیں، کہا میری ذریت میں یہ عہدہ جائے گا یا نہیں۔۔۔۔۔ آواز آئی۔۔۔۔۔

لا ينال عهدى الظالمين ☆ (سورہ بقرہ آیت ۱۲۳)

”ظالموں کو یہ عہدہ نہیں ملے گا۔“ مامون رشید کے دربار میں حضرت امام علی رضا نے بتا دیا تھا کہ اس آیت نے بتا دیا ہے کہ قیامت تک امامت ظالموں پر حرام ہے۔ آپ نے دیکھا یہ وہ منزل تھی کہ جہاں آل محمد کے ساتھ ساری ملت نے آل ابراہیم کا تذکرہ کیا۔۔۔۔۔

ابراہیم نے امامت ملنے کے بعد کہا ومن فقلتى لیکن دنیا یہ سمجھی کہ شاید ابراہیم ان عظمتوں کو دیکھ کر بے چین ہیں کہ اولاد میں بھی ہو، ہاں آپ قرآن پڑھیں تو پتہ چلے گا کہ جہاں ابراہیم یہ کہتے ہیں۔۔۔۔۔ پروردگار۔۔۔۔۔

رب اجعل هذا البلد امنا واجنبى وبنى ان نعبد الا صنم ☆ (سورہ ابراہیم آیت

”پروردگار شہر مکہ کو امن و امان کی جگہ بنا اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچالے۔“
 رَبِّ اِنَّهُمْ اضِلُّنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَعَنَ تَبِعْنِيْ فَلَنَذِيْبُنِيْ وَ مَنَ عَصٰنِيْ فَلَنَكْ غَفُوْرٌ
 وَرَحِيْمٌ ☆ (سورہ ابراہیم آیت ۳۶)

”پروردگار بتوں نے بہتوں کو تباہ کر دیا، جو میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہے، اور جو میری نافرمانی کرے اس میں تیرا اختیار ہے تو غفور و رحیم ہے۔“
 اس کے بعد ابراہیم نے بے اختیار کہا —

وَبِنَا اِنِّیْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بُوَادِ غَيْرِ ذٰی زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمَحْرُومِ اِنْبٰنِیْ لِيَقِيْمُوْا الصَّلٰوةَ ۚ
 جَعَلَ اَفْئِدَةَ النَّاسِ تَهْوٰی اِلَيْهِمْ وَ اَرْزَقَهُمْ مِّنَ الشَّمٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ☆ (سورہ
 ابراہیم آیت ۳۷)

”پروردگار میں اپنی بعض ذریت کو ایک ایسے بے آب و گیاہ میدان میں آباد کرنا چاہتا ہوں، جہاں زراعت نہیں ہوتی، فقط اس لئے پروردگار کہ تیری نماز کو قائم کریں، قیام نماز آسان نہیں ہے۔ اور تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے۔ انہیں پھلوں سے روزی عطا کر تاکہ یہ تیرا شکر کریں۔“

قیام صلوٰۃ آسان نہیں ہے۔ ابراہیم نے یہ دعا مانگی ہے کہ میری اولاد نماز کو قائم کرے۔ بڑی مصیبتیں جھیلے گی اولاد نماز کو قائم کرنے میں، وہاں پانی نہیں ملتا، وہاں کھیتی نہیں ہوتی، دعائے ابراہیم قبول ہو گئی جہاں اولاد کے لئے امامت مانگی ہے وہاں یہ بھی دعا کی ہے کہ میری اولاد نماز کو قائم کرے۔ اب نماز کو قائم کرنے میں اولاد پر جو بھی گزر جائے — زیارت امام حسینؑ میں آپ یہ گواہی دیتے ہیں —

اشھد انک قد اقامت الصلوٰۃ

”میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے نماز کو قائم کیا۔“

یہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے الفاظ ہیں —

اشهد انك قد اقامت الصلوة و اتيت الزكوة و امرت بالمعروف عن المنكر و اطعت
الله و رسوله حتى اناك اليقين ☆

”اے حسینؑ ابن علیؑ آپ نے نماز کو قائم کیا، زکوٰۃ دی، معروف کا حکم دیا اور برائی سے روکا، اللہ اور رسول کی اطاعت کی اور جہاد کیا جو حق جہاد کرنے کا تھا۔“
ابھی ابھی کسی نے اخبار میں یہ لکھ دیا کہ حسینؑ نے کربلا میں جہاد نہیں کیا اور امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ”اے حسینؑ آپ نے جہاد کیا اور جو حق جہاد کرنے کا تھا۔“

کیوں جہاد نہیں کیا اس لئے کہ حسینؑ کے مقابلہ میں مسلمان تھے کلمہ گو تھے اور مسلمان سے نہیں بلکہ کافر کے ساتھ جہاد کیا جاتا ہے۔۔۔۔۔ کیوں۔۔۔۔۔ امیر المومنین کی زیارت آپ بھول گئے۔۔۔۔۔ امیر المومنین کی زیارت یہ ہے کہ۔۔۔۔۔
”آپ نے اللہ کے دین کے لئے جہاد کیا، مارقیین سے جہاد کیا، قاسطین سے جہاد کیا، ناکشین سے جہاد کیا، اے علیؑ آپ نے جہل میں جہاد کیا، صفین میں جہاد کیا، نہروان میں جہاد کیا۔“

اس کے معنی یہ ہیں کہ راہ حق کی طرف ذہنوں کو موڑ دیا، معصوم جہاد نہیں کرتا مگر اسی حد تک کہ حسینؑ نے ابتداء نہیں کی تھی جنگ کی مگر جب شروع ہو گئی جنگ اور تلوار چلی تو اب یہ حسینؑ کا جہاد ہے، یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ کسی کو سمجھنے میں پریشانی ہو۔ پریشانی کی کیا بات ہے؟

اب گفتگو آگئی تو میں سمجھتا ہوں کہ قرآن کی آیت پڑھوں تاکہ حسینؑ کا جہاد آپ کی سمجھ میں آجائے اور آپ کی حیرانی دور ہو۔۔۔۔۔ اور آپ کے دل و دماغ روشن ہوں۔

يا ايها النبي جاهد الكفار والمنافقين ☆ (سورہ توبہ آیت ۷۳)

”اے رسولؐ جہاد کیجئے کافروں سے اور منافقوں سے۔“
 ”کافروہ ہے جو انکار کر دے، منافق وہ ہے جو گواہی دے کہ تو اللہ کا رسول ہے مگر خدا
 کہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔“

اور منافقین کے لئے سورہ ہے، ”سورہ منافقون“ ———

اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا لَوْ اَنَّا شَهِدْنَا اَنكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اَنكَ لِرَسُولِهِ وَ اللّٰهُ
 بِشَيْءٍ اَنْ الْمُنَافِقِينَ لَكَ اَذْنُوْنَ ☆ (سورہ منافقون آیت 1)

”اے رسولؐ جب تمہارے پاس منافقین آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو اقرار کرتے ہیں
 کہ آپ یقیناً خدا کے رسولؐ ہیں اور خدا بھی جانتا ہے کہ آپ یقیناً اس کے رسولؐ
 ہیں، مگر خدا یہ ظاہر کئے دیتا ہے کہ یہ منافقین جھوٹے ہیں۔“

اب کلمہ کیا ہے ——— یہ منافق محمدؐ عربی کا کلمہ پڑھ رہے تھے مگر خدا کا حکم یہ تھا کہ
 اے رسولؐ منافقین سے جہاد کرو ——— بدر، احد، خندق، خیبر، حنین، ستاسی غزوات،
 پیغمبر کی زندگی ختم ہو گئی آیت کی آدھی تفسیر میں کہ ”کافروں سے جہاد کرو“ یہ آدھی
 آیت ہے، ———!

آدھی آیت کی تفسیر باقی تھی کہ ”منافقین سے بھی جہاد کرو“ تو اب محمدؐ اور علیؑ ایک
 نور کے دو حصے ہیں، آدھی آیت کی تفسیر محمدؐ نے علیؑ کے ذمے کر دی۔ اسی لئے ملت
 اسلامیہ نے آج تک علیؑ پر یہ اعتراض نہیں کیا کہ علیؑ نے جمل و صفین و ہروان میں
 اتنا خون کیوں بہایا ——— ملت مسلمہ یہ کہہ کر چپ ہو گئی علیؑ کرم اللہ وجہہ اللہ نے
 علیؑ کے چہرے کو مکرم کر دیا، مکرم ہی مکرم ہے، کرامت ہی کرامت ہے۔

تقریب اس منزل تک آگئی ——— حسینؑ نے کربلا میں جہاد کیا، حسینؑ اللہ کا بندہ حسینؑ،
 حسینؑ محمدؐ کا نواسہ حسینؑ، حسینؑ سجدہ گزار حسینؑ، حسینؑ زکوٰۃ کا دینے والا حسینؑ،
 حسینؑ قرآن کا پڑھنے والا، اور نوک نیزہ پر تلاوت کرنے والا حسینؑ لا الہ الا اللہ

محمد رسول اللہ کہنے والا حسینؑ حسینؑ جس نے بار بار یہ کہا کہ اگر میں نے شریعت میں تبدیلی کی تو مجھے نزع کر ڈالو، سمجھوں نے کہا نہیں آپ نے شریعت میں کوئی تبدیلی نہیں کی جس کی قربانی عظیم المرتبت قربانی ہے۔ جس کی یاد منانے کے لئے اتنا بڑا مجمع اس وقت یہاں موجود ہے۔۔۔۔۔ یہاں صرف ہمارے فرقے کے مخصوص چند افراد نہیں ہیں۔ یہاں تمام کلمہ گو موجود ہیں اور سب میرے دوست ہیں، یہاں ہر مکتبہ فکر کے اشخاص نمائندگی کر رہے ہیں، بیشتر افراد وہ ہیں جن کا عقیدہ میرا عقیدہ نہیں ہے لیکن انہوں نے یہ طے کیا ہے کہ وہ سنیں بولنے والے کی زبان سے کہ حسینؑ کا ذکر کیا ہوتا ہے۔ لا الہ الا کا مقصد کیا ہے۔ لا الہ حق ہے۔ ہم اسی ایک کو سجدہ کرتے ہیں۔ ملت اسلامیہ سن لے کہ ہم نے علم کو سجدہ نہیں کیا۔ ہم نے ضریح کو سجدہ نہیں کیا۔ ہم نے تابوت کو سجدہ نہیں کیا۔ ہم نے ذوالجناح کی پرستش نہیں کی۔ یہ آثار ہیں جس سے قومیں پہچانی جاتی ہیں۔ آپ کا ایک عمل ہے جس پر آپ متفق ہیں جسے قرآن میں شعار کہتے ہیں۔ قرآن میں کسی مقام پر یہ نہیں ہے کہ مسجد پر مینار ہوں گے۔ مگر آپ نے دیکھا کہ اگر مثلث بنا لیتے ہیں اور کوئی اجنبی مسلمان شہر میں آئے اور وہ سمجھے کہ یہ تو گر جا ہے۔ اس لے آپ نے مینار بنائے کہ یہ ہماری پہچان ہے، ہم نے مثلث نہیں بنائے، اپنی پہچان الگ بنائی۔ علم اور تابوت پہچان ہے آپ یہ کیوں کہتے ہیں کہ یہ شرک ہے۔ یہ شرک ہے۔۔۔۔۔ ارے ذرا سے شبانہ بھی نہیں ہے کہ یہ شرک ہے، اور افسوس تو یہ ہے کہ جس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا حکم مجبور پر اس کو تو کہا کافر۔۔۔۔۔ کان من الکافرین۔۔۔۔۔ من المشرکین نہیں کہا گیا۔۔۔۔۔ اور ہم جو خدا ہی و قیوم و لم یزل و لم یزال کے سوا کسی کو سجدہ جائز نہیں سمجھتے۔ ہماری زندگی توحید کے اس جلال میں گزرتی ہے کہ جہاں مالک تو ہے اور یہ تیرے بندے ہیں، تیرے سامنے سجدہ مگر ان بندوں کا احترام، یہ پیشانی اگر جھکتی ہے تو

سجدے میں نہیں جھکتی ہے، یہ آنکھیں اگر جھکتی ہیں تو سجدے میں نہیں یہ احترام ہے۔۔۔۔۔ یہ محمدؐ کا گھرانہ ہے۔۔۔۔۔ یہ حسینؑ ہے جس نے سر دے دیا اور اسلام کو بچا لیا، جس نے ظالم سے یہ کہلوا لیا ”مجھ کو حسینؑ سے کیا کام“ یزید کی راتوں کی نیند اڑ گئی، ظالم جب ظلم کر چکتا ہے تو اس کا ظلم سانپ بن کر اس کو ڈستا ہے۔ یہ حسینؑ نے ظالم کا انجام بتایا ہے، ظلم ہوا اور اس طرح سے۔۔۔۔۔ آج نویں محرم ہے۔۔۔۔۔ حسینؑ ہر طرف سے گھر گئے۔۔۔۔۔ کبھی عون و محمدؑ کا ذکر ہوا، کبھی قاسم ابن حسنؑ کا تذکرہ ہوا۔۔۔۔۔ کبھی علی اکبرؑ کا تذکرہ ہوا۔۔۔۔۔ کبھی عباسؑ کا تذکرہ ہوا۔ آج نو محرم ہے۔ آج میرا مولا اکیلا ہے۔۔۔۔۔ کیا کریں حسینؑ۔۔۔۔۔ ہل من ناصر بنصرنا ہے کوئی میری مدد کرنے والا، کوئی ہے حرم رسول کو مصیبتوں سے بچانے والا، لا الہ الا اللہ۔۔۔۔۔ مالک یہ تیری کبریائی ہے، مالک یہ تیری عظمت ہے، مالک یہ تیرا جلال ہے، مالک یہ تیری شان ہے کہ جب تو چاہتا ہے کہ کسی بندے کا امتحان لے تو یہ تیرا جلال ہے کہ جس طرح تو اکیلا ہے اسی طرح وہ بندہ اکیلا ہو جاتا ہے۔ (سبحان اللہ) اب وہ بندہ خدائی میں ایک ہے، ہزاروں مرتبہ ظلم سہی مگر دوسری کر بلا نہیں۔۔۔۔۔ کر بلا کچھ اور ہے۔۔۔۔۔ جب دیکھا کہ اب کوئی یاور و ناصر باقی نہیں رہا خیمے کے قریب آئے اور آواز دی، اے زینبؑ و ام کلثومؑ، اے رقیہ و سکینہؑ تم سب پر حسینؑ کا آخری سلام۔۔۔۔۔ شہزادیوں نے گھیر لیا ایک ایک بی بی نے منت و ساجت کی آقا نہ جایی، مولا نہ جایی، حسینؑ نے بے اختیار کہا زینبؑ اب بھائی کو نہ روکو، زینبؑ اب ہم اپنے عہد کو پورا کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ اس کے بعد عابد بیمار کے پاس گئے دیکھا بے ہوش ہیں۔ میرا نیس کا ایک بند اس وقت یاد آ گیا۔۔۔۔۔

کیو عابد سے یہ پیغام میرا بعد سلام غش تھے تم پھر گئے دروازے تلک آ کے امام قید میں پھنس کے نہ گھبرائو اے گل اندام کاٹیو مبرو رضا سے سفر کوفہ و شام

ناؤ مجھدار میں ہے شور تلاطم جانو
 ناخدا جاتا ہے گھر جانے اب اور تم جانو
 خیمے سے باہر آئے۔۔۔ آواز دی ہے کوئی میری سواری کا لانے والا، ذوالجناح گردن
 ڈالے سامنے آیا، کوئی رکاب کا تھانے والا نہ تھا، خیمے کا پردہ اٹھا علی کی بیٹی باہر آئی
 ——— زینب نے کہا بھائی سوار ہو جائیے اللہ کے حوالے کیا۔۔۔ ذوالجناح نے
 آگے بڑھنے سے انکار کیا۔۔۔ گردن جھکا کر قدموں کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ دیکھا
 سیکنہ۔۔۔ معصوم بچی ذوالجناح کے قدموں سے لپٹی ہوئی ہے نور کہتی ہے۔۔۔
 ذوالجناح میرے بابا کو نہ لے جا، گھوڑے سے اترے بچی کو گود میں اٹھایا اور کہا سیکنہ
 مجھے جانے دو شاید میں تمہارے لئے پانی لاسکوں، صاحبان اولاد کا جمع ہے اللہ تمہارے
 گھروں کو آباد رکھے، اللہ تمہارے بچوں کو خوش رکھے۔۔۔
 سیکنہ کو سینے سے لگایا۔۔۔ اب میرا نیس کہتے ہیں کہ حسین نے سیکنہ سے کہا

جانا ہے دور شب کو جو آنا نہ ہوا ادھر ضد کر کے روئیں نہ ہمیں چاہتی ہو گر
 پہلے پہل ہے آج شب فرقت پدر سورہیو ماں کی چھاتی پہ غمت سے رکھ کے سر
 راحت کے دن گزر گئے یہ فصل اور ہے
 اب یوں بسر کرو جو یتیموں کا طور ہے
 سوار ہوئے۔۔۔ جب پشت زمین پر بلند ہوئے تو بھائی کو بھائی کا لاشہ دور سے نظر
 آیا۔۔۔ پکار کر کہا۔۔۔ عباس ہم تمہاری زندگی میں لڑنا نہیں چاہتے تھے لیکن
 اب لڑیں گے۔۔۔ میدان میں آئے یہ کہہ کر تلوار نکالی۔۔۔ میسرہ پر حملہ کیا
 ——— مہمنہ پر الٹ دیا۔۔۔ مہمنہ پر حملہ کیا قلب لشکر پر الٹ دیا۔۔۔ تم نے
 پیاسے کی لڑائی دیکھی۔۔۔ جس کا اٹھارہ برس کا بیٹا مارا گیا تم نے اس کی لڑائی

دیکھی، جس کا بتیس برس کا بھائی قتل ہو چکا تم نے اس کی لڑائی دیکھی، لڑتے
چلے، — زخمی ہوتے چلے — پشت فرش پر جھوم رہے تھے — ایک آواز
آئی — میرا نہیں کہتے ہیں —

جنگل سے آئی فاطمہ زہرا کی یہ صدا امت نے مجھ کو لوٹ لیا وا محرا
اس وقت کون حق رفاقت کرے ادا ہے یہ ظلم اور دو عالم کا مقتدا

انہیں سو ہیں زخم تن چاک چاک پر
زیب نکل حسین ترپتا ہے خاک پر
پردہ الٹ کے بنت علیؑ نکلی ننگے سر لرزاں قدم خمیدہ کر، غرق خوں جگر
چاروں طرف پکارتی تھی سر کو پیٹ کر اے کرپلا پاتا ترما سمان ہے کدھر
اماں قدم اب اٹھتے نہیں تشنہ کام کے

پہنچا دو لاش پر میرے بازو کو تمام کے

شہزادی ایک بلندی پر تشریف لائیں — (بس ہو گئی گفتگو) — دیکھا —

چاروں طرف دیکھا — مگر بھائی نظر نہ آیا — ایک مرتبہ خیمے میں واپس آئیں

— پیار بھتیجے کے بازو کو سنبھالا کہا بیٹا — تمہارے بابا نظر نہیں آتے —

میرا بھائی نظر نہیں آتا — کہا پھوپھی اماں خیمے کا پردہ الٹ دیجئے — مجھے خیمے

کے در پر لے چلے — پھوپھی بازو تمام کر در خیمہ پر عابد بیمار کو لائی — پردہ

الٹ دیا گیا — عابد بیمار کی آنکھیں چاروں طرف باپ کو تلاش کرنے لگیں —

ایک مرتبہ آواز دی

السلام علیک یا ابا عبد اللہ السلام علیک یا بن رسول اللہ

ایک مرتبہ شہزادی زیبؑ کے قریب آ کر کہا — پھوپھی اماں میرے بابا کا ماتم
کجئے —

ختم شد

مجلس دھم (عاشورہ)

موضوع :- توحید اور شرک

انا للہ وانا الیہ راجعون رضا بقضائہ و تسلیما لامرہ ☆

السلام علیک یا ابا عبد اللہ ☆

السلام علیک یا بن رسول اللہ ☆

السلام وعلیک یا بن فاطمہ الزہراء سیدۃ نساء العالمین ☆

السلام علیک وعلی جدک وایک السلام وعلی امک و خیک ☆

السلام علیک وعلی الائمتہ من بنیک السلام علیک ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ☆

میں نے پہلے فرزند رسولؐ کو سلام کیا اب آپ حضرات سے صرف اتنا عرض کروں گا کہ بہت تکلیف دی۔ بہت تکلیف دی مسلسل آتے رہے اب کوئی آپ کو زحمت نہیں دے گا۔ اب کوئی آپ کو تکلیف نہیں دے گا۔ مگر آج کے بعد خود ڈھونڈتے پھریں گے ایک بے چینی سی محسوس ہوگی کہ ہائے اب یہ وقت کیسے بسر ہو۔ ظاہر ہے کہ میں نے کل ہی عرض کیا تھا کہ میں دسویں محرم کو دعا کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ دعا نہیں کروں گا۔ وہ آپ کے احوال سے آپ کی شنزادی باخبر ہے اس لئے میں دعا نہیں کروں گا۔ اب وہ آپ کے دل کا خلوص آپ کی آواز میں دعا نہیں کروں گا۔ مگر میری ایک تمنا ہے معلوم نہیں یہ مہلت آپ کو موقع دے کہ نہ دے۔ برسوں گزر گئے برسوں گزر گئے مجھے چیخے چیخے عاشور کے دن فقط اتنی تمنا رہتی ہے کہ یہ مجمع ہو حسینؑ کا ذکر ہو اور بی بی فاطمہؑ آجائیں۔ اور میں کہوں سواری آئی۔ حقیقت یہ ہے کہ حسینؑ ابن علیؑ نے ہم کو پہنچوایا ملت کو پہنچوایا۔ حسینؑ ابن علیؑ نے ملت

اسلامیہ پر احسان کیا اور پھر سجدہ اور تقرب نے تو ظاہر کر دیا کہ حسینؑ ابن علیؑ یہ چاہتے تھے کہ اس معراج کمال انسانیت پر فائز ہوں کہ جہاں صرف وہ دوستان خدا فائز ہوتے ہیں جہاں یہ آواز دی جاتی ہے۔

يا ايها النفس المعطشۃ ☆

میرے بندوں میں داخل ہو جاؤ۔ اے صاحب نفس مطمئنہ۔

اور جمعی الی ربک راضیتہ، مرضیتہ ☆ فلا خلی فی عبادی ☆ و ادخلی جنتی ☆
تو بس یہ نہیں کہ بے اختیار آپ نے میدان میں پہنچ کر سر رکھ دیا ہو بلکہ آپ نے یہ بتلایا کہ فاتح خیبر کا بیٹا بھی ہوں۔ فاتح بدر و حنین کا بیٹا بھی ہوں۔ اس پیاس میں لڑوں گا اولاد کو کھو کر لڑوں گا۔ چنانچہ اب جو حوالے دیئے جا رہے ہیں اس پر نظر رہے کہ رجب کی زیارت، نہم شعبان کی زیارت، عیدین کی زیارت اور خصوصیت سے امام صادقؑ نے کہا کہ اربعین کی زیارت اور زیارت میں فرزند رسولؐ سے یہ کہا کہ مولا آپ نے جہاد کا حق ادا کر دیا یہ زیارتوں کی گنتی ہے اور امیر المومنین کی زیارت میں اسی طرح سے آپ پائیں گے مگر تفصیل کے ساتھ اس کا کل میں نے تذکرہ کیا کہ مولا آپ نے مارقیں سے جہاد کیا، ناکشیں سے جہاد کیا، قاسطین سے جہاد کیا، مگر جب اس سلسلے میں ایک بات اور وہ یہ کہ جہاد ہی وہ منزل ہے کہ جہاں انسان کمال جہاد پر اپنے وعدے کو وفا کرتا ہے۔ اسی لئے اربعین کی زیارت میں امامؑ نے کہا یہ کہو۔

اشهد انک و لیت بعدہ اللہ و جاهدت فی سبیل اللہ حتی اتاک الیقین ☆

میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے اپنے وعدے کو پورا کیا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ جو حق تھا جہاد کا۔ امیر المومنین، امیر المومنین تشریف فرما ہیں کوفے میں اطلاع ملی کہ سفیان ابن عاص بنو عاص کے سردار میں جو مسلمان تھا اس نے ایثار پر جو فرات کے قریب ایک گاؤں تھا پر حملہ کر دیا اور ایک ذی عورت کے کان کی ہالی اتار لی اور ایک

مسلم عورت کی چادر کو چھینا ہے۔ تو بے اختیار آپ نے جو خطبہ دیا وہ نبج ابلاغہ میں قیامت تک محفوظ رہے گا۔

”جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جو خداوند علیٰ اعلیٰ اپنے خاص بندوں کے لئے کھولا ہے۔“ اور پھر آخری دن علیؑ کا صفین میں اور اس کے بعد علیؑ کی شہادت آخری خطبہ علیؑ کا نبج ابلاغہ میں موجود ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا — ہمارے کماں ہیں؟ ابن تیمیہ کماں ہیں؟ یہ ذوالشہادتین کماں ہیں۔ جب سب شہید ہو چکے تھے ایک ایک کو آواز دی شہداء میں سے کہتے ہیں کماں ہیں۔ پکار کے دو مرتبہ کہا ابلہاد۔ ابلہاد۔ صفین کو جہاد قرار دیا یہ خیال رہے کسی کے ذہن میں یہ بات نہ آئے کہ اگر — اگر اس طرح سے ختمی مرتبت کے پیغام کو پہنچاتے ہوئے کوئی اپنے دل میں یہ سمجھے کہ کلمہ گو ہے مسلمان ہے۔ نہیں کل جیسا کہ عرض کر رہا تھا —

يا ايها النبي جاهد الكفار والمنافقين ☆ (سورہ توبہ آیت ۳۷)

تو یہ جہاد کا سلسلہ تھا جو علیؑ اور حسینؑ کی خدمتوں میں اور ان کی کوششوں میں اور ان کے جد کے جذبے میں پایا گیا تو یہ وہی منزل ہے کہ یہ نہیں کہا کہ میدان کربلا میں پہنچے اور سر رکھ دیا۔ نہیں جہاد کیا اور جدوجہد کی اور اسی جدوجہد کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کو صحیح معنی میں مجاہد کہتے ہیں وہ ایک جہاد کرنے والا جس کی دنیا میں نظیر نہیں ہے مگر افسوس یہ ہے کہ الفاظ کا استعمال کچھ اس طرح سے ہوتا چلا اور اردو، فارسی اور عربی ادب سے ناواقف احباب نے جب قلم کا استعمال شروع کیا تو انہوں نے وہ راہیں اختیار کی جو قوم تو قوم خود میرے لئے تکلیف دہ ہو گئیں اور مجھے تکلیف اس دن ملی جب میں نے پانچویں محرم کو ایک محرم نمبر دیکھا ندائے بلتستان کا اس میں میری تصویر تھی جس تصویر کی مجھے ضرورت نہیں ہے میں دلوں میں ہوں مراؤں گا تب بھی رہوں گا مجھے ضرورت نہیں تھی مگر اس کے نیچے لکھ دیا سفیر سید الشہداء میں

نے منور عباس صاحب ایڈووکیٹ سے کہا تھا کہ جا کے کہو۔ میری آواز ساتھ نہیں دے رہی ہے کہ مجھے دکھ ہوا مجھے تکلیف ہوئی اس لئے کہ سفیر سید الشہداء فقط مسلم بن عقیل کا نام ہے الفاظ کے غلط استعمال سے ہم کو تکلیف ہوتی ہے کم از کم میری حد تک تو دنیا ذمہ دار ہوگی۔ اک تار مجھے دیا رات میں فروغ عزائے کہ میں منبر پر عرض کروں آپ کی خدمت میں کہ میرا کیا موقف ہے میرا موقف یہ ہے کہ خدا اور رسولؐ گواہ ہیں ذات عزوجل گواہ ہے کہ مجھے اپنے صرف نام سے کوئی پکارے مجھے قطعاً پسند نہیں ہے مجھے لامحدود ہے۔ مجھے دکھ ہوا تکلیف ہوئی اور خجالت سی محسوس ہوئی کہ لکھنے والے نے سفیر سید الشہداء لکھ دیا اور اب منور عباس صاحب نے ساتھ میں کہا تھا کہ جنہوں نے بغیر میری کسی تحریر کے میرے نام سے پیغام بھی دے دیا اور اسی ندائے ملتستان نے گزشتہ سال میرے نام سے میرا پیغام بھی چھاپ دیا تھا اور میرے دستخط بھی کر دیئے تھے اس لئے ظاہر ہے کہ میں ان کے متعلق تو کچھ نہیں کہتا ہر ایک اپنا اپنا راستہ جانتا ہے مگر کم از کم میری حد تک میں معروضہ کروں گا کہ میرے نام کے ساتھ کوئی لفظ ایسا نہ لکھا جائے اور اگر وہ نہ کاٹ سکیں اور اگر آپ لینا چاہیں تو اس کو کاٹ کر لیں اس لفظ کو کاٹ کر لیں آپ نے سن لیا میری صراحت ہے یہ اور مجھے اس کی ضرورت اس لئے نہیں ہوئی کہ مجھے کہا گیا ہے کہ میں کہوں نہیں — مجھے تکلیف ہوئی مجھے دکھ ہوا اس لئے کہ میں جب خود یہ جانتا ہوں کہ جو الفاظ مصومین کے لئے ہیں اگر وہ کسی کو دے دیئے جائیں تو مجھے جو تکلیف ہو سکتی تھی وہی ہوئی اور قومی نظم و نسق کے لئے یہ لازم ہے کہ جو قوم کے خدمت گار کوئی درخواست کریں کوئی خواہش کریں تو ان کو اہل قلم حضرت غور سے سنیں اور ضد نہ کریں اب بھی وقت ہے اور اگر پولیس میں پرچہ ہے ظاہر ہے جیسا کہ میں سن رہا ہوں اس لفظ کو حذف کیا جائے یا تصویر ہٹا دی جائے۔ اب رہا ہم ہمیشہ ایک کا ثبوت

دیتے رہے زندگی گزر گئی ہماری ایک ثبوت وہ یہ کہ محبت مولا مرضی مولا ان کی مرضی ان کی محبت ان کی معرفت اور اسی میں اپنے وقت کو گزار رہے ہیں اور خدا اور رسولؐ گواہ ہیں خدائے قدوس لم یزل ولم یزال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر اسی مرضی والا کے ڈھونڈنے میں اگر موت آجائے تو پیچھے نہیں ہٹیں گے — مگر — مگر حسینؑ کا نام لے کر ان کا ماتم کرتے ہوئے کبھی یہ چاہنے کی کوشش نہیں کریں گے کہ جارحیت ہو کبھی یہ چاہنے کی کوشش نہیں کریں گے کہ کہیں بار بار کہتا ہوں ہر سال کہتا ہوں آج پھر کہتا ہوں کہ آپ پر پتھر برسیں یا آگ آئے اپنے راستے سے جائیے اپنا راستہ اختیار کیجئے۔ دیکھتے رہتے دنیا کو ارے جہاں سر حسینؑ پر پتھر آئے تو تم کو کیا تکلیف ہے مسلسل باوجود اس محنتی کہ ہر آن ٹیلیفون پر رہتا ہوں میں چل نہیں سکتا ہوں۔ ہر آن ٹیلیفون پر رہتا ہوں کنٹرول مسلسل اطلاع دیتا رہتا ہے کہ اب یہاں پہنچے۔ اب یہاں پہنچے۔ اب یہاں پہنچے شام تک یہی تشویش رہتی ہے کہ آپ کس طرح سے جاتے ہیں آپ کس طرح سے چلتے ہیں میرے دل کی آواز ہے۔ کہ راستے سے سیدھے جائیں اور جو وقت دیا گیا ہے اس وقت کا خیال رکھیں ایک اور جو مراکز آپ کے ذہن میں رہے کہ یہاں نقصان پہنچا ہے تو وہاں گھبرائیں نہیں پریشان نہ ہوں۔ اپنا ماتم کریں۔ ماتم کریں آگے بڑھیں ایک ماتمی دستے اور دوسرے ماتمی دستے کے درمیان جگہ نہ چھوڑیں مل کے چلیں۔ مل کے چلیں تاکہ دنیا دیکھے وہ یہ کہ ماتم کرنے والے کسی نظم و نسق کے ساتھ آگے بڑھتے ہیں — اور پھر ایک بات جو اسی سلسلے میں ہے کہ اگر کبھی کہیں کسی مقام پر یہ محسوس ہو کہ کسی علم یا ذوالجہاج پر کسی نے کچھ پھینک دیا تو آپ کی ذمہ داری نہیں ہے قطعاً نہیں ہے آپ کی ذمہ داری آپ کی ذمہ داری ماتم — وہ آپ کے کارکنوں کی ذمہ داری ہے وہ آپ کے (ADMINISTRATION) ایڈمنسٹریشن کی ذمہ داری ہے اس نظم و نسق کی ذمہ

داری ہے یہ حکومت کی ذمہ داری ہے اطلاع دینے والے کہ یہ ہوا مگر راستہ چھوڑ کر گلیوں میں جانا مناسب نہیں ہے دیکھئے ایک عجیب بات وہ یہ کہ آج آپ بھی جلوس نکال رہے ہیں اور میرے سنی بھائیوں کا بھی جلوس نکل رہا ہے جلوس تو ہے نہ — کسی اور کے نام سے تو نہیں ہے دیکھو کہاں تک بات آگئی دنیا روک رہی تھی کہ ارے شیعہ سبیل بناتے ہیں تو بتائیں ارے سینوں سبیل نہ بناؤ، مگر سینوں نے بان لیا نہیں ہر سال دیکھتے جائیے ان کی سبیلوں میں اضافہ ہوا ہے جہاں جاتے ہیں سبیل جہاں دیکھتے ہیں علم جہاں دیکھتے ہیں برابر — برابر یہی لکھا ہوا ہے کہ پیاسو پو سبیل ہے یہ اس امام کی بہر حال سبیلیں بنیں بالکل اسی طرح ان کو روکا گیا ارے تم کیوں جلوس نکالتے ہو — تم کیوں جلوس نکالتے ہو جلوس وہ نکالے جو ماتم کرے تو کوئی رک گیا — نہیں — نہیں وہاں بھی الحمد للہ تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اور میں خوش ہوں — کانڈ کی ضریح ہے کانڈ کے تابوت کانڈ کے مینار اور اسی طرح سے وہ پکارتے ہوئے جاتے ہیں یہ کس کا جلوس ہے کسی اور کے نام سے ہے وہ پیچھے آ رہا ہے۔ آپ کو اجازت دی اور کہا جب آپ گزر جائیں تو اس جلوس کو موقع دیا جائے وہ بھی جا رہے ہیں تو اس لئے آپ اپنے وقت سے جائیں کہ اپنے وقت پہ آئیں تو اس لئے ہم کو چاہئے کہ ایک ایسی کیفیت رہے برادرانہ کہ بھی ہم نے اس طرح سے اس کا حق ادا کیا وہ اس طرح سے اس حق کو ادا کر رہے ہیں۔ چلو آج سب مل کر دسویں محرم کو متائیں آپ نے میری معروضات کو سن لیا میرے پیغامات کو سن لیا۔ میں ظاہر ہے کہ معذرت خواہ ہوں کہ مجھ سے حق ادا نہ ہو سکا۔ میں نے مجلس پڑھیں مگر میرے دل کو تسلی نہیں ہوئی ظاہر ہے کہ اس عالم میں جبکہ میرے معالج مسلسل یہ کہہ رہے ہیں کہ اب آپ مجلس نہیں پڑھ سکیں گے اب آپ مجلس نہیں پڑھ سکیں گے میں نے ضد کی مجلس پہ مجلس پڑھی آج یہاں تک پہنچ گیا اور مالک کی

بارگاہ میں سجدہ ریز ہوں کہ اس نے مجھے یہ موقع عطا کیا کہ میں فاطمہؑ کے لال کی خدمت میں دست بستہ عرض کروں کہ فاطمہؑ کے جانی مجھ سے خدمت نہ ہو سکی۔ فاطمہؑ کے لال مجھ سے خدمت نہ ہو سکی جاتے ہیں مولا خدا حافظ۔ جاتے ہو مولا خدا حافظ عباس خدا حافظ — علی اکبرؑ خدا حافظ عون و محمد ام رباب کے شیر خوار بچے خدا حافظ — آپ ہمارے مہمان تھے مولا ہمارے گھروں میں آبادی تھی آپ جا رہے ہیں خدا حافظ۔ خدا حافظ ہم جس انداز میں خدا حافظ کہہ رہے ہیں کیا اسی طرح رخصت آخر بہن نے بھی کہا ہو گا ارے بہن تو تڑپ گئیں بچے تڑپ گئے حسینؑ نے کہا اب ہم جاتے ہیں۔ اب ہم جاتے ہیں فاطمہؑ کا لال چلا — فاطمہؑ کا لال چلا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ خوب لڑائی ہوئی۔ جناب زینبؑ نے عبد اللہ ابن جعفر طیار سے کہا۔ عبد اللہ میں شاہد یعنی تھی اپنے بھائی کی لڑائی کی میں تھا تھی اور میں پردے کو اٹھا کے دیکھ رہی تھی میرا بھائی کبھی مہینہ پر جاتا کبھی میسرہ پر جاتا کبھی قلب پر جاتا اور بار بار یہ کہتا پیاسے کی لڑائی دیکھو جس کا جوان بیٹا مر گیا اس کی لڑائی دکھو جب لڑائی ختم ہوئی آسمان کی طرف سر کیا حسینؑ نے وقت دیکھا اور کہنے لگے ہاں ہاں وقت آگیا — وقت آگیا وعدے کے پورا کرنے کا وقت آگیا تلوار کو نیام میں رکھا زخمی ہوتے چلے سینہ زخمی گلا زخمی ساعد زہا زخمی بازو زخمی پیشانی زخمی اور پھر پشت ذوالجناح پہ جھومتے چلے اور دونوں ہاتھ ذوالجناح کے گلے میں ڈال کر کہا ذوالجناح علی اکبرؑ کے کے بازو اتار دے علی اکبرؑ کے بازو علی اکبرؑ کے پاس اتار دے۔ ذوالجناح آہستہ آہستہ چلا ایک مقام پر پہنچ کر ذوالجناح رکا اور دو ہاتھ کاپٹے ہوئے نلکے زمین سے —

ان ہاتھوں کا ملا جو سہارا حسینؑ کو
گھوڑے نے بے تکلان اتارا حسینؑ کو
پھر تو نہ رہا ضبط کا یارا حسینؑ کو

میرا مولا بے ہوش ہو گیا۔ ” دیر تک بے ہوش رہے۔ دیر تک بے ہوش رہے اس کے بعد جب آنکھ کھلی قاتل کو سرہانے دیکھا اجازت نہیں دی پیشانی — پیشانی مٹی پر رکھ دی اور کہا الٹی

”میں نے اپنے وعدے کو پورا کیا اب تو بھی اپنے وعدے کو پورا کر۔“ تیری قضا پر راضی ہوں تیرے حکم کو تسلیم کرتا ہوں۔ اور پروردگار میں تیرے امتحان میں پورا اتر چکا۔“ کوئی معبود نہیں ہے سوائے تیرے۔“

اور اس کے بعد آہستہ آہستہ کچھ کہہ رہے تھے بعد میں کسی نے قاتل سے پوچھا ”قاتل“ آہستہ آہستہ کیا کہا۔ کہا تین مرتبہ کہا عباس۔ عباس۔ اے عباس مگر عباس تو نہیں آئے بہن آگئی۔ اس روایت پر خصائص زینبہ میں علماء نے دستخط کئے ہیں۔ جس پر ابوالحسن اصفہانی کے بھی دستخط ہیں بہن آگئیں اور چلاتی ہوئی آئیں کہ سیدانی کو راستہ دو فاطمہ کی بیٹی کو راستہ دو، محمد کی نواسی کو راستہ دو

ایک مرتبہ دور سے دیکھا بھائی کی لاش تڑپ رہی ہے پکار کے کہا۔ ”انت اخي“ کیا تو میرا بھائی ہے۔ کیا تو میرا بھائی ہے۔ آواز آئی — آؤ — آگے بڑھ گئیں آستینوں کو الٹ دیا اور دونوں زانوں ریتی پر رکھ دیے اور بھائی کی لاش کو ہاتھوں پر بلند کیا۔

ختم شد

ضمیر بھائی ———

اس بے علم اور جہالت بھرے معاشرے میں جہاں نوجوان نسل بے راہ روی کا شکار ہے تو آپ کی کوششیں یقیناً "قابل قدر ہیں اس جہالت کے طوفان میں جو علم کے چراغ آپ جلا رہے ہیں اس میں آنے والا کل یقیناً "بہت روشن ہے اور خدمت محمد و آل محمد جو کہ آپ کا شعار ہے اس کا اجر روز محشر جناب فاطمہؑ آپ کو نمایاں انداز میں دیں گی آپ کی بے لوث خدمت اس مذہب شیعہ کے لئے ایک تحفہ عظیم ہے نادان لوگ شاید اس بات کو نہ سمجھتے ہوں مگر دانا اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اٹھاتے رہیں گے — اور چراغ سے چراغ جلتا رہے گا اور یقیناً "سمجھنے والوں کے لئے اس میں بہت کچھ ہے۔

والسلام

جاوید عباس جعفری

۲۹-۶-۹۱

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

کی مندرجہ ذیل کتابوں کے دوسرے ایڈیشن دستیاب ہیں

پتہ: I-4، نعمان ٹیرس فیز-3، مین یونیورسٹی روڈ

گلشن اقبال، بلاک-11، کراچی

فون: 4612868

۸۔ حیات امام جعفر صادقؑ

۹۔ حیات امام موسیٰ کاظمؑ

۱۰۔ حیات امام علی رضاؑ

۱۱۔ حیات امام محمد تقیؑ

۱۲۔ حیات امام علی نقیؑ

۱۳۔ حیات امام حسن عسکریؑ

۱۴۔ حیات امام ولی عصرؑ

۱۔ حیات پیغمبرؐ

۲۔ حیات علی ابن ابی طالبؑ

۳۔ فاطمہ زہراؑ

۴۔ حیات امام حسنؑ

۵۔ حیات امام حسینؑ

۶۔ حیات امام سید سجادؑ

۷۔ حیات امام محمد باقرؑ

- | | |
|---------------------------------|-------------------------------|
| ۱۵۔ حیات ابو طالبؑ | ۲۹۔ حیات زرجسؑ خاتون |
| ۱۶۔ حیات عقیل ابن ابی طالبؑ | ۳۰۔ حیات اسماء بنت عمیس |
| ۱۷۔ حیات جعفر طیارؑ | ۳۱۔ حیات سکیئہ بنت الحسینؑ |
| ۱۸۔ حیات اُم ہانی بنت ابی طالبؑ | ۳۲۔ حیات جعفر توآب |
| ۱۹۔ حیات خدیجہ الکبریٰؑ | ۳۳۔ حیات ماریہ قبطیہ |
| ۲۰۔ حیات اُم سلمہ | ۳۴۔ حیات میثم تمار |
| ۲۱۔ حیات زینب کبریٰؑ | ۳۵۔ حیات عمّار یاسر |
| ۲۲۔ حیات اُم کلثومؑ | ۳۶۔ حیات قنبر |
| ۲۳۔ حیات فاطمہ بنت اسد | ۳۷۔ حیات زید شہید |
| ۲۴۔ حیات حضرت فضہ | ۳۸۔ حیات عبداللہ بن عباسؑ |
| ۲۵۔ حیات شہر بانوؑ | ۳۹۔ حیات عباسؑ علمدار بن علیؑ |
| ۲۶۔ حیات اُم لیلىؑ | ۴۰۔ حیات علی اکبر |
| ۲۷۔ حیات اُم ربابؑ | ۴۱۔ حیات علی اصغر |
| ۲۸۔ حیات اُم البنینؑ | ۴۲۔ حیات شہزادہ قاسمؑ |

- | | |
|----------------------------------|------------------------------|
| ۴۳۔ حیاتِ مسلم بن عقیلؑ | ۵۷۔ حیاتِ مقداد |
| ۴۴۔ حیاتِ حجر بن عدی | ۵۸۔ حیاتِ حمزہ بن عبدالمطلب |
| ۴۵۔ حیاتِ شریح بن ہانی | ۵۹۔ حذیفہ بن یمان |
| ۴۶۔ ابو عاصم رفاه بن شداد | ۶۰۔ بلال حبشی |
| ۴۷۔ صعصعہ بن صوحان | ۶۱۔ حیاتِ ابوالایوب انصاری |
| ۴۸۔ ابوالطفیل عامر | ۶۲۔ مالک اشتر |
| ۴۹۔ حارث بن عبداللہ | ۶۳۔ جابر بن عبداللہ |
| ۵۰۔ حیاتِ عبداللہ ابن شداد | ۶۴۔ محمد حنفیہ |
| ۵۱۔ حیاتِ زید بن صوحان | ۶۵۔ حیاتِ مختار |
| ۵۲۔ حیاتِ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ | ۶۶۔ محمد ابن ابی بکر |
| ۵۳۔ حیاتِ رشید ہجری | ۶۷۔ اُمّ ایمن |
| ۵۴۔ حیاتِ طرماح بن عدی | ۶۸۔ سوانحِ کمیل بن زیاد |
| ۵۵۔ حیاتِ سلمان فارسی | ۶۹۔ سوانحِ سلیم بن قیس ہلالی |
| ۵۶۔ حیاتِ ابوذر غفاری | ۷۰۔ حیاتِ سعید بن قیس |

- | | |
|--------------------------|---------------------------|
| ۸۵۔ فرزدق شاعر آل محمدؐ | ۷۱۔ سوانح عبدالمطلب |
| ۸۶۔ سوانح بدیل خزاعی | ۷۲۔ تاریخ اذان |
| ۸۷۔ حیات زہیر بن قین | ۷۳۔ تاریخ فدک |
| ۸۸۔ حبیب ابن مظاہر | ۷۴۔ حدیث قرطاس و قلم |
| ۸۹۔ مسلم ابن عوسجہ | ۷۵۔ اسلام اور بنی اُمیہ |
| ۹۰۔ حزن یزید ریاحی | ۷۶۔ تجارت اور اسلام |
| ۹۱۔ ہانی بن عروہ | ۷۷۔ ابوسفیان اور مسلمان |
| ۹۲۔ شیبہ بن عبداللہ | ۷۸۔ تاریخ کعبہ |
| ۹۳۔ انس بن حارث | ۷۹۔ تاریخ کربلا |
| ۹۴۔ ابو ثمامہ صاعدی | ۸۰۔ مسئلہ تقیہ |
| ۹۵۔ جون غلام ابوذر غفاری | ۸۱۔ تاریخ شیعیت |
| ۹۶۔ عبداللہ بن عمیر کلبی | ۸۲۔ غدیر خم کی اہمیت |
| ۹۷۔ منہج بن سہیم | ۸۳۔ عظمت مباہلہ |
| ۹۸۔ بریر ہمدانی | ۸۴۔ سوانح دعیل خزاعی شاعر |
| | اہل بیتؑ |

۱۱۳۔ واقعہ کربلا قرآن کی روشنی میں

۱۱۴۔ تاریخِ عزاداری

۱۱۵۔ خطابت

۱۱۶۔ سوزِ خوانی

۱۱۷۔ ماتم اور نوحہ

۱۱۸۔ واقعات کربلا اردو غزل کے

آئینے میں

۹۹۔ عابس ابی شیبہ

۱۰۰۔ ہلال ابن نافع

۱۰۱۔ شوزب بن عبداللہ ہمدانی

۱۰۲۔ سوید بن عمر شمی

۱۰۳۔ اُمّ وہب بن عبید

۱۰۴۔ تاریخ ذوالجناح

۱۰۵۔ تاریخ ذوالفقار

۱۰۶۔ تاریخِ فرات

۱۰۷۔ حیاتِ حرّہ بنتِ حلیمہ

۱۰۸۔ قیس بن سعد انصاری

۱۰۹۔ اُمّ الخیر بارقہ

۱۱۰۔ سودہ بنتِ عمارہ

۱۱۱۔ ارویٰ بنتِ حارث

۱۱۲۔ کربلا میں اولادِ عقیل کی قربانیاں

علامہ سید ضمیر اختر نقوی کی کتابیں

سوانح حیات

حضرت علیؑ بر لُغْزِی

حضرت فاطمہ زہراؑ

حضرت قاسم ابن حسنؑ

حضرت اُمّ البنینؑ

ادبیات

شعراے اردو اور عشق علیؑ

خاندان میر انیس کے نامور شعرا

میر انیس (انگریزی)

کلام انیس میں رنگوں کا استعمال

مجالس ترابی

علم معصوم

قیامت اور قرآن

کتاب، حکمت اور ملکِ عظیم

عشرہ مجالس

معجزہ اور قرآن

عظمتِ صحابہ

احسان اور ایمان

ولایتِ علیؑ

حضرت علیؑ میدانِ جنگ میں

عظمتِ حضرت زینبؑ

عظمتِ حضرت فاطمہؑ

عظمتِ امام جعفر صادقؑ

مجالسِ محسنہ (جلد اول)

مجالسِ محسنہ (جلد دوم)

تاریخ

ذوالجناح

پوری دنیا کی عزاداری